Admin: M Awais Sultan
وہ جو مر کے پھر زندہ ہوئے
https://t.me/FiqaHanfiBooks
ابو الحماد مولانا محمد احمد برکاتی
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... ”وہ جومر کے پھر زندہ ہوئے“

خصوصی شفقت .... پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا پیر محمد علی برکاتی صاحب

نام مصنف .... ابوالحماد مولانا محمد احمد برکاتی 0300-4746132

طباعت اول .... رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ / جولائی 2013ء

تعداد 1100

پروف ریڈنگ .... ڈاکٹر محمود احمد قادری

معاونت .... صاحبزادہ فاروق احمد چشتی، صاحبزادہ اظہار احمد اشرف

کمپوزنگ .... قاری محمد عبدالحق، محمد نعیم ساقی، حافظ محمد رضوان نوشاہی

مطبع .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

طابع .... سیّد محمد شجاعت رسول قادری

ناشر .... نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور

کمپیوٹر کوڈ 1N0152

قیمت .... روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

فون 042-37313885-042-37070663

Email:nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون: 041-2626046

مکتبہ برکاتیہ دیپالپور روڈ الہ آباد (ٹھینگ موڑ) ضلع قصور

فون: 0300-4746132

فہرست مضامین

تقریظ مبارک

استاذ العلماء فنافی الشیخ امام المدرسین والمعلمین مظہر کمالاتِ ضیاء الامت
شیخ الحدیث والتفسیر الحافظ محمد خان نوری ابدالوی مدظلہ العالی
وائس پرنسپل مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیٰ نبیہ الامی الکریم ٥ وعلیٰ الہ الطیبین الطاہرین ٥ وعلیٰ اصحابہ المکرمین ٥ وعلیٰ ازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین ٥ وعلیٰ سائر الصحابۃ والتابعین اجمعین ٥

حضرت علامہ مولانا ابو الحماد محمد احمد برکاتی صاحب ایک عالم باعمل شخصیت ہیں جو اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے اپنے ہم عصر علماء میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے والد گرامی بھی ایک جید عالم اور مبلغ اسلام ہیں انہوں نے اپنے اس لخت جگر کو اپنی علمی وراثت کو سنبھالنے کے لئے وقف کیا ہوا ہے اپنے اس فرمانبردار لخت جگر کو مڈل کے بعد (اس وقت دارالعلوم میں مڈل پاس کو بھی داخلہ مل جاتا تھا جب کہ بعد ازاں میٹرک پاس ہونا شرط قرار دے دیا گیا) حصولِ تعلیم کے لئے بھیرہ شریف ضلع سرگودھا کی مشہور و معروف تعلیمی درس گاہ مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، جو علم وادب، روحانیت اور حکمت وفلسفہ کا مشہور منبع اور چشمۂ فیض ہے، جس میں جدید وقدیم علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس کی بنیاد حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین درگاہ امیر السالکین علیہ الف الف رحمتیں نازل ہوں، رکھی۔ مولانا ابو الحماد نے صرف ونحو اور ابتدائی کتب کی تعلیم ماہر

اساتذہ سے حاصل کی (جن میں سب سے عظیم ہستی خود حضور فنافی الشیخ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حافظ محمد خان نوری ابدالوی مدظلہ العالی ہیں: برکاتی غفرلہ القدیر) ہدایہ شریف اور دیگر نصابی کتب دارلعلوم کے عظیم اساتذہ قاضی محمد ایوب صاحب مفتی دارالعلوم علیہ الرحمۃ اور علم وادب کے جید عالم مولانا ملک عطاء محمد صاحب، اور دیگر اپنے اپنے فن میں ماہر اساتذہ (استاذ مکرم ملک محمد بوستان صاحب اور استاذ گرامی مولانا محمد انور مگھالوی صاحب وغیرھما) سے تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے زمانۂ طالب علمی میں ہی اپنے ہونہار طالب علم ہونے کے نقوش اساتذہ کے ذہن میں جمادیئے اور اس کے بعد انہوں نے ٹھینگ موڑ اپنے والد گرامی سے نصاب تعلیم مکمل کیا اور اس کے بعد ضلع قصور کے مشہور و معروف قصبہ کوٹ رادھا کشن میں علمی خدمات ادا کرنے کے لئے متعین کر دیا گیا جو آج تک وہاں اپنا علمی فیض لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر باطل فرقوں کے رد میں کتابیں تحریر کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔

ان کے علمی گوہر پاروں میں سے ایک کتاب جو زیر نظر ہے جس کا عنوان ہے ''وہ جو مر کے پھر زندہ ہوئے'' اگرچہ اس کا عدم فرصت کی وجہ سے تفصیلی مطالعہ تو نہیں کر سکا لیکن تقریباً دو اڑھائی سو صفحات کا مطالعہ کیا ہے جن میں قرآن کریم اور مستند کتب سے مختلف واقعات نقل کئے ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر واقعہ کی مختلف کتب سے تخریج بھی کر دی ہے جس نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس کتاب میں ایک چیز قارئین کے لئے کسی حد تک ثقل کا باعث ہو سکتی ہے بعض دفعہ ایک ہی واقعہ مختلف عناوین کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے جو کہ بادیٔ النظر میں تکرار کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر ایک ہی عنوان کے تحت واقعہ ذکر ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس میں کچھ ایسے بھی واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے بظاہر یہ شعور ابھرتا ہے کہ ان کا تعلق اس شخص کی ایسی حالت سے ہے جس میں ابھی

موت یقینی واقع نہیں ہوئی لیکن کبار ائمہ حدیث مثلاً امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسی شخصیات نے اپنی کتاب بعنوان من عاش بعد الموت وغیرہ میں ذکر کیا ہے لہٰذا اسی پس منظر میں وہ واقعات بھی اس کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

آخر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کو اس محنت اور کاوش کا اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کو عام لوگوں کے لئے نفع کا باعث بنائے اور علامہ ابو الحماد صاحب کو بیش از بیش دینی اور دنیاوی ترقیاں عطا فرمائے اور انہیں اپنی بارگاہِ خاص سے دین متین کی کوشش کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

احقر العباد من خدام علماءِ دین

ابو احمد حافظ محمد خان نوری ابدالوی

تقریظ مبارک

مناظر اسلام محقق دوراں جانشین حضور بحر العلومؒ

حضرت علامہ مولانا پروفیسر مفتی محمد انوار حنفی صاحب

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایسے ایسے رجال پیدا فرمائے ہیں اور پیدا فرماتا رہے گا جو دین اسلام کے عقائد واعمال کو اس کی اصلی حالت میں پیش فرماتے رہیں گے اور اس طرح دین اسلام اپنی اصلی حالت میں قیامت تک قائم ودائم رہے گا۔

ان علمائے ربانیین میں سے ایک عالم ربانی حضرت علامہ مولانا محمد احمد برکاتی مدظلہ العالی کی شخصیت ہے جنہوں نے جب دیکھا کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد واعمال پر بے دین لوگ حملے کر رہے ہیں تو آپ نے تقریری اور تحریری دونوں میدانوں میں اتر کر ان بدعقیدہ لوگوں کی سرکوبی فرمائی۔

ان عقائد میں سے ایک عقیدہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو یہ قوت وطاقت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو اور مردہ اشیاء کو حیات بخش سکتے ہیں بلکہ بخش دیتے ہیں۔

رئیس التقریر والتحریر، پروردۂ آغوش ولایت، حضرت علامہ مولانا محمد احمد برکاتی مدظلہ العالی اطال اللہ حیاتہ نے اس عقیدہ اہل سنت کہ انبیاء واولیاء باذن اللہ مردوں کو زندگی دے سکتے ہیں، پر قلم اٹھایا اور اس موضوع پر آپ نے یہ کتاب

"وہ جو مر کے پھر زندہ ہوئے"

تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے دلائل کی ترتیب کے لئے تین ابواب قائم فرمائے ہیں۔ باب اول انسان مردوں کا زندہ ہونا باب دوم مردہ جانوروں کا زندہ ہونا باب سوم جمادات و نباتات میں زندگی۔ مجموعی طور پر آپ نے پونے تین صد کے قریب دلائل پیش فرمائے ہیں اور ہر دلیل کی تخریج فرما کر بیسیوں حوالہ جات دے کر اس موضوع پر قلم اٹھانے کا حق ادا کر دیا ہے۔

اس موضوع پر میں نے جس قدر بھی کتب مطالعہ کی ہیں ان کتب میں سے یہ کتاب دلائل و براہین کے جس قدر انبوہ سے مزین ہے آج تک اتنے یکجا دلائل دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ محترم علامہ صاحب نے اس موضوع پر لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ کتاب علماء کرام، خطباء عظام اور مناظرین و عوام الناس کے لئے یکساں مفید۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور اس کو محترم علامہ صاحب کے لئے ذخیرۂ آخرت فرمائے۔

خادم العلماء والفقراء

پروفیسر محمد انوار حنفی

دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ کوٹ رادھا کشن

تقریظ مبارک

زبدۃ الحکماء سلطان الاصفیاء حضرت میاں نور محمد نصرت نوشاہی

زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد احمد برکاتی حفظہ اللہ عجیب شخصیت ہیں۔ جب کسی ادق موضوع کا انتخاب کر لیتے ہیں تو اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھتے جب تک اسے کتابی شکل میں علمی دنیا کے سامنے پیش نہ کرلیں۔

"وہ جو مر کے پھر زندہ ہوئے" اسی نوعیت کا اجنبی سا موضوع ہے مگر محترم برکاتی صاحب کا کمال دیکھئے کہ انہوں نے اسے کتابی صورت میں موجود کر دیا ہے۔ تا کہ اہل ذوق اس کا مطالعہ کریں۔ اوران کی تحقیق و جستجو اور محنت کا خود ہی اندازہ لگالیں۔ تحقیق کوئی آسان کام نہیں مؤلف ممدوح اسناد و دلائل کی تلاش اور اخراج متن کے سلسلے میں شب و روز نہ جانے کتنے غرق رہے ہوں گے۔ یہ کام ان کے ہی کرنے کا تھا، سوانہوں نے توفیق ایزدی سے کر دکھایا ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حضرت برکاتی صاحب نے اپنی اس فکر اور تحقیق کے ذریعے اس حقیقت کی نشان دہی کی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور سیدنا حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مطہر ومقدس کے معجزات و کمالات میں تو ذرہ بھر بھی کوئی شک و شبہ ناممکن ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کیئے، حضرت عزیر علیہ السلام کو موت کا ذائقہ چکھایا گیا پھر زندہ ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرندے زندہ کر کے دکھائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی مردے زندہ کیئے۔ کنکروں کو کلمہ پڑھایا۔ درختوں کو حکم دے کر اپنے قریب بلایا۔ لیکن اس کتاب میں یہ واضح کیا

گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سرور کائنات کی امت میں موجود واجب الاحترام پاکیزہ ہستیوں اور اللہ کریم کے مقبول بندوں (اولیاء اللہ) کی شان یہ ہے کہ ان کی پاکیزہ ارواح کس درجہ تصرف کی قوت رکھتی ہیں، اور ان کی روحانی طاقت کیا کیا انوکھے کرشمے دکھاتی ہے۔ اس سلسلے میں کئی مختلف کتابوں کے حوالہ جات کتاب میں شامل ہیں۔

کائنات کا مالک ومختار پروردگار اپنے بندوں کے وسیلے سے کائنات میں موجود اشیاء کو کیسے جلا بخشتا ہے اور موت وحیات کے پوشیدہ اسرار کو کس طرح اپنی قدرت سے عیاں فرماتا ہے یہ مالکِ یکتا کا اپنی مخلوق پر بہت بڑا احسان ہے۔

علامہ برکاتی صاحب نے کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں مردہ انسانوں کے زندہ ہونے کے ثبوت پیش کئے ہیں۔ دوسرے باب میں بتایا گیا ہے مردہ جانور کس طرح زندہ ہوئے اور تیسرے باب میں احجار واشجار اور بظاہر غیر متحرک اشیاء میں زندگی کے آثار کس طرح نمودار ہوتے ہیں، کا بیان ہے۔ مؤلف نے زبان سادہ اور سلیس استعمال کی ہے تاکہ پڑھنے والے کی دلچسپی بڑھے اور عبارت کا مفہوم اس کے ذہن میں آسانی کے ساتھ آسکے۔

رب ذوالجلال اپنے لطف عمیم سے برکاتی صاحب کی اس تالیف کو بھی ان کی دیگر توالیف کی طرح مقبول عام بنائے۔ علمی حلقوں میں اسے پذیرائی حاصل ہو اور پڑھنے والوں کو اس سے کافی حد تک نفع حاصل ہو۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(صاحبزادہ) میاں نور محمد نصرت نوشاہی

زیب سجادہ آستانہ سلسلہ عالیہ نوشاہیہ شرقپور شریف

ایم اے علوم اسلامیہ تاریخ، فارسی گولڈ میڈلسٹ، ایم او ایل۔ فاضل درسیات نظامی

16 جون 2013ء

باب اول

انسان مردوں کا زندہ ہونا

بنی اسرائیل پر صاعقہ کا واقعہ

جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور سے واپس قوم کے پاس پہنچے تو ان کی قبیح حالت یعنی بچھڑے کی پوجا دیکھ کر اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام اور سامری سے جو گفتگو فرمائی وہ مشہور ہے۔

پھر آپ نے وہ بچھڑا جس کی بنی اسرائیل نے پوجا شروع کر دی تھی، کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں ڈال دی۔ تب قوم نے نادم ہو کر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی:

اگر ہمارے رب نے ہمارے گناہ نہ بخشے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔ لہٰذا آپ ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش فرما دیجئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا آپ ان کو لے کر ان کی کوتاہی کی معافی کے لئے سفارش فرمائیں۔

چنانچہ آپ نے ان میں سے ستر برگزیدہ افراد کو چن لیا۔ جب کوہ طور کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم اس کا کلام بلا واسطہ سن لیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کے قریب گئے تو آپ کو ایک بادل نے گھیر لیا۔ آپ خود اس بادل میں داخل ہو گئے اور قوم کو بھی فرمایا کہ تم بھی اس میں داخل ہو جاؤ چنانچہ وہ بھی داخل ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا جس میں امر و نہی تھی کا بیان تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو ان کی پیشانی سے ایک نور چمکا کہ جس کو وہ ستر آدمی دیکھ نہ سکتے تھے۔

جب انہیں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کہ ساتھ کلامِ الٰہی سننے کا شرف حاصل ہوا اور اوامر و نواہی کے فرامین مقدسہ سنے تو دیدار الٰہی میں طمع ظاہر کر بیٹھے۔ اس پر انہیں کڑک نے آلیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ چنانچہ اسی حالت میں ایک دن اور ایک رات مرے رہے۔

اب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام روئے اور اللہ تعالیٰ کے دربار اقدس میں گڑگڑاتے ہوئے، آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے اور عرض کرتے ہیں:

الٰہی میں نے بنی اسرائیل کے برگزیدہ ستر آدمی چنے تھے تا کہ ان کی توبہ قبول ہونے پر وہ میرے گواہ بنیں۔ اب میں بنی اسرائیل کے پاس جا کر کیا جواب دوں گا۔ تو نے توا نہیں ہلاک کر دیا۔ اگر انہیں بچھڑے والوں کے ساتھ ہی ہلاک کر دیتا تو اچھا ہوتا۔ کیا تو مجھے قوم سے شرمندہ کرانا چاہتا ہے۔

ان کی عجز وزاری سے اللہ تعالیٰ نے ان ستر افراد کو زندہ فرما دیا۔ ان کی ارواح واپس لوٹا دیں۔ اب توبہ کی قبولیت اس شرط سے مشروط ہوئی کہ وہ لوگ اپنے آپ کو قتل کر دیں۔

تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 56+سورۃ الاعراف آیت نمبر 155
- عامہ کتب تفسیر۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ستر افراد کا زندہ ہونا

قال : محمد بن کعب القرظی فی قولہ تعالی

"وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ سَبْعِيْنَ رَجُلًا"

سورۃ الاعراف آیت نمبر 155

قال اختار من صالحیهم سبيعن رجلا ثم خرج بهم . فقالوا: اين تذهب بنا .

قال اذهب بكم الى ربى وعدنى ان ينزل علىّ التوراة . قالوا فلا نؤمن بها حتى ننظر اليه قال فاخذتهم الصاعقة و هم ينظرون فبقي موسىٰ قائما بين اظهرهم ليس معه منهم احد .

"قَالَ رَبِّ لَوْشِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَاِيَّایَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا"

سورۃ الاعراف آیت نمبر 155

ماذا اقول لبني اسرائيل اذا رجعت اليهم وليس معى رجل ممن خرج معى ثم قرأ :

"ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O"

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 56

فقالوا هدنا اليك قال فبهذا تعلقت اليهود فتهودت بهذه الكلمة .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 51۔

محمد بن کعب قرظی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

"وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهُ سَبْعِيْنَ رَجُلًا"

سورۃ الاعراف آیت نمبر 155

کے ضمن میں وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر نیکوکاران کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لے کر نکلے۔

انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں کہاں لے جا رہے ہو؟۔

آپ نے فرمایا میں تمہیں اپنے رب کے پاس لے جا رہا ہوں۔ اس نے مجھ پر تورات اتارنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اسے ظاہرا نہ دیکھ لیں۔ تو ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انہیں بجلی نے آلیا۔

چنانچہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اس وقت ان کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا تب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

"قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا" سورۃ الاعراف آیت نمبر 155

اے اللہ اگر تو چاہتا تو ان کو اس سے پہلے بھی موت دے سکتا تھا۔ اے اللہ تو ہمیں اس جرم کی سزا دینا چاہتا ہے جو ہماری قوم کے بیوقوفوں نے کیا ہے۔ اور جب میں قوم میں واپس جاؤں گا تو قوم کو کیا جواب دوں گا اس حالت میں کہ جب میں جاؤں گا تو ان میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہیں رہے گا۔ پھر محمد بن کعب قرظی نے یہ آیت پڑھی:

"ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَO"

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 56

ترجمہ:۔ ہم نے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا تا کہ تم شکر گذار بنو۔

تب انہوں نے کہا: اے موسیٰ ہم نے آپ کی طرف ہدایت پائی تو اسی وجہ سے ان کا نام یہودی پڑ گیا۔

طاعون کی وجہ سے مرے ہوؤں کا دوبارہ زندہ ہونا

ان کے واقعہ کی تفصیل یوں ہے جسے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک قوم تھی جو واسط کے یہودیوں میں داوودان نامی شہر میں رہائش رکھتی تھی اس میں طاعون آیا۔ان میں سے جو اعلیٰ دولت منداور دنیادار قسم کے لوگ تھے طاعون کی وجہ سے چلے گئے لیکن غرباءاور عوام وہاں ہی قیام پذیر رہے۔ جو نہ جا سکے ان میں سے اکثر طاعون کی وجہ سے مر گئے اور جو چلے گئے تھے انہیں کچھ نہ ہوااور وہ صحیح وسالم گھروں کو واپس لوٹے۔

وہ غرباءاور عوام جو بچ گئے انہوں نے کہا ہمارے وہ صاحبان اچھے رہے جو گھروں کو چھوڑ کر چلے گئے۔اب اگر طاعون آیا تو ہم بھی اپنے گھروں کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور وہاں جا کر بسیں گے جہاں وباء طاعون نہ ہو۔

چنانچہ پھر دوسرے سال طاعون آیا تو وہ غرباءاور عوام بھی گھروں کو چھوڑ کر چل نکلے اور دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی میں ڈیرہ جمالیا جب وہ مکمل طور پر اس وادی میں اتر چکے تھے اور اب ان کا خیال تھا کہ ہم ہلاکت سے بچ گئے ہیں،لیکن جونہی آرام وسکون کا سانس لیا تو ایک فرشتے نے اس وادی کے نیچے اور دوسرے نے اوپر سے آواز دی:

مرجاؤ اس آواز سے بغیر کسی بیماری کے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت سے مر گئے یہاں تک کہ ان کے جانور بھی جو ان کے ساتھ تھے وہ بھی مر گئے۔

انہیں صرف آٹھ دن ہی گزرے تھے کہ ان کے اجسام سوج کر پھوٹنے لگے اور بدبو پھیلنے لگی تو اس علاقے کے لوگ انہیں دفنانے آئے لیکن عفونت کی وجہ سے انہیں دفن نہ کر سکے چنانچہ ان میں یہ تجویز پاس ہوئی کہ ان کے اردگرد چار دیواری کھڑی کر دی جائے تاکہ انہیں درندے کھا نہ سکیں۔

چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اس کے بعد ایک عرصہ گزرا جس میں ان کے اجسام گل سڑ گئے اور ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔

اس کے بعد ان پر وقت کے نبی حضرت سیدنا حزقیل بن یوزی علیہ السلام کا گزر ہوا [یہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے وصال کے بعد تیسرے خلیفہ تھے جو بنی اسرائیل میں نبوت موسوی کے پیغام پہنچانے پر مامور تھے] حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد بنی اسرائیل کے لئے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خلافت میں حضرت سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام نبی مقرر ہوئے پھر حضرت کالب بن یوحنا علیہ السلام اور پھر حضرت سیدنا حزقیل علی نبینا علیہ السلام۔ انہیں ابن العجوز بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی والدہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے بچہ عطا ہو جب کہ وہ بوڑھی اور بالکل بانجھ ہو چکی تھیں۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی تو آپ ان کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وہی ذوالکفل علیہ السلام تھے اور ان کو اسی لئے ذوالکفل کہا جاتا ہے کہ وہ ستر نبیوں کے کفیل ہوئے۔ ان کی وجہ سے انہیں قتل سے نجات ملی۔

واقعہ یہ ہوا کہ ستر انبیائے کرام کے شہید کرنے پر یہود آمادہ تھے حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے نبیوں سے کہا تم چلے جاؤ میں تمہارے عوض مارا جاؤں گا اور کہا تمہارے لئے میرا قتل کیا جانا ہی میرے لئے بہتری ہے۔

چنانچہ جب وہ چلے گئے تو یہود آ گئے حضرت ذوالکفل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے ان سے انبیائے کرام کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا واللہ اعلم وہ کہاں گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ذوالکفل علیہ السلام کو بھی یہودیوں کے قتل سے بچالیا۔

جب حضرت سیدنا حزقیل علیہ السلام کا ان مرے ہوئے لوگوں پر سے گزر ہوا تو ان

کی کیفیت پر متعجب ہوئے اور بڑی دیر تک انہیں دیکھتے رہے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو ان کے متعلق عجوبہ دکھائیں۔

عرض کی: جی ہاں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان پر کھڑے ہو کر کہیں اے ہڈیو! اللہ تعالیٰ تمہیں فرماتا ہے کہ تم اکٹھی ہو جاؤ آپ نے یہی کلمات کہے تو وہی ہڈیاں اوپر سے نیچے سے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں اور پھر مجسم بن گئیں جن میں نہ خون اور نہ ہی ان پر گوشت تھا صرف خالی ڈھانچہ تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انہیں فرمایئے کہ اے ارواح اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ان پر قائم ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ کے اس کہنے پر وہ سب لوگ زندہ ہو گئے اور زندہ ہوتے ہی کہنے لگے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اس کے بعد ان میں اور ان کی اولاد میں آج تک وہی بو آتی ہے پھر وہ لوگ زندہ ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے اور ایک عرصہ تک زندہ رہے لیکن موت کے آثار ان کے چہروں سے نمودار تھے وہ جب کپڑے پہنتے تو کفن کی طرح پرانے اور غبار آلودہ ہو جاتے یہاں تک کہ وہ پھر طبعی موت سے مرے۔

تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 243۔

ایک اور قول سے وضاحت

قال هلال بن يساف في قول الله تبارك وتعالى:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

قال كان اناس من بني اسرائيل اذا وقع فيهم الوجع ذهب اغنياؤهم واشرافهم واقام فقراؤهم وسقطتهم فاستحر الموت على هؤلاء الذين اقاموا ولم يصب الاخرين شئ ۔

فلما كان عام من تلك الاعوام قالوا:

ان اقمنا كما اقامو هلكنا كما هلكوا وقالوا: هؤلآء لوظعنا كما ظعن هولآء نجونا كما نجوا فاجمعوا فى عام على ان يفروا ففعلوا حتى بلغوا احيث شآء اللّٰه ان يبلغوا فارسل اللّٰه عليهم الموت حتى صاروا عظاما تبرق ۔

فكنسها اهل الديار واهل الطريق فجمعوها فى مكان واحد فمر نبى لهم عليهم ۔

قال حصين حسبت انه قال حزقيل قال:

يارب لوشئت احييت هٰؤلآء فيعبدوك ويعمروا بلادك ويلدوا عبادك قال واحب اليك ان افعل ۔

قال: نعم ۔قال: قيل له قل كذا وكذا فتكلم بامر ربه فنظر الى العظام تكسى لحما وعصبا ثم تكلم بامرامر به فاذا هم صور يكبرون ويسبحون ويهللون فعا شوا ماشاء اللّٰه ان يعيشوا

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 52۔

- تفسیر مجاھد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 112۔
- تفسیر ابن جریر (طبری) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 243۔
- تفسیر الدر المنثور (سیوطی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 253۔
- تفسیر زاد المسیر (ابن جوزی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 241۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ"

کے ضمن میں حضرت ھلال بن یساف رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے:

بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا۔ ان میں طاعون کا مرض پھوٹ پڑا تو ان کے مالدار، صاحب ثروت لوگ وہاں سے دوسرے شہروں کو نکل گئے۔ غریب اور تنگ دست قسم کے لوگ باقی رہ گئے۔ چنانچہ موت ان لوگوں پر آ گئی جو مقیم تھے اور جو علاقہ چھوڑ گئے تھے ان میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ آئندہ سالوں میں ایک سال پھر طاعون کا مرض پھوٹ پڑا تو لوگوں نے سوچا کہ اگر ہم بھی اسی طرح یہاں پر مقیم رہے جیسے پہلے مقیم تھے تو ہم بھی اسی طرح ہلاک ہو جائیں گے جیسے وہ لوگ ہلاک ہو گئے تھے اگر ہم بھی یہاں سے کوچ کر جاتے جیسے انہوں نے کوچ کیا تھا تو ہم بھی اسی طرح نجات پا جائیں گے جیسے وہ نجات پا گئے تھے۔ وہ سارے اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس سال ہم بھی یہاں سے بھاگ جائیں گے۔ سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ پھر وہ وہاں تک پہنچ گئے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت بھیج دی۔ یہاں تک کہ وہ ہڈیاں سفید ہو گئیں۔

وہاں قریبی مقیم لوگوں اور راہگیروں نے ان کی ہڈیاں جمع کر کے ان کے گرد دیوار تعمیر کر دی۔ ایک مرتبہ وہ نبی جو ان کی طرف مبعوث کیے گئے تھے، ان کا وہاں سے گذر

ہوا۔ راوی حصین بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت حسن بصری نے حضرت حزقیل علیہ السلام نام بیان کیا تھا، انہوں نے کہا:

اے اللہ اگر تو ان کو دوبارہ زندہ کردے تو یہ تیری عبادت کریں گے اور تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیرے نیک بندوں کو جنم دیں گے، اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ٹھیک ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تم اس طرح اور اس طرح کہو۔

چنانچہ انہوں نے اسی طرح ہی کہا۔

پھر انہوں نے دیکھا کہ ان ہڈیوں پر گوشت اور پٹھے چڑھ گئے۔ پھر ان میں ارواح داخل ہوگئیں۔ وہ انسانی صورت میں آگئے اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور اس کی تسبیح وتہلیل پڑھ رہے تھے۔ پھر وہ اتنا عرصہ زندہ رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام جنگل میں چلے گئے۔ دراصل وہ دونوں غاروں کی طرف چل دیئے تھے۔

حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام پر وہاں موت واقع ہوئی، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دفنا دیا اور اکیلے بنی اسرائیل کے ہاں تشریف لے آئے تو سب نے آپ پر الزام لگا دیا کہنے لگے:

آپ نے ہی انہیں قتل کیا ہے اس لئے کہ وہ ہماری طرف داری کیا کرتے تھے۔

آپ کو ان کی اس بات کا بہت دکھ ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں روئے۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:

ان سب کو حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر انور پر لے جایئے ان کی وہاں جا کر تسلی ہو جائے گی۔

چنانچہ آپ ان کو حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کی قبر انور پر لے گئے اور قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر کہا:

اے ہارون! (علیہ السلام) یہ سنتے ہی حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام مزار سے سر جھاڑتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اپنی قبر میں واپس تشریف لے جایئے۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل آپ سے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل باب ماذکر فی موسیٰ من الفضل۔
- نہایۃ الارب (النویری) باب خبر بلعم بن باعوراو ما یتصل بذلک۔
- الروض المعطار فی خبر الاقطار (محمد بن عبدالمنعم الحمیر ی) صفحہ نمبر 398۔
- البدایۃ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 371۔
- قصص الانبیاء (ابن کثیر) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 196۔
- تفسیر سمرقندی (ابو اللیث سمرقندی) تحت سورۃ الاعراف آیت نمبر 155۔
- تفسیر ابن ابی حاتم تحت سورۃ الاعراف آیت نمبر 155۔
- تفسیر بغوی تحت سورۃ المائدۃ آیت نمبر 26۔
- تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ الاعراف آیت نمبر 155۔
- تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) تحت سورۃ المائدۃ آیت نمبر 26۔
- تفسیر لباب التأویل فی معانی التنزیل (خازن) تحت سورۃ المائدۃ آیت نمبر 26۔
- تفسیر درمنثور (سیوطی) تحت سورۃ الاحزاب آیت نمبر 62۔
- تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ المائدۃ آیت نمبر 26۔

۔تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ الاحزاب آیت نمبر 62۔

۔تفسیر فتح القدیر (شوکانی) تحت سورۃ الاحزاب آیت نمبر 62۔

حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جب میں شب معراج مسجد اقصیٰ جانے کے لئے راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

۔صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ۔

۔سنن نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النھار باب ذکر صلوٰۃ نبی اللہ موسیٰ۔

۔مسند احمد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 148۔

۔کتاب الزھد امام احمد بن حنبل صفحہ نمبر 77۔ باب زھد موسیٰ۔

۔مصنف عبد الرزاق جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 577۔

۔مصنف ابن ابی شیبہ کتاب المغازی باب حدیث المعراج حین اسری۔

۔سنن کبریٰ (نسائی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 419۔

۔کتاب التوحید (ابن خزیمہ) باب ذکر الدلیل علی قولہ وھوالذی احیاکم۔

۔صحیح ابن حبان حدیث نمبر 49۔

۔مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر 3325۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 111۔

۔المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 13۔

۔مسند شامیین (طبرانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 196۔

۔مسند عبد بن حمید جلد نمبر صفحہ نمبر۔1209

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 61 صفحہ نمبر 182۔

۔شرح السنۃ (بغوی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 104۔

۔الانوار فی شمائل النبی المختار (بغوی) صفحہ نمبر 33۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 319۔

۔شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 155۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 387۔

۔حیاۃ الانبیاء فی قبورھم (بیہقی) حدیث نمبر 5،6،7،8،9۔

۔مسند ابن الجعد صفحہ نمبر 209۔

۔الروض الانف (سُہیلی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 89۔

۔جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 11 حدیث نمبر 8873۔

۔اسد الغابہ (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 398۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 137۔

۔تاریخ جرجان (حمزہ بن یوسف جرجانی) صفحہ نمبر 273۔

۔مجموع الفتاویٰ (ابن تیمیہ) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 354۔

۔زاد المعاد (ابن قیم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 36۔

۔کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 45۔

۔طبقات الشافعیہ (امام سبکی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 265۔

۔فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 444۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 258۔

۔تاریخ الاسلام (ذہبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 269۔

۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 222۔

۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 11 حدیث نمبر 31850،32386،32387۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 113۔

۔تفسیر بغوی تحت سورۃ حم السجدۃ آیت نمبر 23۔
۔تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 1۔
۔تفسیر در منثور (سیوطی) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 1۔
۔تفسیر لباب التأویل فی معانی التنزیل (خازن) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 1۔
۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 1۔
۔تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ الاحزاب آیت نمبر 40۔
۔تفسیر السراج المنیر (محمد الشربینی الخطیب) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 1۔

گائے کے گوشت سے بنی اسرائیلی کو زندہ کرنا

بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا (اس کا نام عامیل تھا) اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس کا ایک وارث اس کا ایک رشتہ دار تھا (اس کا بھتیجا)۔ اس نے اس مالدار کو قتل کر دیا تاکہ اس کی وراثت کا مالک ہو جائے۔ اس نے اس کی لاش کو راستے میں ڈال دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ سلام کے پاس جا کر کہا:

میرا رشتہ دار قتل ہو گیا اور آپ کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کے قاتل کا نام بتا سکے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا مکمل نقشہ قرآن پاک میں بیان فرما دیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا

بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ○ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ط قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ (ان کو اس پر تعجب ہوا کہ قاتل بتلانے میں اور گائے ذبح کرنے میں کیا مناسبت ہے ۔) اس لئے انہوں نے کہا:

آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ ۔حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

میں جاہلوں میں سے ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ: آپ اللہ تعالیٰ سے معلوم کریں کہ وہ گائے کیسی ہو؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گائے نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا۔

پھر انہوں نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ فرمائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو

آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ شوخ زرد رنگ کی گائے ہو جو دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہوتی ہو

انہوں نے پھر کہا: اس کی صفت کیسی ہو یہ گائے تو ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم ہدایت پا جائیں گے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: وہ گائے محنت کے کام نہ کرتی ہو نہ ہل چلاتی ہو نہ کھیتوں کو پانی دیتی ہو اور صحیح وسالم اور بے داغ ہو۔

انہوں نے کہا: اب آپ نے پوری بات بتائی ہے۔ پھر انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا جب کہ وہ یہ کام کرنے والے نہیں تھے۔

۔تفسیر ابن جریر (طبری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267۔

۔عامہ کتب تفسیر۔

واقعہ کی مزید تفصیل

بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا، اس کا ایک چھوٹا لڑکا تھا اور ایک بچھیا تھی۔ بچھیا کو جنگل میں لے جا کر اللہ تعالیٰ سے یوں عرض گذار ہوا:

اللّٰھم انی استودعك ھذه العجلة لابنی حتی یکبر

(اے اللہ! میرا لڑکا جب تک جوان نہ ہو یہ بچھیا تیری امان میں ہے)

اس کے بعد وہ فوت ہو گیا اور بچھیا جنگل میں جوان ہوئی اور اس کی عادت تھی کہ کسی آدمی کو دیکھتی تو بھاگ جاتی، یہاں تک کہ وہ لڑکا جوان ہو گیا اور وہ لڑکا بنا بھی بہت نیک۔ اپنی ماں کا بہت خدمت گذار تھا۔ رات کے تین حصے کرتا، ایک حصہ نماز میں گذار دیتا ایک حصہ میں سو جاتا اور ایک حصہ میں ماں کے سرہانے بیٹھا رہتا۔ صبح لکڑیاں جمع کر کے بازار میں بیچ کر جو کچھ حاصل کرتا اس میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ایک حصہ اپنی ماں پر خرچ کر دیتا اور ایک حصہ اپنی ذات پر خرچ کر دیتا۔ ایک دن اس کی ماں نے کہا:

بیٹا تیرے باپ نے تیرے لئے ایک بچھیا چھوڑی تھی اور وہ فلاں جنگل میں ہے۔ تو وہاں جا! اور حضرت ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام کے معبود سے دعا مانگ، امید ہے کہ وہ تیرے پاس آ جائے گی۔ اس کی علامت یہ ہے کہ جب تو اسے دور سے دیکھے گا تو تجھے ایسا معلوم ہوگا کہ اس کے چمڑے سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اس کی خوبصورتی اور زردی

کی وجہ سے اس کا نام مُذْہِبَہ ہے۔ کیوں کہ اس کی زردی اس کے حسن کی وجہ سے تھی نا کہ اس کے عیب کی وجہ سے۔

نوجوان جب جنگل میں آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ گھاس چر رہی ہے۔ اس نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا (کہ میں تجھے حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے رب کی قسم دیتا ہوں) میرے پاس آجاؤ۔ چنانچہ وہ دوڑتی ہوئی اس کے پاس آکر ٹھہری۔ نوجوان اس کی گردن پکڑے ہوئے روانہ ہوا۔ گائے بول پڑی: کہنے لگی کہ مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ باسہولت ہے۔

نوجوان نے کہا کہ مجھے میری ماں نے سوار ہونے کا حکم نہیں دیا بلکہ کہا تھا کہ گردن سے پکڑ کر لے آؤں۔

گائے نے کہا بنی اسرائیل کے رب کی قسم اگر تم سوار ہو جاتے تو میں کبھی تیرے قابو میں نہ آتی۔ اب کے بعد اگر تو پہاڑ کو بھی حکم دے گا کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔ کیوں کہ یہ سب کچھ تجھے تیری والدہ کی خدمت گذاری کی بناء پر مل رہا ہے۔

آخر وہ گائے کو اپنی والدہ کے پاس لے آیا۔

ماں نے کہا: بیٹا تو مفلس ہے اور بہت دکھ اٹھاتا ہے۔ رات کو قیام کرتا ہے اور دن کو لکڑیاں جمع کرتا رہتا ہے جاؤ اسے بیچ آؤ!۔

اس لڑکے نے کہا کتنے کی بیچوں؟۔ ماں نے کہا:

صرف تین دینار کی۔ لیکن پھر بھی مجھ سے مشورہ کر لینا۔ دراصل اس کی قیمت تھی بھی تین دینار۔

وہ اسے فروخت کرنے کے لئے بازار میں لے جا رہا تھا ادھر اللہ تعالیٰ نے ایک

فرشتہ بھیجا یہ آزمانے کے لئے کہ یہ لڑکا ماں کا کہنا مانتا ہے یا لالچ میں آجاتا ہے۔ اگرچہ وہ علیم وخبیر ہے۔ تاہم لڑکے کی آزمائش کے لئے فرشتہ بھیج دیا۔ فرشتے نے لڑکے سے آکر کہا:

اے نوجوان! اس گائے کی قیمت کیا ہے؟۔

اس نے کہا صرف تین دینار لیکن شرط خیار ہے کہ میں اپنی والدہ سے پوچھ کر بیچوں گا۔

فرشتے نے کہا چھ دینار لے لے لیکن اپنی والدہ سے مشورہ مت کرو۔

نوجوان نے کہا اگر تم اس گائے کو سونے میں تول کر بھی قیمت دو تب بھی میں اپنی ماں کے مشورہ کے بغیر نہیں دے سکتا۔

ماں کے پاس گیا اور جا کر سارا ماجرا سنایا۔ ماں نے کہا چلو چھ دینار میں ہی اس کو بیچ دو لیکن پھر بھی مجھ سے پوچھ لینا۔

نوجوان نے فرشتہ سے آکر کہا: مجھے چھ دینار ہی منظور ہیں لیکن شرط وہی ہے۔

فرشتہ نے کہا: چلو تم بارہ دینار لے لو مگر اپنی والدہ سے مشور کرنے مت جاؤ۔

نوجوان نے کہا: ہرگز نہیں، مشورہ تو ضروری ہے۔

نوجوان پھر ماں کے پاس پہنچا۔

ماں نے کہا: بیٹا وہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہے، جو تیرے امتحان کے لئے آدمی کی شکل بن کر آیا ہے۔ اب جاؤ اور اس سے کہو کہ میری ماں نے کہا کہ اس گائے کو بیچ دیا جائے یا نہیں۔

نوجوان نے واپس جا کر اس آدم نما فرشتہ سے کہا میری ماں یوں کہتی ہے۔

اس نے کہا: اسے اب فروخت نہ کرو اسے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام بنی اسرئیل کے ایک مقتول کے لئے خریدیں گے اور خریدیں گے بھی دنانیر سے تول کر۔

چنانچہ اللہ سے بنی اسرائیل جو جو صفات پوچھتے گئے اللہ تعالیٰ اس کی وہی صفات بتاتا گیا یہاں تک کہ اسی گائے کی صفات مکمل طور پر بیان ہو گئیں۔

۔تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 67۔

۔تفسیر معالم التنزیل (بغوی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 67۔

۔تفسیر قرطبی تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 67۔

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 67۔

اب اس گائے کو ذبح کر دیا گیا اور اس کے جسم کا ایک حصہ مقتول کو لگایا گیا تو اس کی رگوں سے خون بہنے لگا اور وہ زندہ ہو گیا اور اس نے زندہ ہو کر خود بتا دیا:

مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا ہے۔

سامری کا بچھڑا زندہ ہونا

وَمَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوْسٰى ○ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ○ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ○ فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ يَا قَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ○ قَالُوْا مَا اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ○ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَا اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِىَ○ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ○ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُوْنُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَاَطِيْعُوْا اَمْرِىْ○ قَالُوْا لَنْ

نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ٥ قَالَ يَا هَارُوْنُ مَامَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْا ٥ اَلَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِىْ ٥ قَالَ يَا ابْنَ اُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ٥ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ٥ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ٥

۔القران الکریم تحت سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 83 تا آیت نمبر 96۔

اے موسیٰ اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی۔عرض کی کہ وہ لوگ میرے پیچھے ہیں اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا ہوں کہ تو راضی ہو جا۔فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا۔تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹے غصہ میں بھرے افسوس کرتے۔کہا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا۔کیا تم پر مدت لمبی نہ گذری یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے،تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا۔بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا،لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے گہنے کے۔تو ہم نے انہیں ڈال دیا۔پھر اسی طرح سامری ڈالا تو اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا نکالا بے جان کا دھڑ گائے کی طرح بولتا۔تو بولے یہ ہی تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود،موسیٰ تو بھول گئے۔تو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور ان کے کسی برے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا۔اور بے شک ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا اے میری قوم یہ یوں ہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں پڑے اور بے شک تمہارا رب رحمٰن ہے تو میری پیروی

کرو میرا حکم مانوں۔ بولے ہم تو اس پت آسن مارے جمے رہیں گے جب تک ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں۔ موسیٰ نے کہا اے ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا کہ میرے پیچھے آتے تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا۔ کہا اے میری ماں جائے نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا۔ اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا۔ موسیٰ نے کہا اب تیرا کیا حال اے سامری۔ بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے پھر اسے اس میں ڈال دیا اور میرے جی کو یہی بھلا لگا۔

۔ترجمہ کنزالایمان (اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) تحت سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 83 تا آیت نمبر 96۔

تشریح

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو کو لے کر واپس چلے گئے تا کہ آپ کو تورات دی جا سکے۔ قبل ازیں بنی اسرائیل فرعونیوں کے پاس سے جب آئے تھے تو ان کے زیور ادھار لے کر آئے تھے اور فرعونی غرق ہو گئے تو اب بنی اسرائیل کے دلوں میں بے چینی شروع ہو گئی کہ ان زیورات کا کیا کریں۔ ایک روایت کے مطابق خود ہارون علیہ السلام نے اور دوسری کے مطابق سامری ان کے تمام زیورات ایک گڑھے میں جمع کر کے ان کو آگ لگا دی تا کہ یہ پگھل جائے اور ایک ڈلا بن جائے ،حضرت موسیٰ علیہ السلام جو مناسب سمجھیں کر لیں۔ ادھر جب جبریل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے لئے گھوڑے پر آئے تو سامری نے اس گھوڑے کو دیکھا تو جہاں اس کا قدم پڑا تھا وہاں سے اس نے مٹی اٹھا لی۔ چنانچہ جب وہ سونا پگھل گیا تو اس نے وہ مٹی اس پگھلے ہوئے سونے میں ڈال دی جس سے وہ ایک بچھڑے کی صورت بن گیا

چونکہ وہ درمیان سے خالی تھا اس لئے جب ہوا کا گذر وہاں سے ہوتا تھا تو اس سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی۔ اب سامری نے لوگوں سے یہ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بھول کر چلے گئے ہیں تمہارا رب تو اس بچھڑے میں آ گیا ہے لہٰذا اب تم اس کی عبادت کرو۔ تو قوم کی حماقت یہ ہوئی کہ فوراً ہی سجدہ میں گر گئے۔ اب جب اس میں سے ایک مرتبہ آواز آتی تو وہ سجدہ میں گر جاتے اور جب دوسری مرتبہ آواز آتی تو سجدے سے سر اٹھا لیتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہاں ہی فرمادیا کہ تمہاری قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی ہے۔ تب آپ غصہ میں واپس لوٹے تو آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام پر سختی کی اور سامری سے اس قبیح حرکت کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا جسے قرآن پاک کی زبان میں ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا زندہ ہونا

حزم بن ابی حزم قال سمعت الحسن فی ہذہ الایة

"اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیِی هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ"

قال: ذکرلی انہ اماتہ ضحوۃ ثم بعثہ حین سقطت الشمس من قبل ان تغرب ۔

"قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ"

قال ان حماره ليجنبه وطعامه وشرابه قد منع منه الطير والسباع من طعامه وشرابه

"وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا"

لقد ذكر لي ان اول ما خلق منه عيناه فجعل ينظر الى العظام عظما عظما كيف يرجع الى مكانه فلما تبين له۔

"قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 53۔

۔تفسیر طبری تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 259۔

۔تفسیر ابن ابی حاتم تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 259۔

۔تفسیر در منثور تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 259۔

۔کنز العمال جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 364۔

حزم بن ابی حزم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

"اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ"

کے بارے میں سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کو چاشت کے وقت میں موت عطا کر دی اور جب ان کو دوبارہ زندہ کیا تو اس وقت مغرب سے ذرا پہلے سورج ڈوبنے والا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا:

" قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْماً اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ "

کتنا عرصہ یہاں پر ٹھہرے رہے؟۔

آپ نے جواب عرض کیا: دن یا دن کا کچھ حصہ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بلکہ آپ تو ایک سو سال تک ٹھہرے رہے۔ آپ اپنے کھانے اور پینے کی طرف دیکھیں بالکل بھی نہیں بدلا اور اپنے گدھے کی طرف دیکھیں اسے ہم نے لوگوں کے لئے نشانی بنادیا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کا گدھا ان کے پاس ہی تھا اور ان کے کھانے اور پینے کو درندوں کے کھانے پینے سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

"وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا "

اس کی ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انہیں کیسے جوڑتے ہیں اور پھر گوشت چڑھاتے ہیں۔

آپ نے یہ بیان فرمایا کہ مجھے بتایا گیا کہ پہلے اس گدھے کی آنکھیں بنائیں اور وہ اس عمل کو دیکھ رہے تھے کہ کیسے واپس آ کر ہڈی اپنی ہڈی پر جڑتی ہے۔ چنانچہ جیسے ہی یہ عمل مکمل ہوا تو حضرت عزیر علیہ السلام نے کہا:

"قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت جرجیس علیہ السلام کا خود اور سترہ دیگر مردے

زندہ کرنا اور بتوں کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت جرجیس علیہ السلام کے عہد میں ایک بادشاہ نہایت جابر، ظالم اور بت پرست تھا۔ اس کے پاس ایک اقلون نام کا بت تھا جسے جواہرات سے آراستہ کر کے لوگوں کو اسے سجدہ کرنے پر مجبور کرتا تھا جو اسے سجدہ کرتا تھا اسے چھوڑ دیا جاتا اور جو سجدہ نہ کرتا اسے مار ڈالتا۔

ایک روز وہ جنگل میں آیا اور لوگوں کو بلا کر اس بت کو آراستہ کر کے سجدہ کرنے کے لئے حکم دے رہا تھا اور اس کے پاس ہی آگ جلا رکھی تھی۔ جو اسے سجدہ نہیں کرتا تھا، اسے آگ میں جلاتا تھا۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو غم ناک ہوئے اور دل میں سوچا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اچھا کام کروں۔ اور وہ یہ کہ اس کو بت پرستی سے منع کروں اور اسے اسلام پیش کروں جو کچھ مجھ پر گذرے گی، میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اسے بھگت لوں گا۔

چنانچہ آپ کے پاس جو مال تھا سب راہِ خدا میں دے دیا جب کوئی چیز باقی نہ رہی تو بادشاہ کے پاس آئے اور فرمایا:

خلق خدا کو کیوں ستاتے ہو؟ تم ایک کمزور اور عاجز بندے ہو تمہارا خدا قوی و قادر ہے جس نے تمہیں یہ سلطنت دے رکھی ہے کیوں شکریہ ادا نہیں کرتے؟۔ اور بلاوجہ اس کے بندوں کو تکلیف کیوں دیتے ہو اور بت پرستی کیوں کرتے ہو؟۔ پتھر کے بت کو کوئی بھی خدا نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ تو کریم و رحیم اور قدیم ہے۔ تیرے کفر اور تیری نافرمانی کو اچھی طرح

جانتا ہے اور پھر اپنے فضل و کرم سے پردہ پوشی کرتا ہے۔ اس کی عظمت اس کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ تم کس کھیت کی مولی ہو جو اتنا اتراتے ہو؟۔

بادشاہ نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ زمین میں لکڑی گاڑھ کر اسے ننگا کر کے میخیں ٹھونک دو۔

چنانچہ آپ کا چمڑا اکھڑ گیا اور خون بہہ نکلا لیکن آپ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔

پھر لوہے کی میخ گرم کر کے آپ کے سر پر رکھی گئی تاکہ دماغ پگھل کر باہر نکل جائے پھر بھی بفضل خدا آپ صحیح وسلامت رہے۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کچھ لوگ پوشیدہ طور پر اور کچھ لوگ کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہو گئے۔

بعد ازاں اس بادشاہ کے خاصوں نے کہا:

بادشاہ سلامت! اب کام ہاتھ سے گیا اور ایسا فتنہ پیدا ہو گیا ہے جسے ہم دور نہیں کر سکتے اگر آپ حکم دیں تو اسے جیل خانے میں قید کر دیا جائے تاکہ اسے کوئی نہ دیکھے اور یہ وہیں مر جائے۔

چنانچہ آپ کو جیل میں لے جا کر آپ کی پشت پر بھاری پتھر رکھ دیا گیا۔ آپ علیہ السلام دن رات پتھر تلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آپ کو پتھر کے نیچے سے صحیح وسلامت باہر پہنچا دیا۔ اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور پیغمبری عطا فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ دنیا کی رنج و مصیبت میں صبر کر اور میرے دشمنوں کو میری پرستش کی دعوت دے اور کسی قسم کا خوف نہ کر۔ تجھے چار مرتبہ بھی جان سے مار ڈالیں گے تو میں چاروں مرتبہ ہی تجھے زندہ کر دوں گا۔ پھر اس شہادت کے بعد تجھے بہشت میں لایا جائے گا۔

آپ علیہ السلام نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جب بادشاہ نے دربار عام کیا تو آپ علیہ السلام بھی وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے کہا میں نے تو تجھے جیل میں ڈالا تھا وہاں سے کس نے رہائی دی؟۔ آپ نے فرمایا جس نے زمین وآسمان قائم کیے ہیں۔

بعدازاں بادشاہ نے حکم دیا: آرالا کر آپ علیہ السلام کو ٹکڑے کر دیا جائے بادشاہ کے پاس سات شیر تھے بھوکے ایک کوٹھڑی میں بند تھے۔ جب آپ کو اس کوٹھڑی میں بھیجا گیا تو شیروں نے آپ علیہ السلام کو چیر نے پھاڑنے کی بجائے آپ کو سجدہ کیا۔ جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا جس نے آپ علیہ السلام کو نکالا اور کھانا کھلایا اور کہا کہ دنیاوی رنج ومصیبت پر صبر کرو۔ جب دن ہوا تو بادشاہ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ خوشی کرو۔

بعدازاں حضرت جرجیس علیہ السلام بادشاہ کے پاس آئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ آپ جرجیس ہو؟۔

آپ نے فرمایا: ہاں۔ کہا کہ میں نے تجھے مار ڈالا تھا؟۔

آپ نے فرمایا اپنے مارنے کی طرف کیا دیکھتے ہو؟۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھو کہ مجھے کس طرح زندہ کیا۔ اور مجھے ہی کیا وہ ساری خلقت کو زندہ کرے گا۔ یہ سن کر سارے لوگ حیران رہ گئے۔

بادشاہ کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا ہماری ایک التجا ہے اگر تو وہ پوری کرے تو ہم تیرے خدا کی پرستش شروع کر دیں گے۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس نے کہا ہم چار لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور ہمارے سامنے مختلف قسم کے لکڑی کے بنے ہوئے تھال ہیں تو اپنے اللہ تعالیٰ کو کہہ یہ لکڑیاں ہری بھری اور بار آور ہو جائیں۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سوکھی لکڑیوں کو سبز بنا دیا، جڑیں، شاخیں پتے پھل پھول وغیرہ سب کچھ نکل آیا۔ یہ دیکھ کر ملتجی نے کہا:

یہ شخص جادوگر ہے اس کو میرے حوالے کر دو اس کو میں سخت سزا دوں گا۔

چنانچہ اس نے ایک بت اندر سے خالی بنوایا اور آپ علیہ السلام کو اس میں رکھ کر اس کا منہ بند کر کے چند روز جلتی آگ میں رکھا۔

جب حضرت جرجیس علیہ السلام جلے تو غضب الٰہی جوش میں آیا تمام جہاں تیرو تار ہو گیا اور آگ برسنے لگی۔ تمام لوگ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت جرجیس علیہ السلام جب اس بت سے باہر نکلے قہر خدا کی وجہ سے چند دن خاموش رہے۔ چند روز بعد وحی آئی کہ بادشاہ کے پاس جاؤ اور اسے میرے عذاب سے ڈراؤ!۔

حضرت جرجیس علیہ السلام پھر بادشاہ کے محل میں آئے اور نصیحت شروع کی۔ اس بادشاہ کے وزراء میں سے ایک نے کہا کہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان ایک بات رہ گئی ۔اگر تمہارا خدا مردوں کو زندہ کر دے تو ہم اس کی پرستش شروع کر دیں گے۔

قریب ہی پرانا قبرستان تھا آپ نے دعا کی تو اس میں سے سترہ آدمی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئے جن میں سے نو مرد پانچ عورتیں اور تین بچے تھے۔ ان آدمیوں میں ایک بوڑھا بھی تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا:

بابا تمہارا نام کیا ہے؟۔

اس نے کہا: مائیل ۔آپ نے پوچھا: کب فوت ہوئے تھے اس نے بتایا: فلاں زمانے میں۔ حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ چار سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ بادشاہ حیران رہ گیا۔ وزیر نے کہا:

یہ مرد جادوگر نہیں ہے۔ جادوگر مردے زندہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس پر اتنی سختی کی لیکن اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہ آسمانی کام ہے۔ اسے پوچھنے والے وزیر نے کہا اب میں جرجیس کے خدا کی پرستش کروں گا اور یہ کہ میں ان بتوں سے بیزار ہوں۔

یہ سن کر بادشاہ ناراض ہوگیا اور اس وزیر کے ٹکڑے کروادیئے۔ اب بادشاہ نے وزیروں سے پوچھا کہ اب کیا کیا جائے۔ تاکہ (نعوذ باللہ) اس مرد کے شر سے رہائی پائی جائے۔

ایک وزیر نے کہا کہ اسے کسی مفلس کے گھر رکھوادیا جائے تاکہ بھوک کے سبب سے ہلاک ہو جائے۔

چنانچہ آپ کو ایک مفلس بڑھیا کے گھر میں رکھا گیا جس کا ایک بیٹا جو بیمار، اندھا اور معذور تھا۔ اور اس بڑھیا سے بڑھ کر اس شہر میں کوئی مفلس نہ تھا۔ اور دروازے پر پہرا کھڑا کر دیا گیا تاکہ کوئی شخص ان کو روٹی پانی نہ دے سکے اور وہ بھوک پیاس سے ہی مر جائیں۔

آپ ایک کونے میں نماز پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ دن کو روزہ رکھا ہوا تھا۔

جب شام کا وقت ہوا تو اس بڑھیا سے پوچھا کہ تیرے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہے؟۔

اس نے کہا اے جوان میں مفلس بڑھیا ہوں اور میرا بیٹا بیمار اور اندھا ہے، میرے گھر میں کھانے کی کوئی بھی چیز موجود نہیں ہے۔

اس بڑھیا کے گھر میں ایک ستون تھا جس پر چھت قائم تھی آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی تو وہ درخت فی الفور ہرا بھرا اور بارآور ہوگیا اور ایسا پھل لگا جو کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے وہ پھل کھایا اور بڑھیا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو پہچان!

پہلے وہ بڑھیا بت پرست تھی اب مسلمان ہوگئی پھر اس بڑھیا نے کہا:

اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری ایسی قدر و منزلت ہے تو میرے بیٹے کے لئے دعا کر کہ وہ بھی تندرست ہو جائے۔

آپ علیہ السلام نے لڑکے کی آنکھ پر دم کیا تو وہ بھلا چنگا ہو گیا۔ بڑھیا نے منت سماجت کی بعد ازاں آپ چند دن اس بڑھیا کے گھر میں مہمان رہے۔

ایک روز بادشاہ ادھر سے گذرا اور سرسبز درخت دیکھ کر کہنے لگا کہ میں نے یہاں پر کبھی کوئی سرسبز درخت نہیں دیکھا یہ کیسے ہو گیا؟۔

لوگوں نے کہا: اس جادوگر کو اس بڑھیا کے گھر میں رکھا گیا تھا جس نے یہ درخت لگایا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس درخت کو اکھاڑ دیا جائے اور اس گھر کو برباد کر دیا جائے حکم الٰہی سے وہ درخت پھر ستون بن گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جرجیس کو لاؤ اور ایک آہنی میخ سے زمین پر لٹا کر پارہ پارہ کر دو اور جلا دو۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خاکستر کو بٹور کر اس پر مہر لگائی گئی پھر اپنے معتمدوں سے کہا اسے لے جا کر ذرہ ذرہ کر کے دریا میں پھینکو تاکہ نیست و نابود ہو جائے اور ہم اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ جب اس خاکستر کو لا کر تھوڑا تھوڑا کر کے دریا میں ڈالا گیا تو آواز آئی:

اے ہوا! زمین و آسمان کا بادشاہ حکم دیتا ہے ان سب ذروں کو اکٹھا کر دو کیوں کہ ہم اسے پھر سے زندہ کریں گے۔ ہوا نے اکٹھا کر کے پانی پر ڈھیر لگا دیا۔ چنانچہ اس بادشاہ کے معتمدوں نے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد وہ جنبش کرنے لگا اور بیچ میں سے حضرت جرجیس علیہ السلام پیغمبر نمودار ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کر رہے تھے۔ جب وہ لوگ شہر میں واپس آئے تو آپ ان سے پہلے ہی بادشاہ کی کچہری میں موجود تھے۔

بادشاہ نے کہا کہ آپ تو مر گئے تھے، خاکستر ہو گئے تھے پھر کیسے زندہ ہو گئے تھے؟۔ واقعی آپ سچے ہو آپ کا خدا قادر ہے اور ہمارے بت عاجز ہیں۔ لیکن اگر اب میں تیرے

خدا کی عبادت کروں تو لوگ مجھے ملامت کریں گے۔ اور کہیں گے کہ ایک آدمی کا مقابلہ بھی نہ کر سکا۔ اب ایک کام اور ہے جس میں ہم دونوں کی بھلائی ہے وہ یہ کہ تو ایک مرتبہ ان بتوں کو سجدہ کر لے تا کہ لوگوں کی قیل وقال درمیان سے اٹھ جائے پھر میں تیرے خدا کی عبادت کروں گا۔ اور بتوں سے بیزار ہو جاؤں گا اور انہیں توڑ ڈالوں گا۔

آپ نے فرمایا اچھا۔

بادشاہ اس پر خوش ہو گیا اور آپ کے سر و چشم کو بوسہ دینے لگا اور کہا:

آج کی رات اور کل کا دن آپ ہمارے پاس رہو تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے مابین صلح ہو گئی ہے۔ پھر ہم دونوں بت خانہ میں جائیں گے اور ایک مرتبہ بت کو سجدہ کر دینا پھر آپ جو کہو گے ہمیں منظور ہو گا۔

آپ ساری رات نماز میں مصروف رہے آپ کے پیچھے ایک عورت بھی نماز میں مصروف رہی۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو اسے اسلام سکھایا اور وہ عورت مسلمان ہو گئی۔ مسلمان غمناک ہو گئے اور یہودی خوش ہونے لگے۔ لوگ بت خانے کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور حضرت جرجیس علیہ السلام بھی اس بت خانہ کی طرف روانہ ہوئے جس میں ستر بت رکھے ہوئے تھے جو مروارید اور جواہرات سے آراستہ تھے۔ آپ دیر تک ان کی طرف دیکھتے رہے اتنے میں وہی عورت بچے کو اٹھائے ہوئے آئی۔ آپ علیہ السلام نے اس بچے کو آواز دی:

اے فلاں۔

اس لڑکے نے اسی وقت کہا: لبیک یا نبی اللہ۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کی گردن سے اتر آ۔

وہ اتر کر اپنے پاؤں پر چلنے لگا اور آپ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا: اندر جا کر بتوں کو کہہ دو کہ پیغمبر جرجیس علیہ السلام بلاتے ہیں۔ جب اس بچے نے اندر جا کر پیغام دیا تو سارے بت سر کے بل لڑھکتے ہوئے باہر آ گئے۔ آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو وہ سب کے سب زمین میں نابود ہو گئے۔

بادشاہ نے کہا تو نے مجھے فریفتہ کیا اور میرے دیوتاؤں کو ہلاک کیا۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا اس لئے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ وہ خدا نہیں ہیں اور یہ کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور پھر ان میں شیطان کو پکڑ لیا اور کہا:

اے ملعون یہ کیا بات ہے جو تو کر رہا ہے خود بھی ہلاک ہوا اور خلقت کو بھی ہلاک کر رہا ہے تو خود بھی دوزخ میں گیا اور اب خلق خدا کو بھی دوزخ میں لے جاتا ہے؟۔

شیطان نے کہا: کیا آپ (علیہ السلام) کو معلوم نہیں ہے کہ میرے نزدیک ایک آدمی کو راہِ راست سے بھٹکانا تمام چیزوں سے زیادہ پیارا ہے۔ نیز یہ کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا تو سب نے سجدہ کیا میں نے نہیں کیا۔ میں نے دوزخ منظور کر لیا لیکن سجدہ نہیں کیا۔

پھر بادشاہ کی عورت نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور کہا: اب اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے باقی اور کون سا رہ گیا ہے یا کون سی اور مصیبت ہے جو تو نے نہیں کی؟۔ اب یہ کہو کہ وہ دعا کرے تاکہ تم غرق ہو جاؤ۔

بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا کہ تو اس کے جادو پر فریفتہ ہو گئی ہے۔ بیس سال سے وہ مجھے کہہ رہا ہے اور مجھے فریفتہ نہ کر سکا۔ بادشاہ کی یہ بات سن کر اس کی بیوی مسلمان ہو گئی۔ بادشاہ نے اسے مروا ڈالا۔ اس عورت نے حضرت جرجیس علیہ السلام سے کہا کہ آپ دعا کریں۔ آپ نے دعا کی تو فرشتے بہشتی حلے لے کر اس کی روح لے جانے کے منتظر ہوئے۔

بعد ازاں حضرت جرجیس علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ تو جب تک انہیں میرے روبرو زمین میں غرق نہ کرے تب تک مجھے نہ اٹھانا۔

حضرت جرجیس علیہ السلام کے یہ دعا کرتے ہی بجلی چمکی پھر جہان تاریک ہو گیا اور زلزلہ شروع ہوا جس سے زمین پھٹ گئی اور وہ بادشاہ مع لشکر کے زمین میں غائب ہو گیا جس کا پھر نام ونشان تک نہ رہا۔

- افضل الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء) صفحہ نمبر 94 تا صفحہ نمبر 98۔
- تاریخ الرسل والملوک (طبری) الجزء الثانی باب ذکر خبر جرجیس۔
- تاریخ الامم والملوک (طبری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 382۔
- الکامل (ابن اثیر) جلد نمبر 1 باب مما کان من الاحداث ایضا جرجیس۔
- مروج الذھب (مسعودی) جلد نمبر 1 باب ذکر جرجیس۔
- البدء والتاریخ (المطہر بن طاہر) الجزء الثالث فی ذکر الانبیاء ومدۃ اعمارھم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مردے زندہ فرمانا

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کرنا چاہا، حکم الٰہی ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لو جب آپ علیہ السلام نے آنجناب کا اسم مبارک پڑھا تو حق تعالیٰ نے اسم مبارک کی برکت سے مردے کو زندہ کر دیا۔

- افضل الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء) صفحہ نمبر

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردہ زندہ فرمانا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے رسالت کی چادر اوڑھی (اعلان نبوت تو پنگھوڑے میں ہی کر دیا تھا یہاں رسالت کی بات ہے) تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان یہودیوں اور کافروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں تاکہ وہ ایمان لے آئیں۔

آپ علیہ السلام ہر روز ہی ایسا کرتے اور معجزے دکھاتے لیکن ان سنگ دلوں پر کوئی اثر نہ پڑتا وہ صرف یہ کہہ دیتے کہ ہاں اچھا جادو سیکھا ہے۔

پھر یہودیوں نے جمع ہو کر کہا: اے عیسیٰ اگر تو مردوں کو زندہ کرے گا تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ فوراً حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ:

آپ کا یہ معجزہ ہے کہ انہیں کہو کہ مردہ لائیں پھر آپ دعا کرنا وہ زندہ ہو جائے گا۔

آپ نے ویسا ہی کیا۔ جب سب یہودی جمع ہوئے اور مردہ لائے تو آپ نے دو گانہ ادا کر کے سر سجدے میں رکھ کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس مردے کو زندہ کر دیا۔ وہ مردہ

لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ

کہہ کر کھڑا ہو گیا جن کے نصیب میں ایمان تھا وہ مسلمان ہو گئے لیکن بعض نے اس روز بھی یہی کہا: تو نے اچھا جادو سیکھا ہے۔

۔افضل الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاءؒ) صفحہ نمبر 134۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بادشاہ کا بیٹا زندہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو انہیں دعوت دین کا حکم دیا۔ بنی اسرائیل نے اس دعوت دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں وہاں سے نکال دیا۔

چنانچہ آپ اور آپ کی والدہ وہاں سے نکل پڑے۔ اور زمین کی سیاحت کرنے لگے۔ آپ ایک بستی میں ایک شخص کے پاس اترے اس نے ان کی مہمان نوازی کی اور ان سے بہت ہی حسن سلوک کیا۔

وہاں کا بادشاہ بہت ہی ظالم اور سرکش تھا۔ ایک مرتبہ آپ کا میزبان بہت ہی پریشان حالت میں گھر آیا جب کہ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام اس کی بیوی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا:

تمہارے خاوند کا کیا معاملہ ہے؟ میں اسے غمگین دیکھتی ہوں۔

اس کی بیوی نے کہا کہ آپ نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری مصیبت دور کر دے۔

اس عورت نے کہا کہ ہمارا ایک بادشاہ ہے اس نے ہم میں سے ہر شخص کے ذمے لگایا ہے ایک دن کا کھانا بادشاہ کو اور اس کے لشکر کو کھلائے اور انہیں شراب پلائے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو وہ اسے سخت سزا دیتا ہے۔ اور اس نے آج کے دن کھانا کھلانے کی ذمہ داری ہم پر کر دی ہے جب کہ ہمارے پاس اس کی طاقت ہی نہیں ہے۔

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ پریشان نہ ہوں میں ابھی اپنے بیٹے کو حکم دیتی ہوں وہ دعا کرے گا تو تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو اس کا نتیجہ بعد میں اچھا نہیں ہوگا۔

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں انہوں نے ہم سے حسن سلوک کیا اور ہماری بہت عزت کی ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے کہا کہ اپنے خاوند سے کہنا کہ جب وقت قریب آئے تو اپنی ہنڈیا اور مٹکے کو پانی سے بھر لینا پھر مجھے بتانا۔

چنانچہ جب اسے بھر دیا گیا تو آپ کو خبر دی گئی۔ آپ نے اس پر دعا کی تو جو کچھ بھی ہنڈیا میں تھا سارے کا سارا گوشت، شوربے اور روٹیوں میں تبدیل ہو گیا اور جو کچھ مٹکے میں تھا وہ مشروب میں تبدیل ہو گیا اور ذائقہ ایسا کہ لوگوں نے نا تو اس جیسا کہیں دیکھا اور نہ ہی چکھا۔

چنانچہ جب وہ بادشاہ آیا تو اس نے کھانا کھایا اور شراب پی تو اس نے پوچھا کہ یہ شراب کہاں سے آئی ہے۔

اس نے کہا کہ فلاں فلاں جگہ سے۔

بادشاہ کہنے لگا کہ میری شراب بھی اسی جگہ سے آتی ہے لیکن اس کا وہ ذائقہ نہیں ہے جو اس شراب میں ہے۔

اس میزبان نے جواب دیا کہ وہ دوسری جگہ سے ہے۔

جب اس کی گفتگو میں فرق آیا تو بادشاہ نے اس پر سختی کی۔

اس پر اس نے بتایا کہ میرے پاس ایک بچہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے اور یہ بھی اس بچے نے ہی دعا کی تو پانی اس شراب میں تبدیل ہو گیا۔

بادشاہ نے کہا کہ میرا ایک بیٹا تھا جسے میں اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا اور وہ کچھ دن پہلے فوت ہو گیا میرا وہ بیٹا مجھے تمام مخلوق میں سے زیادہ محبوب تھا اگر ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو پانی شراب میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اگر وہ شخص دعا کرے گا تو میرا بچہ بھی زندہ ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بلوایا گیا ان سے گفتگو کی گئی اور ان سے التجا کی گئی کہ اس کے بچے کے زندہ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اگر وہ بچہ زندہ ہوا تو بہت ہی شر پھیلے گا۔

بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیا میں نے شر نہیں دیکھے؟ جو بھی ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں اسے زندہ کردوں تو کیا تم مجھے اور میری ماں کو چھوڑ دو گے اور جہاں ہم جانا چاہیں تو ہمیں جانے دو گے؟۔

بادشاہ نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو وہ بچہ زندہ ہو گیا۔

جب اہل مملکت نے دیکھا کہ وہ بچہ زندہ ہو گیا تو انہوں نے ایک دوسرے کو اسلحہ لانے کے لئے پکارا اور کہا کہ:

یہ (بادشاہ) ہمیں کھاتا رہا اور اب اپنی موت پہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنادے اس کے بعد وہ ہمیں کھائے گا جیسا کہ اس کا باپ ہمیں کھاتا رہا۔ چنانچہ انہوں نے اس بادشاہ اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔

- تفسیر ابن جریر (طبری) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 52۔
- تفسیر بغوی تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 52۔
- تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 52۔
- تفسیر اللباب (ابن عادل) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔
- تفسیر کبیر (رازی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔
- تفسیر درمنثور (سیوطی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

۔تفسیر نیشاپوری (احمد بن محمد نیشاپوری) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 52۔
۔تفسیر السراج المنیر (الشربینی خطیب) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 52۔
۔فتوح الشام (واقدی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 202۔
۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 47 صفحہ نمبر 396۔
۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 207۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ مشہور مردے زندہ کئے:

1 : عازر آپ کا محب، اس کو مرنے کے تین دن بعد آپ نے زندہ کیا۔ کافی عرصہ تک زندہ رہا۔ اس کی اولاد بھی ہوئی۔

2: عاشر کی لڑکی، یہ بھی زندہ ہو کر اپنی اولاد سے نفع یاب ہوئی۔

3: سام بن نوح۔

4: مدفون لڑکی کو اس کی بوڑھی ماں کے لئے زندہ کرنا

5: بڑھیا کا لڑکا، یہ اپنے جنازہ پر زندہ ہوا اور کافی عرصہ زندہ رہا اس کی اولاد بھی ہوئی

واقعات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کا اپنے محبّ عازر کو زندہ کرنا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے عازر نامی شخص زندہ کیا جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا محب تھا۔ جب وہ قریب الموت تھا تو عازر کی بہن نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کا محب عازر فوت ہو رہا ہے، آپ جلد تشریف لائیے۔ عازر کا گھر وہاں سے تین دن کی مسافت تھا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں

کے ساتھ جب عازر کے گھر پہنچے تو عازر فوت ہو چکا تھا اور اسے مرے ہوئے تین دن بھی ہو چکے تھے۔ آپ نے پہنچتے ہی عازر کی بہن سے کہا مجھے عازر کی قبر دکھائیں۔ جب آپ عازر کی قبر پر پہنچے تو دیکھا کہ عازر کی قبر پر ایک بھاری پتھر رکھا ہوا ہے۔ آپ نے قبر پر پہنچ کر یوں دعا کی:

اے ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے رب تو نے ہی مجھے حکم دیا تھا کہ میں بنی اسرائیل کو دین کی دعوت دوں اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ میں انہیں کہوں کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں، میں نے انہیں دین کی دعوت دی ہے اور ساتھ ہی مردوں کو زندہ کرنے کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ اب کرم فرمایئے۔ عازر کو زندہ کر دیجئے۔

آپ کی دعا کی برکت سے عازر قبر سے اٹھ کھڑا ہوا اور پانی کے قطرے اس کے جسم سے ٹپک رہے تھے۔

پھر ایک عرصہ تک زندہ رہا۔ اس نے شادی بھی کی اور اس کے بچے بھی ہوئے۔

۔تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عاشر (دلال) کی لڑکی کو زندہ کرنا

ایک دلال تھا جو کہ دلالی کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کی لڑکی فوت ہوگئی تو اس نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس کی بیٹی کل فوت ہوگئی ہے۔ اگر اس کی بیٹی زندہ کر دی جائے تو وہ گناہوں سے توبہ کر کے نیک بن کر زندگی گذارے گا۔ آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی تو وہ زندہ ہوگئی۔ اس کے بعد اس لڑکی نے شادی کی، اس کی اولاد بھی ہوئی۔

۔تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سام بن نوح کو زندہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حواریوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر آپ بحکم خدا کسی ایسے مردہ کو زندہ کر دیتے جس نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی دیکھی ہو تو ہمیں اس سے معلومات مل جاتیں۔

آپ انہیں لے کر چلے۔ ایک ٹیلہ پر پہنچ کر وہاں کی مٹی اٹھائی اور فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟۔

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ مٹی سام بن نوح کی ایک پنڈلی کی ہے۔ پھر آپ نے اپنی لکڑی ٹیلے پر مار کر فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔

اسی وقت ایک بوڑھا سا آدمی اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو بڑھاپے میں مرا تھا؟۔

اس نے کہا کہ نہیں مرا تو جوانی میں تھا لیکن اب دل میں قیامت کی دہشت بیٹھ گئی کہ ابھی قیامت قائم ہو گئی ہے اسی دہشت نے بوڑھا کر دیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا ہمیں نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں بتلاؤ!۔

اس نے کہا کہ وہ بارہ سو ہاتھ لمبی اور اور چھ سو ہاتھ چوڑی تھی۔ اس کے تین درجے تھے۔ ایک درجہ میں انسان تھے، دوسرے درجہ میں جانور اور چوپائے تھے اور تیسرے درجہ میں پرندے تھے۔ جب جانوروں کا گوبر پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف حکم فرمایا کہ ہاتھی کی دم ہلاؤ!۔

آپ کے دم ہلاتے ہی خنزیر نر اور مادہ نکل آئے اور وہ گوبر کھانے لگے۔ چوہوں نے جب اس کشتی کے تختے کترنا شروع کیے تو حکم ہوا کہ شیر کی پیشانی کو انگلی لگائیں۔ اس سے بلی کا جوڑا نکلا اور وہ چوہوں کی طرف لپکا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے سوال کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو شہروں کے غرق ہو جانے کی خبر کیسے ملی؟۔

اس نے جواب دیا کہ آپ نے کوا بھیجا تاکہ خبر لائے لیکن وہ جا کر ایک لاش پر بیٹھ گیا اس نے واپسی میں تاخیر کر دی۔ آپ نے اس کے لئے ہمیشہ ڈرتے رہنے کی بد دعا فرمائی۔ اسی لئے کوا گھروں سے مانوس نہیں ہوتا۔

پھر آپ نے کبوتر بھیجا اور وہ اپنی چونچ میں زیتون کا پتہ لے کر آیا اور اپنے پنجوں میں خشک مٹی لایا۔ اس سے شہروں کی غرقابی کے بارے میں آپ کو معلوم ہوا۔

آپ نے اس کی گردن میں خصرہ کا ہار ڈال دیا اور اس کے لئے امن وانس کی دعا کی اسی لئے وہ گھروں میں رہتا سہتا ہے۔

حواریوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ انہیں ہمارے ہاں لے چلیں کہ ہم بیٹھ کر ان کی اور بھی باتیں سنیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ہاں کیسے آ سکتا ہے جب کہ اس کی روزی ہی نہیں ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جا۔ وہ اسی وقت مٹی ہو گیا۔

۔تفسیر ابن جریر (طبری) تحت سورۃ ھود آیت نمبر 38۔
۔تفسیر قرطبی تحت سورۃ ھود آیت نمبر 38۔
۔تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ ھود آیت نمبر 40۔

۔تفسیر اللباب (ابن عادل) تحت سورۃ المؤمنون آیت نمبر 30۔

۔تفسیر در منثور (سیوطی) تحت سورۃ ھود آیت نمبر 38۔

۔تفسیر الکشف والبیان (الثعلبی) تحت سورۃ ھود آیت نمبر 38۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 59۔

۔تاریخ الامم والملوک (طبری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 113۔

۔البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 116۔

مدفون لڑکی کو اس کی بوڑھی ماں کے لئے زندہ کرنا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ ایک عورت کے پاس سے گذرے جو کہ ایک قبر کے پاس بیٹھ کر رو رہی تھی۔ آپ نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ میری ایک ہی بیٹی تھی اس کے سوا کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ بیٹی بھی فوت ہوگئی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت دو رکعت نفل ادا کئے اور پھر اسے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جا۔

اس کی قبر نے حرکت کی۔

آپ نے دوسری مرتبہ یہی کہا تو اس کی قبر کھل گئی۔

آپ نے تیسری مرتبہ کہا تو وہ قبر سے نکل آئی اس حال میں کہ وہ قبر کی مٹی سر سے جھاڑ رہی تھی۔

اس لڑکی نے ماں سے کہا: ماں تجھے کس چیز نے ابھارا کہ میں موت کی تکلیف دو مرتبہ برداشت کروں۔ اے ماں تو صبر کر اور نیکی کر مجھے دنیا میں کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ یا روح اللہ اپنے رب سے التجا کریں کہ وہ مجھے

دوبارہ آخرت کی طرف لوٹا دے اور موت کی تکلیف مجھ پر آسان کر دے۔

چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کی روح دوبارہ قبض ہوگئی۔ اور اس پر زمین برابر ہوگئی۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 47 صفحہ نمبر 393۔

۔تفسیر درمنثور (سیوطی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

۔تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 51۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بڑھیا کا نوجوان بیٹا زندہ کرنا

ایک بڑھیا عورت کا بیٹا فوت ہوگیا تو لوگ اسے دفن کرنے کے لئے چارپائی پر رکھ کر کندھا دے کر قبرستان کی طرف لے جا رہے تھے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے زندہ ہونے کی دعا کی۔ تو وہ وہیں پر زندہ ہو کر اس چارپائی سے اٹھ بیٹھا اور اٹھتے ہی لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر چارپائی سے نیچے اتر آیا۔ زندوں جیسے کپڑے پہنے اور اپنی چارپائی خود اپنے سر پر اٹھائی اور گھر واپس لوٹا۔ پھر اس کی شادی ہوئی اور اس کے بچے بھی ہوئے۔

۔تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک اور بڑھیا کا نوجوان بیٹا زندہ کرنا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ ایک قبرستان سے گذرے وہاں دیکھا کہ

ایک عورت ایک قبر پر بیٹھی روتے ہوئے کہہ رہی ہے:

اے قبر اور مٹی کے مکین قبر نے تمہاری جوانی کے ساتھ کیا کیا؟۔

تو قبر میں رہتا ہے جہاں کوئی ہمنشین نہیں ہے اور بند لحد جس کا کوئی بھی دروازہ نہیں ہے۔ تجھے کیا ہوا کہ تو کوئی بھی جواب نہیں دے رہا؟۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارا کیا لگتا تھا؟۔

اس عورت نے کہا: کہ یہ میرا بیٹا تھا۔

آپ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ میں اسے اللہ کے حکم سے زندہ کردوں؟۔

اس نے کہا: ہائے کاش ایسا ہوجاتا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ نوجوان اپنے جسم سے مٹی جھاڑتا ہوا کھڑا ہوگیا اس رنگ زرد پڑ چکا تھا جسم کمزور پڑ چکا تھا اور بال سفید ہو چکے تھے۔

اس عورت نے جب دیکھا تو اس عورت نے انکار کرتے ہوئے کہا میرا بیٹا تو نوجوان تھا یہ تو وہ نہیں ہے۔

اس لڑکے نے جواباً کہا کہ میں ہی تیرا بیٹا ہوں۔

اس عورت نے کہا کہ تجھے کس چیز نے تبدیل کردیا؟۔ اس نے کہا کہ منکر اور نکیر فرشتوں کے ڈر نے۔

۔شرح حزب الوسیلہ (السفینہ قادریہ) صفحہ نمبر 194۔

حضرت شمعون کا نابینے کو بینا اور مردہ بچے کو زندہ کرنا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو امتی انطاکیہ شہر میں تبلیغ کے لئے بھیجے وہاں کے بادشاہ نے انہیں قید کرلیا۔

اس پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور امتی شمعون کو بھیجا جس نے حکمت عملی سے ان کو بادشاہ کے دربار میں بلوالیا اور ان کو اپنے مذہب کے برحق ہونے پر دلائل دینے کے لئے کہا۔

شمعون نے فرمایا: تمہارا حال اس عورت جیسا ہے جس کے ہاں عرصہ دراز کے بعد بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس خوشی میں کہ وہ جلد جوان ہو جائے اسے روٹی کا ٹکرا کھلا دیا وہ بچہ فوراً مر گیا۔ یہ کہ شمعون بادشاہ کے پاس چلا گیا اور پھر ان دونوں کو مناظرے کے لئے بلالیا

جب وہ آئے تو بادشاہ نے کہا تمہیں کس نے بھیجا؟

حضرت شمعون نے کہا اس خدا نے جس نے سب کو پیدا کیا اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

بادشاہ نے کہا! اس کی کوئی صفت بیان کرو لیکن مختصر جملے میں۔

حضرت شمعون نے کہا: ہمارا خدا وہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم فرماتا ہے۔

بادشاہ نے کہا اس کی کوئی دلیل دو!

حضرت شمعون نے کہا: بادشاہ جو آرزو کرے ہم بفضلہٖ تعالیٰ پوری کر دیں گے یہی ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔

چنانچہ بادشاہ کے حکم سے ایسا نوجوان لایا گیا جس کی آنکھوں کا نہ صرف نور ختم ہو چکا تھا بلکہ چشم خانے بھی مٹ کر چہرہ کی طرح چمڑا بن گئے تھے چہرہ برابر ہو گیا تھا۔

انہوں نے اس نوجوان کے لئے دعا کی تو آنکھوں کی جگہ پھٹی۔ پھر انہوں نے مٹی کے ڈھیلے بنا کر آنکھوں میں رکھ دیئے بفضلہٖ تعالیٰ وہ نوجوان تندرست ہو گیا اور مکمل بینائی سے دیکھنے لگا۔

اس پر بادشاہ بہت متعجب ہوا تب شمعون نے بادشاہ سے کہا:

کیا تمہارا معبود اس طرح کر سکتا ہے؟۔

بادشاہ نے کہا: اے شمعون! آپ سے کیا چھپاؤں، حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معبود ایسے ہیں کہ نہ کچھ دیکھ سکتے ہیں نہ سنتے ہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔

بادشاہ نے مذکورہ بالا کرامت دیکھ کر کہا کہ یہاں ایک بچے کو فوت ہوئے سات دن ہو گئے ہیں اس کا باپ جا گیر پر گیا ہوا ہے بچے کو ابھی دفن نہیں کیا گیا اس کے باپ کا انتظار ہو رہا ہے مجھ سے مشورہ لیا گیا تو میں نے بھی اس کے انتظار کا ہی کہا ہے۔ کیا ان مبلغین کا رب اس بچے کو زندہ کر سکتا ہے؟۔

مبلغین کہنے لگے: کیوں نہیں۔

بادشاہ کے حکم سے مردہ بچہ لایا گیا مبلغین نے کھلم کھلا دعا کی اور شمعون نے دل میں ۔اس پر وہ مردہ بچہ (باذن اللہ تعالیٰ) زندہ ہو گیا۔

بچہ زندہ ہو کر بتانے لگا:

میری جان نکلی تو مجھے سات دوزخوں میں پھیرایا گیا، اس لئے کہ میں کفر پر مرا تھا۔ اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ شرک سے بچو اور کفر سے توبہ کر کے ایمان لے آؤ۔ ابھی میں آسمان کے دروازے کھلے دیکھ رہا ہوں اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے یاروں کی قبولیت کی سفارش کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں اے اللہ! ان کی مدد فرما اس لئے کہ وہ میرے قاصد ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ کیا سن لو میں کہتا ہوں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ
وَكَلِمَتُهٗ وَاَنَّ هٰٓؤُلَآءِ الثَّلَاثَةَ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اور

اس کے کلمہ ہیں اور یہ تینوں اللہ تعالیٰ کے رسول کے قاصد ہیں۔

بادشاہ نے کہا کہ وہ تینوں کون ہیں؟۔

بچے نے کہا: وہ شمعون اور اس کے دوسرے دو ساتھی ہیں۔

بادشاہ اس پر بہت متعجب ہوا۔ جب شمعون نے سارا معاملہ بیان کیا تو بادشاہ بہت متأثر ہوا اور ایمان لے آیا۔

تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ یٰس آیت نمبر 14۔

حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام کے سر مبارک کا شہادت کے بعد کلام فرمانا

عن ابن عباس قال بعث عيسى ابن مريم يحيى بن زكريا عليهما السلام فى اثنى عشر من الحواريين يعلمون الناس فكانوا فيما يعلمونهم ان ينهوهم عن نكاح ابن الاخت .

وكان لملكهم ابنة اخت تعجبه وكان يريد ان يتزوجها وكان لها كل يوم حاجة يقضيها فلما بلغ ذلك امها انهم نهوا عن نكاح ابنة الاخت .

قالت لها: اذا دخلت على الملك فقال لك حاجة فقولى له حاجتى ان تذبح يحيى بن زكريا .

فلما دخلت عليه فسالها حاجتها .

قالت حاجتى ان تذبح يحيى بن زكريا فقال سلينى سوى هذا .

قالت: ما اسألك الا هذا ۔

فلما ابت عليه دعا بطست ودعا به فذبحه فبدرت قطرة من دمه على الارض فلم تزل تغلي حتى بعث الله بخت نصر عليهم فالقى في نفسه ان يقتل على ذلك الدم منهم حتى يسكن فقتل عليه منهم سبعين الفا ۔

عن شهر بن حوشب قال لما قتله دفع اليها رأسه فجعلته في طست من ذهب واهدته الى امها فجعل الرأس يتكلم في الطست انها لا تحل له ولا يحل لها ثلاث مرات ۔

فلما رأت الرأس قالت: اليوم قرت عيني وامنت على ملكي فلبست درعا من حرير وخمارا من حرير وملحفة من حرير ثم صعدت قصرا لها وكانت لها كلاب تضربها بلحوم الناس فجعلت تمشي على قصرها فبعث الله عليها عاصفامن الريح فلفتها في ثيابها فالقتها الى كلابها فجعلن ينهشها وهي تنظر وكان اخر ما اكلن منها عينيها ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 44+45۔
۔المستدرک (حاکم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 647۔
۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 64 صفحہ نمبر 207۔
۔التبصرۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 308۔
۔تفسیر ابن جریر (طبری) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 7۔

تفسیر قرطبی جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 219۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا یحیی بن زکریا علیہما السلام اپنے بارہ حواریوں کے درمیان میں جلوہ گر ہو کر لوگوں کو مسائل سمجھاتے رہتے تھے۔

جو باتیں وہ لوگوں کو سمجھاتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ماموں اور حقیقی بھانجی سے نکاح کرنا بھی منع فرماتے تھے۔

ان لوگوں کے بادشاہ کی ایک بھانجی تھی جو کہ بادشاہ کو بہت اچھی لگتی تھی اور وہ اس سے شادی بھی کرنا چاہتا تھا۔ علاوہ ازیں وہ ہر روز اس سے بدکاری بھی کیا کرتا تھا۔

چنانچہ اس لڑکی کی ماں کو جب یہ بات پہنچی کہ آپ اس نکاح سے منع کرتے ہیں تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ جب تو بادشاہ کے پاس جائے اور تجھ سے بادشاہ پوچھے کہ تجھے کوئی حاجت ہے؟۔ تو تم اس سے کہنا کہ میری حاجت یہ کہ یحیی بن زکریا کو ذبح کر د۔

چنانچہ جب وہ لڑکی بادشاہ کے پاس آئی تو اس نے اس کی حاجت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میری حاجت یہ ہے کہ یحیی بن زکریا کو ذبح کر دو۔

بادشاہ نے کہ اس کے علاوہ کچھ اور مانگ لو۔

اس لڑکی نے کہا کہ میں تم سے بس یہی مانگتی ہوں اور کچھ نہیں۔

چنانچہ جب اس نے کچھ بھی اور مانگنے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے ایک بڑا تھال منگوایا اور حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام کو بھی بلوایا اور آپ کو وہاں بڑی بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیا۔

آپ کے مقدس خون کے قطرے زمین پر گر کر چمکتے رہے (مضطرب رہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ

ان کو اس خون پر قتل کرتا رہے یہاں تک کہ اس خون کو سکون آئے۔ چنانچہ اس نے ستر ہزار لوگوں کو قتل کر دیا۔

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ نے حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام کو شہید کر دیا تو اس لڑکی نے آپ کا سر مبارک سونے کے تھال میں رکھا اور وہ سر نے اس اپنی ماں کو تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔

پھر حضرت یحیی علیہ السلام کا وہ سر اس تھال میں اس عورت سے کہتا ہے کہ نہ بادشاہ اس لڑکی کے لئے حلال ہے اور نہ ہی یہ لڑکی اس بادشاہ کے لئے حلال ہے۔

یہ بات حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام کے سر مبارک نے تین مرتبہ کہی۔

اس لڑکی کی ماں نے جب آپ کا سر مبارک دیکھا تو کہا کہ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں اور ملک میں امن قائم ہو گیا ہے۔

اس لڑکی نے ریشمی پوشاک زیب تن کی، ریشمی اوڑھنی اوڑھی اور ریشمی عبا پہنی پھر وہ محل کی چھت پر چڑھ گئی۔ اس لڑکی نے کتے پالے ہوئے تھے جنہیں وہ انسانوں کا گوشت کھلاتی تھی۔ وہ اپنے محل پہ چل رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر تیز آندھی بھیج دی۔ اس آندھی نے اس کو اور اس کے کپڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اسے اس کے کتوں کی طرف گرا دیا جب وہ گری تو ان کتوں نے اسے مارے بغیر اس کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیا اور اس کی ماں دیکھ رہی تھی۔ جو آخری چیز انہوں نے اس کی کھائی وہ اس کی دونوں آنکھیں تھیں۔ (اس طرح اس بد بخت کا خاتمہ ہو گیا)

بنی اسرائیلی عابد کا مردہ عورت زندہ کرنا

بنی اسرائیل میں ایک عبادت گذار تھا جو کہ ہر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا

۔انہوں نے سوچا کہ کسی طریقہ سے اسے اس عبادت خانہ سے نکالا جائے۔ چنانچہ وہ ایک فاحشہ عورت کے پاس گئے کہ تم اسے اپنا آپ پیش کر دو۔ وہ ایک بارش والی تاریک رات میں اس کے پاس گئی اور اس سے رات گذارنے کی استدعا کی:

کہ اے اللہ کے بندے مجھے اپنے پاس رات گذارنے کا ٹھکانہ دو۔

وہ عبادت گذار کھڑا نوافل کی ادائیگی میں مصروف تھا۔ اور اس کے پاس چراغ جل رہا تھا اس نے اس عورت کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے رات تاریک ہے اور بارش برس رہی ہے مجھے اپنے پاس ٹھکانہ دے دو۔ وہ عورت اصرار کرتی رہی یہاں تک کہ اس نے اس کو اپنے پاس ٹھکانہ دے دیا۔

وہ اس کے پاس چت لیٹ گئی اور وہ نوافل کی ادائیگی میں مصروف رہا۔

وہ عورت لیٹے لیٹے پہلو بدلتی رہی یہاں تک کہ اس نے اپنے قابل مستور اعضاء ظاہر کر دیئے۔ اور پھر اس نے اس کو اپنی طرف آنے کی دعوت دے دی۔

اس عبادت گذار نے کہا کہ اللہ کی قسم ابھی نہیں یہاں تک کہ میں یہ دیکھ لوں کہ میں آگ کیسے برداشت کرتا ہوں۔

چنانچہ وہ چراغ کے قریب ہوا اور اس نے اپنی ایک انگلی جلتے ہوئے چراغ کے اوپر کر دی یہاں تک کہ وہ انگلی جل گئی۔ (کہ یہ آگ برداشت نہیں ہو رہی جہنم کی آگ کیسے برداشت ہو سکے گی)

پھر وہ اپنے نوافل کی ادائیگی میں مصروف ہو گیا۔

کچھ وقت کے بعد اس عورت نے پھر اسے اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔

اس نے پھر اس کی طرف آنے کا خیال کرنے کی بجائے لوٹ کر اسی چراغ کے

پاس گیا اور پھر اپنی انگلی اس چراغ پر رکھ دی یہاں تک کہ وہ پھر جل اٹھی۔

عورت نے یہ دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ اوباشوں کا گروہ اس کے طرف گیا تا کہ دیکھیں کہ رات کیا معاملہ ہوا۔

دیکھا تو وہ عورت مری پڑی تھی۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور کہنے لگے اے دشمنِ خدا، اے ریاء کار تو نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی اور پھر اسے قتل کر دیا۔

وہ اسے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اور انہوں نے اس کے خلاف گواہی دی۔

چنانچہ بادشاہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

اس عبادت گذار نے کہا کہ ایک دفعہ مجھے دو نفل ادا کرنے کی مہلت دے دو۔

اسے مہلت دے دی گئی، اس نے دو نفل ادا کئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

اے اللہ میں جانتا ہوں کہ جو میں نے جرم کیا ہی نہیں اس پر تو مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ لیکن میں التجا کرتا ہوں کہ میں بعد میں آنے والوں میں ذلیل نہ ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی روح اس کی طرف فوراً واپس لوٹا دی۔

اس عورت نے کہا: اے لوگو اس کے ہاتھ کی طرف دیکھو۔

جب انہوں نے اس کا ہاتھ دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے جل چکا تھا۔

اس عورت نے کہا کہ اس قضیہ کو چھوڑ دو۔ جب تک میں زندہ ہوں میرا اور تم لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس وہ عورت پہاڑوں کی طرف نکل گئی اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئی۔ اور اس طرح وہ عابد اس عورت کی زندگی کے ساتھ بے گناہ ظاہر ہو گیا۔

۔کتاب الزھد (احمد بن حنبل) صفحہ نمبر 100۔

مردوں کا شہر اور قابیل کی حالت

عن ابی ایوب الیمانی عن رجل من قومه یقال له عبداللّٰه انه ونفر من قومه رکبوا البحر وان البحر اظلم علیهم ایاما ثم انجلت عنهم تلك الظلمة وهم قربوا قریة .

قال عبداللّٰه فخرجت التمس الماء فاذا الابواب مغلقة تجاجأ فیها الریح فهتفت فیها فلم یجنبی احد . فبینا انا علی ذلك طلع علی فارسان تحت کل واحد منهما قطیفة بیضاء فسألانی عن امری .

فاخبرتهما الذی اصابنا فی البحر وانی خرجت اطلب الماء

فقالا لی : یا عبداللّٰه اسلك فی هذه السکة فانها ستنتهی بك الی برکة فیها ماء فاستق منها ولا یهولنك ماتری فیها .

قال فسألتهما عن تلك البیوت المغلقة التی تجاجأ فیها الریح .

فقالا هذه بیوت فیها ارواح الموت .

قال فخرجت حتی انتهیت الی البرکة فاذا فیها رجل معلق مصوب علی راسه یرید أن یتناول الماء بیده وهو لا یناله فلما رانی هتف بی وقال:

یا عبداللّٰه اسقنی قال فغرفت بالقدح لأناوله ایاه فقبضت

یدی .

فقال لی بل العمامة ثم ارم بها الی فبللت العمامة لأرمی بها الیه فقبضت یدی فقلت:

یا عبداللّٰہ قد رأیت ما صنعت غرفت بالقدح لاناولك فقبضت یدی وبللت العمامة لارمی بها الیك فقبضت یدی .

فاخبرنی ما انتقال انا ابن ادم انا اول من سفك دما فی الارض .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 48۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 49 صفحہ نمبر 50۔

۔احوال القبور (ابن رجب) الباب التاسع القسم الثانی الفصل۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 73۔

ابوایوب یمانی اپنے ایک قومی بھائی سے روایت کرتے ہیں جس کا نام عبداللہ ہے، وہ اوران کی قوم کا ایک قافلہ سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ اتفاقا سمندر میں کئی دنوں تک ان پر تاریکی طاری ہوئی رہی بالآخران سے وہ تاریکی دور ہوگئی۔ اوروہ ایک گاؤں کے قریب ہوگئے عبداللہ نے کہا کہ میں خشکی پر نکلا تا کہ پانی تلاش کرسکوں تو ایک گاؤں دیکھا جس کے تمام دروازے بند تھے جنہوں نے ہوا روک رکھی تھی میں نے آواز دی لیکن کسی نے مجھے کوئی جواب نہ دیا میں اسی ادھیڑ بن میں ہی تھا کہ دو گھوڑ سوار آگئے۔ ہر ایک کے نیچے سفید زین تھی۔

انہوں نے مجھ سے میری ضرورت پوچھی۔

میں نے انہیں وہ بتایا جو کچھ ہمیں سمندر میں پیش آیا تھا، اور میں پانی کی تلاش میں نکلا

ان دونوں نے کہا: اے عبداللہ اسی راستے پر سیدھے چلتے جاؤ تم پانی کے ایک حوض

تک پہنچ جاؤ گے وہاں سے پانی لے لینا اور جو کچھ دیکھنا اس سے بالکل نہ گھبرانا۔

میں نے ان بند دروازوں کے بارے میں پوچھا اور جن سے ہوا زور زور سے ٹکرا رہی تھی۔

انہوں نے بتایا کہ یہ مردوں کی روحوں کے گھر ہیں۔ چنانچہ میں نکلا اور اس حوض تک پہنچ گیا اس میں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی پانی لینے کے لئے حوض پر الٹا ہوا پڑا ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے پانی لینا چاہتا ہے اور وہ اس تک پہنچ نہیں پا رہا۔

جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے پکارا اے عبداللہ مجھے پانی پلا دو!

میں نے پیالہ پانی میں ڈالا تا کہ میں اس میں پانی لے سکوں تو میرا کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

تو وہ مجھے کہنے لگا کہ اپنا عمامہ پانی سے تر کر کے اسے میری طرف پھینکو۔

میں نے اپنا عمامہ گیلا کیا تا کہ میں اس کی طرف پھینک سکوں تو پھر میرے دونوں ہاتھ کسی نے روک لئے۔

میں نے کہا: اے اللہ کے بندے تو نے دیکھا جو کچھ میں نے کیا، میں نے ہاتھ پیالہ میں ڈالا تا کہ تجھے پانی پلا سکوں تو میرے ہاتھ پکڑ لئے گئے اور جب میں نے اپنا عمامہ پانی سے تر کیا تا کہ تیری طرف پھینک سکوں تو بھی میرے ہاتھ روک لئے گئے، تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟۔ اور یہ معاملہ کیا ہے؟۔

اس نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں، میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے پہلے زمین میں خون بہایا۔ (یعنی قابیل)

حیاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

﴿ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاۃ جاودانی عطا فرمائی ہے اور ناچیز برکاتی کی خواہش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا تو اس موضوع پر باقاعدہ کتاب تحریر کروں گا۔ یہاں پر صرف چند واقعات بطور تبرک پیش کر رہا ہوں: محمد احمد برکاتی﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

(متعدد اسناد سے)

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت

عن علی ابن ابی طالب قال لما حضرت ابابکر الوفاة اقعدنی عند رأسه وقال لی:

یاعلی اذا انا مت فغسلنی بالکف الذی غسلت به رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وحنطونی واذهبوا بی الی البیت الذی فیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاستأذنوا فان رأیتم الباب قد یفتح فادخلوا بی والا فردونی الی مقابر المسلمین حتی یحکم اللّٰه بین عباده۔

قال: فغسل وکفن وکنت اول من یأذن الی الباب فقلت:

يارسول الله هذا ابوبكر مستأذن فرأيت الباب قد تفتح وسمعت قائلا يقول:

ادخلوا الحبيب الى حبيبه فان الحبيب الى الحبيب مشتاق .

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 436۔

۔لسان المیزان (عسقلانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 391۔

۔خصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 492۔

۔جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 27279۔

۔کنز العمال (علی متقی) حدیث نمبر 35729۔

۔حضرات القدس (بدرالدین سرہندی) صفحہ نمبر 55۔

۔تبلیغی نصاب فضائل الحج نمبر 36 صفحہ نمبر 146۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے مجھے فرمایا:

اے علی جب میں مر جاؤں تو تم مجھے اپنے اس ہاتھ سے غسل دینا جس ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا اور مجھے خوشبو لگانا اور مجھے وہاں لے جانا جس گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ وہاں دفن ہونے کی اجازت طلب کرنا اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے وہاں داخل کر دینا وگرنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان (جنت البقیع) میں دفن کر دینا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے (قیامت قائم ہو جائے)۔

حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آپ کو غسل اور کفن دے دیا گیا تو وہ پہلا میں ہی تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے دروازہ مبارکہ پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی۔ میں نے عرض کی:

یہ ابوبکر صدیق ہیں جو کہ دفن ہونے کی اجازت کے طلب گار ہیں۔

حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور میں نے آواز سنی:

حبیب کو حبیب کے پاس داخل کر دو کیوں کہ حبیب سے ملاقات کے لئے حبیب بہت ہی خواہش مند ہیں۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت

قال جابر بن عبداللّٰه انصاری : فانطلقنا و دفعنا الباب و قلنا: هذا ابوبکر ففتح الباب و لم ندر من فتحه لنا ، و لیس فی البیت احد ، و قال: ادخلوا فادفنوه ۔

۔سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی (العصامی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 443۔
۔دلائل النبوۃ (مستغفری) باب کرامات الاولیاء حق۔
۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 50 (مترجم)۔
۔تکریم المؤمنین (بھوپالی) صفحہ نمبر 37۔(الفاظ ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ مبارکہ لے کر چلے۔ ہم نے اجازت کے لئے دروازہ پہ دستک دی اور عرض کیا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور ہم نہیں جانتے کہ دروازہ ہمارے لئے کس نے کھول دیا جب کہ اس وقت حجرہ مبارکہ کے اندر کوئی بھی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی انہیں داخل کر دو اور دفن بھی کر دو۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ کرام کہنے لگے کہ ہم انہیں شہداء میں دفن کریں گے اور جنت البقیع میں لے جائیں گے۔

میں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کروں گی۔

اس اختلاف میں تھے کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، میں نے آواز سنی کہ کوئی شخص کہتا ہے:

ضُمُّوا الْحَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ ۔

دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو۔ جب میں بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس آواز کو سب نے سنا تھا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سن لیا۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 263۔

۔حضرات القدس (بدرالدین سرہندی) صفحہ نمبر 54۔

امام آجری کی روایت

وقد روی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنه انه لما حضرته الوفاة، قال لهم:

اذا مت وفرغتم من جهازی حتی تقفوا بباب البيت الذی فيه قبر النبی صلى الله عليه وسلم، فقفوا وقولوا:

السلام عليك يارسول الله، هذا ابوبكر يستاذن .فان اذن

لكم وفتح الباب، وكان الباب مغلقا، فادخلوني فادفنوني، وان لم يؤذن لكم فاخرجوني الى البقيع وادفنوني .

ففعلوا وقفوا بالباب وقالوا هذا:

سقط القفل وانفتح الباب ۔ وسمع هاتف من داخل البيت :

ادخلوا الحبيب الى الحبيب فان الحبيب الى الحبيب مشتاق

۔الشریعہ (آجری) کتاب جامع فضائل اہل البیت باب مذہب امیرالمؤمنین علی۔(1808)

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 263۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے صحابہ کرام سے کہا کہ جب میں انتقال کر جاؤں اور تم میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو اس کمرہ کے دروازہ کے سامنے لے جانا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، وہاں جا کر رک جانا اور عرض کرنا:

السلام عليك يارسول الله

یہ ابوبکر صدیق ہیں جو کہ اجازت کے طلب گار ہیں۔ اگر اجازت مل جائے اور بند دروازہ کھل جائے تو تم مجھے وہاں داخل کر دینا اور دفن کر دینا۔ اور اگر تمہیں اجازت نہ مل سکے تو تم مجھے جنت البقیع کی طرف لے جانا اور وہاں مجھے دفن کر دینا۔ چنانچہ صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے۔

تو تالہ خود بخود گر گیا اور دروازہ خود بخود کھل گیا اور حجرہ مبارکہ کے اندر سے آواز آئی:

حبیب کو حبیب کے پاس داخل کر دو کیوں کہ حبیب سے ملاقات کے لئے حبیب بہت ہی خواہش مند ہیں۔

مفسرین کی روایت

اما ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ فمن کراماتہ انہ لما حملت جنازتہ الی باب قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم ونودی:

السلام علیك یارسول اللّٰہ ھذا ابوبکر بالباب ۔

فاذا الباب قد انفتح واذا بھاتف یھتف من القبر :

ادخلوا الحبیب الی الحبیب ۔

جہاں تک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو آپ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے جب آپ کا جنازہ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار کے دروازہ کے سامنے رکھا گیا اور عرض کیا گیا:

السلام علیك یارسول اللّٰہ

یہ ابو بکر صدیق ہیں جو کہ اجازت کے طلبگار ہیں۔

تو بند دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور کے اندر سے آواز آئی:

حبیب کو حبیب کے پاس داخل کر دو۔

۔تفسیر کبیر (رازی) تحت سورۃ الکھف آیت نمبر 9۔

۔تفسیر نیشاپوری (احمد بن محمد نیشاپوری) تحت سورۃ الکھف آیت نمبر 9۔

۔تفسیر السراج المنیر (محمد شربینی خطیب) تحت سورۃ الکھف آیت نمبر 9۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 104۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 35۔

ایام حرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت اطہر سے اذان کی آواز

واقعہ کربلا کے بعد جب یزید کی بربریت نہ تھمی تو اس وقت شہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ بھی اس کی بربریت اور سفاکی سے نہ بچ سکا۔ مدینہ منورہ کو تاراج کرنے کے لئے اس نے اپنے دارالحکومت دمشق سے ایک خونخوار فوج بھیجی جس نے مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر خود کو یزید کا نمک خوار ثابت کرنے میں سفاکی کی شرمناک مثالیں قائم کیں۔

اسی سلسلہ میں انہوں مسجد نبوی شریف میں بھی اپنی بربریت کی غلیظ مثالیں قائم کرنے کے لئے تین دن تک نماز ادا کرنی ممنوع کر دیں۔

اس وقت سید التابعین حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خود پر مصنوعی پاگل پن طاری کرتے ہوئے مسجد نبوی سے دوری اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی دوران آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو اس وقت روضہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذان کی آواز آجاتی جس سے میں نماز کا وقت پہچان جاتا اور اسی اذان پر نمازیں ادا کرتا تھا۔

(اس واقعہ کے مختلف الفاظ کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں)

۔سنن الدارمی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 56۔

۔مشکوۃ (خطیب بغدادی) کتاب الفضائل والشمائل باب فضائل سید المرسلین۔

۔مرقاۃ شرح مشکوۃ (علامہ علی قاری) باب المعجزات۔

۔مجموع الفتاویٰ (ابن تیمیہ) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 280۔
۔اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطن (ابن تیمیہ) باب کرامات الصحابۃ والتابعین۔
۔شرح ابن ماجہ (سیوطی) صفحہ نمبر 291۔
۔طبقات ابن سعد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 135۔
۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 228۔
۔وفاء الوفاء (سمہودی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 134۔
خلاصۃ الوفاء (سمہودی) الفصل التاسع۔
۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) باب الفصل الثامن والعشر ون حدیث نمبر 491
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 490۔
۔الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 140۔
۔شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 396۔
۔تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام (ابن ضیاء) باب ذکر حکم زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا۔
۔جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین (نعمان آلوسی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 122۔
۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 357۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن سننے خود تشریف لانا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی بیان فرماتے ہیں:

پنجاب کے ایک بزرگ اور حضرت سید عبداللہ صاحب دونوں قران مجید کا دور کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے۔ ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرات کو سنا اور کہا:

بَارَكَ اللّٰهُ اَدَّيْتَ حَقَّ الْقُرْاٰن

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے تو نے قرآن پاک کا حق ادا کر دیا اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قران پڑھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ ختم کر لی تو اس بزرگ نے سید عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا لیکن قران مجید کے احترام کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوا۔

سید عبداللہ نے کہا کہ اس اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی۔

اسی گفتگو میں ہی تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا کہ گذشتہ رات آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے، تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اور اس کی قرات سنوں گا۔ آپ تشریف لائے تھے یا نہیں؟۔ اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے۔

ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف کا گمان ہے کہ انہوں فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی تھی۔

انفاس العارفین (مترجم) (شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) صفحہ نمبر 24۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احیائے موتی کے واقعات

لڑکی کا زندہ کرنا

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔

اس شخص نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری اس لڑکی کو جو مر چکی ہے زندہ نہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس لڑکی کی قبر دکھاؤ۔

اس کی قبر دکھائی گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی

لڑکی نے جواب میں کہا لبیک وسعدیک۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرتی ہے؟۔

اس نے کہا نہیں خدا کی قسم یارسول اللہ۔ میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

ایک روایت میں آیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے ماں باپ ایمان لاچکے ہیں اگر تو پسند کرے تو تجھے دنیا میں لوٹا دوں؟۔

اس نے کہا مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے رب کو ان سے بہتر اور مہربان تر پایا ہے۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) کماذکر القسطلانی۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 112۔
۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 251+239۔
۔السیرۃ الحلبیۃ (نورالدین حلبی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 413۔
۔ حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 38+672۔
۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 279۔
۔الشمامۃ العنبریۃ (بھوپالی) صفحہ نمبر 71۔

ایک اور لڑکی کا زندہ کرنا

ایک شخص نے کہا کہ میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری لڑکی کو زندہ نہیں فرمائیں گے اور میں نے اس لڑکی کو وادی میں ڈال دیا ہے۔

آپ نے فرمایا مجھے وہ وادی دکھاؤ۔ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وادی دکھادی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی۔

لڑکی نے جواب میں کہا لبیک وسعدیک۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرتی ہے؟۔

اس نے کہا نہیں خدا کی قسم یارسول اللہ۔ میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

ایک روایت میں آیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے ماں باپ ایمان لا چکے ہیں اگر تو پسند کرے تو تجھے دنیا میں لوٹا دوں؟۔

اس نے کہا مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے رب کو ان سے بہتر اور مہربان تر پایا ہے۔

۔نظم الدرر البقاعی (ابراہیم بن عمر بقاعی) سورۃ آل عمران آیت نمبر 44۔
۔اعلام النبوۃ (ماوردی) صفحہ نمبر 111۔

۔نہایۃ الارب فی فنون الادب (النویری) باب المعجزات۔

۔القول الاقوم فی معجزات النبی الاکرم (ابو یوسف محمد زاید) صفحہ نمبر 255۔

۔شفاء شریف (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 320۔

۔شرح شفاء (ملا علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 650۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 639+673۔

۔نزھۃ المجالس (عبدالرحمٰن صفوری) صفحہ نمبر 58۔

نوٹ: درج بالا واقعات بظاہر ایک ہی واقعہ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً الگ الگ واقعات ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کا زندہ کرنا

عن جابر بن عبدالله الانصاری رضی الله عنه انه دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم الی القری فأجابه النبی صلی الله علیه وسلم ففرح جابر فدخل رسول الله فجلس و کان لجابر داجن فذبحه لیشویه و کان له ابنان . فقال کبیرهما للصغیر: هلم أورك کیف ذبح ابی الحمل فاضطجع الصغیر وربط یدیه ورجلیه فذبحه وحز راسه وجاء به الی امه فلما رأته امه دهشت وبکت فخاف الصبی وهرب علی السطح فتبعته امه فزاد خوفه فرمی نفسه من السطح فهلك .

فسکتت المراة وادخلت ابنیها البیت وغطتهما بمسح فی ناحیة من البیت واشتغلت بطبخ الحمل و کانت تخفی الحزن وتظهر السرور ولم یعلم جابر ما وقع .

ولما تم الطبخ وقرب الى رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اتی جبریل وقال:

یامحمد ان اللّٰہ یأمرك ان تأكل مع اولاد جابر . فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ذلك لجابر، فطلب جابر ابنیه . فقالت امرأته: انهما لیسا بحاضرین فاخبر جابر بذلك رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال:

ان اللّٰہ یأمرك باحضارهما فرجع جابر الى امرأته وأخبرها بذلك فعند ذلك بكت المرأة وكشفت الغطاء عنهما .

فلما رآهما جابر تحیر وبكی واخبر بذلك رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم .فنزل جبریل علیه السلام وقال:

یا محمد ان اللّٰہ یأمرك ان تدعو لهما ویقول منك الدعاء ومنا الاجابة والاحیاء ، فدعا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فحییا باذن اللّٰہ تعالیٰ .

۔تاریخ الخمیس (حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 329۔

۔شواهد النبوة (جامی) صفحہ نمبر 76۔

۔مدارج النبوة (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 217۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بہت ہی خوش ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک بکری تھی۔ جسے انہوں نے ذبح کر دیا تاکہ اسے پکایا جا سکے
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے نے چھوٹے سے کہا
آؤ سرین کے بل بیٹھو تاکہ میں تمہیں بتاؤں کہ اباجی نے بکری کو کیسے ذبح کیا تھا۔
چنانچہ اس نے چھوٹے کو لٹا دیا اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں باندھ دیئے۔ اس بچے نے اپنے بھائی کو ذبح کر دیا اور اس کی گردن کو جدا کر دیا۔
جب ان کی ماں نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ دہشت زدہ ہو کر رونے لگی۔ لڑکے نے جب یہ دیکھا تو مارے ڈر کے چھت پر بھاگا۔ اس کی ماں نے اس کا پیچھا کیا تو اس کا خوف اور بڑھ گیا اور اس نے چھت سے چھلانگ لگا دی وہ بھی گر کر مر گیا۔
عورت نے صبر سے خاموشی اختیار کی اور اپنے دونوں بیٹوں کو کمرے کے ایک کونے میں لٹا کر چادر سے ڈھانپ دیا۔ اور خود کھانا بنانے میں مصروف ہوگئی۔ اپنا غم چھپا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی کے اظہار میں مصروف ہوگئی۔ اور جو واقعہ ہو چکا اس کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فوری علم نہ ہو سکا۔
جب کھانا تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:
یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔
چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:
اپنے بچے لے کر آؤ ہم ان کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے عرض کی کہ وہ دونوں موجود نہیں ہیں تو حضرت

جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان دونوں کو حاضر کرو!۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو ان کی بیوی سے ضبط نہ ہو سکا اور انہوں نے روتے ہوئے ان بچوں کے اوپر سے کپڑا اہٹا دیا۔

جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اول تو سخت حیرت ہوئی اور پھر وہ بھی رونے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان دونوں کی زندگی کی دعا فرمائیں۔اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دعا آپ کی طرف سے ہوگی اور دعا کی قبولیت اور اور بچوں کی زندگی ہماری طرف سے ہوگی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تو وہ دونوں بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئے۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ فرما دیا۔

دعائے مصطفیٰ اجر ہر امتی کے لئے

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ایک شخص کے پاس ایک بھیڑ تھی۔اس شخص کا بیٹا اس کا دودھ دوہتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روزانہ ایک پیالہ پیش کیا کرتا۔

کچھ وقت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ملاحظہ نہ فرمایا تو اس کے بارے میں استفسار فرمایا تو اس کا باپ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تو چاہتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں وہ تیرے بیٹے کو زندہ کر دے گا اگر تو صبر کرے گا تو پھر تیرے لئے اسے قیامت تک مؤخر کر دیا جائے گا۔ بروز حشر تیرا بیٹا تیرے پاس آئے گا تیرے ہاتھ کو تھام کر تجھے جنت کے دروازے تک لے جائے گا اور تو جنت کے جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ سعادت صرف میرے لئے ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ سعادت تیرے لئے بھی ہے اور اس طرح ہر مومن کے لئے بھی ہے۔

تو اس نے کہا مجھے یہی کافی ہے۔

اس حدیث میں اگرچہ مردہ کو تو زندہ نہیں کیا گیا البتہ یہ بات ضرور واضح ہو رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے باپ کو اختیار دے دیا تھا اگر وہ پسند کرے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کا باپ پسند کرتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے آپ دعا فرماتے اور اللہ تعالیٰ اسے زندہ فرما دیتا۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 673۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ ہو کر اسلام قبول فرمانا

اس طرح احیاء ابوین شریفین ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والدین کریمین کو زندہ فرمانا اور ان کا ایمان لانا۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے لیکن محدثین ان حدیثوں کی صحت میں کلام کرتے ہیں اور بعض متاخریں انہیں ثابت کر کے درجہ اعتبار تک پہنچاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے والدین کریمین کو زندہ فرما کر مسلمان فرمایا۔ اگرچہ اس ضمن میں مختلف الفاظ سے روایات ہیں لیکن طوالت سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والدین کریمین کے زندہ ہونے کے تمام حوالہ جات یکجا کر کے پیش کیے جا رہے ہیں (محمد احمد برکاتی غفرلہ)۔

- السابق واللاحق (خطیب بغدادی) کماذکر القرطبی۔
- الناسخ والمنسوخ (ابن شاہین) کماذکر القرطبی والسھیلی۔
- التذکرۃ (قرطبی) صفحہ نمبر 16۔
- المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 82۔ (قبولیت اسلام)
- غرائب مالک (ابن عساکر) کماذکر العسقلانی فی لسان المیزان والقسطلانی۔
- الروض الانف (سھیلی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 223 + جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 402۔
- ذخائر العقبیٰ (محب طبری) صفحہ نمبر 258۔
- الاشباہ والنظائر (ابن نجیم) صفحہ نمبر 288۔ (کتاب الحظر والاباحۃ)
- شرح الاشباہ والنظائر (حموی) صفحہ نمبر 453۔
- المواھب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240 + جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 89 تا 93۔

۔اسنی المطالب (ابن جوزی) صفحہ نمبر 70۔
۔ردالمختار کتاب الجہاد باب مطلب توبۃ الیأس مقبولۃ دون ایمان الیأس۔
۔لسان المیزان (عسقلانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 305۔
۔جواہر البحار جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 281۔
۔ابن سیدالناس کماذکرالخطیب الشربینی۔
۔الحاوی للفتاوی (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 191 تا 221۔
۔التعظیم والمنۃ (سیوطی) صفحہ نمبر 4۔
۔الخصائص الکبری (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 66+110۔
۔الدررالمنتثرۃ (سیوطی) صفحہ نمبر 476۔
۔اللآلی المصنوعۃ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 245۔
۔شرح الصلوۃ الصغری (السفینۃ القادریہ) (محمد بن احمد المنلا) صفحہ نمبر 95۔
۔الزواجر (ابن حجر مکی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 49۔
۔کشف الغمۃ (شعرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 43۔
۔فتاوی الرملی (ابوالعباس الرملی) کتاب فی مسائل شتی باب من قال لااحد من اباء رسول اللہ الخ
۔زرقانی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 166۔
۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 271۔
۔ماثبت بالسنۃ (شیخ محقق) صفحہ نمبر 37۔
۔اخبارالاخیار (شیخ محقق) صفحہ نمبر 135۔
۔تنزیہ الشریعۃ (الکنانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 332۔
۔مقاصد حسنہ (سخاوی) صفحہ نمبر 37۔
۔الاسرارالمرفوعۃ (علامہ علی قاری) صفحہ نمبر 16۔
۔التذکرۃ (زرکشی) صفحہ نمبر 174۔
۔کشف الخفاء (العجلونی) جلد نمبر صفحہ نمبر 150۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 657۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 122+جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 283۔

۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 57+جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 280۔

۔فتاویٰ رضویہ (اعلحضرت امام احمد رضا خان) رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکلام۔

۔تفسیر اتقان (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 214۔

۔تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 119+سورۃ التوبۃ آیت نمبر 116

۔تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ الشعراء آیت نمبر 219۔

۔تفسیر السراج المنیر (الشربنی خطیب) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 184+جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 460

+جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 88۔

۔الفوائد المجموعۃ (شوکانی) صفحہ نمبر 322۔

۔الشمامۃ العنبریۃ (بھوپالی) صفحہ نمبر 71۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ کرنا

(اشعار کی صورت میں)

؎ حَبَا اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ

عَلٰی فَضْلٍ فَکَانَ بِہٖ رَؤُفَا

فَاَحْیَاءَ اللّٰہُ اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ

لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَطِیْفاً

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کا آپ سے پیار کرنا آپ کی فضیلت اور کمال بزرگی کی روشن دلیل ہے وہ آپ پر مہربان ہے۔آپ کے لئے آپ کی والدہ کو زندہ کیا اسی طرح آپ کے والد کو بھی، آپ پر ایمان لانے کی غرض سے اور یہ اس کا فضل اور عنایت ہے۔

۔الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 219۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 491۔

۔مقاصد حسنہ (سخاوی) صفحہ نمبر 37۔

۔کشف الخفاء (العجلونی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 60۔

۔تنزیہ الشریعۃ (الکنانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 378۔

۔غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 491۔

۔فتاوی الرملی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 164۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 664۔

۔تفسیر روح البیان تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 119۔

دیگر اشعار کی صورت میں

مَاتَتْ اُمُّ النَّبِيِّ وَهُوَ ابْنُ سِتٍّ وَاَبُوْهُ وَبَيْتُهُ الْاِحْشَاءُ

ثُمَّ اَحْيَاهُمَا الْقَدِيْرُ فَجَازَا شَرَفَ الدِّيْنِ حَبَّذَا الْاِحْيَاءُ

وَهُمَا نَاجِيَانِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ فَتْرَةٌ اَوْ حَيَاةٌ اَوْ حُنَفَاءُ

۔المجموعۃ النبہانیۃ (یوسف نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 189۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی والدہ محترمہ وصال فرما گئیں جب آپ کی عمر مبارک چھ برس تھی، اور آپ کے والد محترم کا وصال ہوا جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں تھے پھر قدرت والے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کیا اور ان کو دین اسلام کا شرف عطا فرما دیا اور ان کی زندہ ہونا کتنا اچھا ہے۔

بلاشک وہ دونوں ہی جنتی ہیں خواہ زمانہ فترت ہو یا زندگی مبارک ہو یا ان کا کفر سے بیزار رہنا ہو۔ ہر حال میں وہ نجات والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کا جسم مبارک تروتازہ

21 جنوری 1978 کے روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ مشرق وغیرہ میں ہے کہ مسجد نبوی میں توسیع کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد محترم سمیت چھ صحابہ کرام کی قبریں کشاء کی گئیں سب کے جسم تروتازہ تھے اور خوشبوؤں کے حلے آ رہے تھے۔

حضورر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے شمار مردے زندہ کرنا

وکذلك نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام احیاء اللہ علیٰ یدیہ جماعۃ من الموتیٰ۔

- التذکرۃ (قرطبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 17۔
- المواہب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 90۔
- السیرۃ الحلبیۃ (نورالدین حلبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 76۔
- کشف الخفاء جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 61۔
- الحاوی للفتاوی (سیوطی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 344۔
- الزواجر (ابن حجر مکی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 78۔ (الکبیرۃ الاولی الشرک الاکبر)
- سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 123۔
- فتاویٰ الرملی باب مسائل شتی۔
- ردالمحتار (شامی) کتاب الجہاد باب مطلب توبۃ الیأس مقبولۃ دون ایمان الیأس۔
- تفسیر روح البیان تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 119 + سورۃ التوبۃ آیت نمبر 116۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ: اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر

اللہ تعالیٰ نے مردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چوبیس سرداران مکہ کا زندہ کرنا

عن ابی طلحة انّ النّبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امر یوم بدر باربعة وعشرین رجلامن صنادید قریش فقذفوا فی طوی من اطواء بدر خبیث مخبث وکان اذا ظهر علٰی قوم اقام العرصة ثلاث لیال فلمّا کان ببدر الیوم الثّالث امر براحلتهٖ فشدّ علیها رحلها ثمّ مشٰی واتّبعه اصحابه وقالوا مانریٰ ینطلق الّا لبعض حاجته حتّٰی قام علی شفة الرّکیّ ،فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء آبائهم:یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ایسرّکم انّکم اطعتم اللّٰه ورسوله فانّا قد وجدنا ما وعدنا ربّنا حقا ۔ فهل وجدتّم ماوعد ربّکم حقّا ۔قال: فقال عمر:یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیك وسلم ماتکلّم من اجساد لاارواح لها؟ ۔فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:والّذی نفس محمّد بیدهٖ ماانتم باسمع لما اقول منهم ۔قال قتادة احیاهم اللّٰه حتی اسمعهم قوله توبیخا و تصغیرا ونقیمة وحسرة وندما ۔

۔صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل۔
۔مسند احمد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 29۔
۔صحیح ابن حبان جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 99۔

۔تہذیب الاثار (طبری) حدیث نمبر 165۔
۔مسند شامیین (طبرانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 22۔
۔مسند ابی یعلیٰ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 54۔
۔شرح السنۃ (بغوی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 121۔
۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 478۔
۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 92۔
۔تاریخ اسلام (ذہبی) کتاب السنۃ الثانیہ باب رؤیا عاتکہ۔
۔سبل الھدیٰ والرشاد (محمد بن یوسف صالحی) الباب السابع غزوۃ بدر۔
۔تفسیر بغوی تحت سورۃ الاعراف آیۃ نمبر 56۔
۔تفسیر درمنثور (سیوطی) تحت سورۃ الروم آیۃ نمبر 52۔
۔لمعات مصطفیٰ (محمد احمد برکاتی) صفحہ نمبر 180۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر کے دن چوبیس سرداران مکہ کی لاشوں کو بدر کے ایک گندے کنویں میں گرانے کا حکم دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتوں تک اسی جگہ پر قیام فرماتے تھے لہٰذا بدر کی جنگ کے بعد بھی آپ نے وہیں قیام فرمایا۔

تیسرے دن آپ کے حکم سے اونٹنی پر زین کسا گیا۔ پھر آپ وہاں سے چلے تو صحابہ کرام نے خیال کیا کہ آپ کسی حاجت کے لئے تشریف لے جارہے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ کے ساتھ ہوگئے۔ آپ چلتے چلتے اس کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے اور کھڑے ہو کر مقتولین قریش کفار کو نام بنام آواز دینے لگے اور اس طرح فرمانے لگے:

اے فلاں کے بیٹے فلاں، اے فلاں کے بیٹے فلاں تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی۔ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا ہے کہ نہیں؟۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیک وآلک وسلم! آپ ایسی لاشوں سے مخاطب ہیں کہ جن میں کوئی جان نہیں ہے؟۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) جان ہے میں جو باتیں کہہ رہا ہوں تم ان باتوں کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

حضرت قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کو اسی وقت زندہ فرما دیا تھا تا کہ ان کو اپنی ذلت ورسوائی اور اس سزا سے زیادہ شرمندگی حاصل ہو۔

(نوٹ ہم سماعت موتی کے قائل ہیں لیکن یہاں پر کفار سرداروں کی خصوصی حالت کا بیان ہے اس لئے ہم نے اس واقعہ کو بطور خاص پیش کیا ہے۔ برکاتی غفرلہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ کا میت کی آواز سننا

عن یعلی بن مرة قال: مررنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم علی مقابر فسمعت ضغطة فی قبر فقلت:

یارسول الله سمعت ضغطة فی قبر

قال: وسمعت یایعلیٰ؟ ۔

قلت : نعم ۔ قال: فانه یعذب فی یسیر من الامر ۔

قلت وما هو ۔ جعلنی الله فداك یارسول الله ۔

قال: کان رجلا فتانا یمشی بین الناس بالنمیمة ۔ وکان لا یتنزه عن البول ۔قم یا یعلیٰ الی هذه النخلة فأتینی منها بجریدة ۔

فجئت بها فشقها باثنتین فقال:

اغرس احداهما عند رأسه والاخریٰ عند رجلیه فلعله ان یرفه او یخفف عنه لم ییبس هاتان ۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 40۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 149۔

یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قبرستان سے گذرے۔ تو میں نے ایک قبر میں انتہائی تنگی کی آواز (عذاب کی آواز) سنی میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک قبر سے عذاب کی آواز سنی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم نے بھی واقعی آواز سنی ہے؟۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اس قبر والے کو (بظاہر) بہت معمولی سمجھی جانے والی غلطی کی بناء پر عذاب دیا جارہا ہے۔

میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے یارسول اللہ وہ کیا چیز ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک نوجوان تھا جو کہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا تھا اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

اے یعلیٰ کھڑے ہو جاؤ اور اس کھجور کے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک شاخ توڑ کر میرے پاس لے آؤ!۔

چنانچہ میں گیا اور ایک شاخ لے کر آیا تو آپ نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: ایک حصہ اس کے سر کی طرف گاڑ دو اور دوسرے حصہ کو اس کے پاؤں کی طرف گاڑ دو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر نرمی فرمائے گا یا عذاب میں تخفیف کر دیا گا جب تک یہ دونوں خشک نہیں ہوں گی،

سورۃ الملک پڑھنے والے کا زندہ ہونا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے کسی قبر پر خیمہ نسب کیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔ وہاں سے کسی انسان کے ''سورۃ الملک'' پڑھنے کی آواز آنے لگی۔ وہ یہ آواز سن کر بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سورۃ الملک'' مانع عذاب ہے یعنی نجات دہندہ ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

۔سنن الترمذی کتاب الفضائل باب فضائل سورۃ الملک۔

مختصر قیام اللیل (محمد بن نصر مروزی) حدیث نمبر 184۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 174۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 81۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 41۔

۔اثبات عذاب القبر (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 150۔

۔مشکوٰۃ شریف کتاب فضائل القران الفصل الاول۔

۔فیض القدیر (مناوی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 115۔

۔التذکرۃ (قرطبی) باب ماینجی المؤمن من الاھوال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 167۔

۔الاربعین المتباینۃ السماع (عسقلانی) صفحہ نمبر 82۔

۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (علامہ علی قاری) کتاب فضائل القران الفصل الاول۔

۔اھوال القبر (ابن رجب حنبلی) صفحہ نمبر 68۔

۔الترغیب والترھیب (منذری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 247۔

۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 31 صفحہ نمبر 479۔

۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 169۔

۔کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 80۔ (المسألۃ العاشرۃ الاسباب)

۔تحفۃ الذاکرین (شوکانی) باب فضل سورۃ الزلزلۃ۔ صفحہ نمبر 405۔

۔تفسیر قرطبی تحت سورۃ الملک۔

۔تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ الملک۔

۔تفسیر الدر المنثور (سیوطی) تحت سورۃ الملک۔

۔تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ الملک۔

۔تفسیر التحریر والتنویر (طاہر بن عاشور) تحت سورۃ الملک۔

۔تفسیر روح البیان (شیخ حقی) تحت سورۃ ق آیت نمبر 18۔

۔تفسیر فتح القدیر (شوکانی) تحت سورۃ الملک۔

عشرہ مبشرہ اصحاب میں سے حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا

حضرت سیدنا عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر سے قران سننا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے کام کی غرض سے جنگل کی طرف گیا وہاں پر مجھے رات ہوگئی تو میں راستے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس آ گیا۔ وہاں میں نے اس قبر میں سے انتہائی خوبصورت آواز میں قران پاک سنا۔

چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جا کر سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی ارواح کو اپنے خاص قبضہ قدرت میں رکھتا ہے اور ان کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں اور ان قندیلوں کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے۔ جب رات آتی ہے تو ان ارواح کو واپس بھیج دیتا ہے اور یہ ایسے ہی قبر کے ساتھ خاص تعلق رکھتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ پھر ان کو واپس وہی پہلے والے مقام تک رسائی دے دی جاتی ہے

- احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68۔
- کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 101، 181۔
- الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 370۔
- جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 35151۔
- سبل الھدیٰ والرشاد (صالحی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 253۔
- کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 481۔
- جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 121۔

حماد الحفار کا قبر سے قران سننا

قال ابو بکر الخلال اخبرنی احمد بن محمد بن بشر حدثنا سلیمۃ بن شبیب حدثنا حماد الحفار

قال: دخلت المقابر یوم الجمعة فما انتهيت الی قبر فيه قراء ة القران ۔

۔احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68۔

۔طبقات الحنابلة (ابن ابی یعلیٰ) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 167۔

ابوبکر الخلال اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حماد الحفار کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن قبرستان میں داخل ہوا تو میں ایک قبر کے پاس گیا تو میں نے ایک قبر سے قران پاک پڑھنے کی آواز سنی۔

ابراہیم الحفار کا قبر سے قران سننا

ابراهيم الحفار قال: حفرت قبرا فبدت لبنة فشممت رائحة المسك حين انفتحت اللبنة فاذا شيخ جالس فی قبره يقرأ القران ۔

۔احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68۔

ابراہیم الحفار کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں قبر کھودنے لگا تو میں نے ایک قبر کی کچی اینٹ دیکھی۔ میں نے اسے سونگھا تو اس میں سے مجھے کستوری کی خوشبو آئی۔ میں نے مٹی ہٹائی تو میں نے اس قبر میں ایک بزرگ دیکھے جو اس میں بیٹھے قران پاک پڑھ رہے تھے۔

ایک بزرگ کا قبر میں قرآن پڑھنا

سُہیلی نے دلائل النبوۃ میں ایک صحابی سے روایت کیا کہ ایک شخص نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک روشن دان دوسری قبر کی طرف کھل گیا۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے سامنے قرآن حکیم رکھا ہوا تھا اور اس کے سامنے

ہی سبز رنگ کا باغیچہ ہے یہ زمین اُحد کا واقعہ ہے اور یہ شخص شہید تھا کیونکہ اس کے چہرے پر زخم تھے۔

۔تفسیر البحر المحیط (ابوحیان محمد بن یوسف) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 154۔

۔بشری الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب ذکر قرأۃ الموتی فی قبورھم۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 85۔

قبر میں سفید ریش صالح کا تلاوت کرنا

ایک صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک فوت شدہ آدمی کے لئے قبر کھودی۔ چنانچہ میں ان کو قبر میں لٹا کر ان کی لحد میں کچی اینٹیں جما رہا تھا کہ اس کے برابر والی قبر کی دو اینٹیں ٹوٹ کر گر پڑیں اور قبر کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ قبر میں بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک قرآن مجید ہے جو سنہرے کاغذ پر سونے کے حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔

انہوں نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ میری قبر کی گری ہوئی اینٹوں کو دوبارہ چن کر جما دو۔

چنانچہ میں نے جلدی جلدی ان کی قبر کی گری ہوئی اینٹیں جما کر دوبارہ بند کر دیا۔

۔الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 447۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 85۔

قبر میں نوجوان صالح کا تلاوت کرنا

عن ابی النضر النیسابوری الحفار وکان رجلا صالحا ورعا ۔قال: حفرت قبرا فانفتح فی القبر، قبر آخر فنظرت فیه ۔فاذا انا

بشـاب حسـن الثيـاب حسـن وجه طيب الرائحة جالسا متربعا ۔ وفـي حـجره مكتوب بخط احسن مارأيت من الخطوط وهو يقرأ القرآن فنظر الشاب الىّ وقال:

أقامت القيامة ؟ ۔ فقلت لا ۔ فقال:

اعد المدرة على موعدها فأعدة الى موضعها ۔

۔بشری الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب ذکر قرأۃ الموتی فی قبورھم۔

ابوالنضر نیشاپوری حفار جو کہ ایک صالح اور پرہیزگار انسان تھے انہوں نے بیان کیا: میں ایک مرتبہ ایک میت کی تدفین کے لئے ایک قبر کھود رہا تھا تو ساتھ میں ایک دوسری قبر تھی وہ کھل گئی ۔ میں نے اس میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ اس میں ایک خوبرو نوجوان، عمدہ خوشبو کے ساتھ سفید کپڑوں میں ملبوس چوکڑی مارے بیٹھا ہے اور اس کی گود میں قرآن پاک کھلا ہوا ہے جو کہ اتنے خوبصورت خط میں لکھا ہوا ہے جیسا خوبصورت خط میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔ اور وہ نوجوان قرآن پاک پڑھ رہا تھا۔ اس نوجوان نے مجھے کہا:

کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟۔

میں نے کہا کہ نہیں۔

اس نے کہا: سوراخ بند کر دو۔ چنانچہ میں وہ سوراخ بند کر دیا۔

ایک ولی اللہ کا قبر میں قرآن پڑھنا

پرہیزگار اور صاحب نظر حضرات میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ قبر کے اندر بغلی طرف ایک شخص تخت پر بیٹھا قران پاک پڑھ رہا ہے۔ اور جس تخت پر وہ قران پاک پڑھ رہا ہے اس کے نیچے ایک نہر جاری ہے۔

اس منظر کو دیکھ کر میں بے ہوش ہو گیا۔ مجھے کئی روز کے بعد ہوش آیا تو میں نے لوگوں کو سارا ماجرا سنایا۔

ایک شخص نے کہا کہ مجھے اس قبر تک لے چلو میں نے اگلے دن جانے کی بات کی۔ مگر اس کے بعد جب میں رات کو سویا تو صاحب قبر نے خواب میں آ کر ڈانٹا کہ خبردار جو کسی کو میری قبر کا پتہ بتایا۔

میں نے اپنے ارادے سے توبہ کی اور کسی کو اس قبر کے بارے میں نہیں بتایا۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 237۔

احمد بن نصر کا بعد از شہادت سولی پر سورہ یٰس پڑھنا

ذہبی نے تاریخ میں بیان کیا کہ احمد بن نصر خزاعی جو فن حدیث کے امام گزرے ہیں اُن کو حکمران واثق باللہ نے خلق قرآن کا قول قبول کرنے پر مجبور کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا خلیفہ نے حکم دیا کہ ان کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ جب آپ کو لٹکا دیا تو آپ کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو گیا۔ اسے ہٹانے کی کوشش کی گئی تو وہ پھر اسی طرف ہو گیا تو اس نے ایک شخص مقرر کیا جو اُن کے منہ کو قبلہ سے منحرف کرتا رہے۔ جو شخص اس کام پر معین تھا اس نے بیان کیا کہ وہ سر ہر رات کو قبلہ کی طرف پھر جاتا تھا اور بزبان فصیح سورہ یٰسین پڑھتا تھا۔

۔تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 179۔

۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 168۔

۔تاریخ اسلام (ذہبی) جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 58۔

۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 513۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 88۔

قبر سے سوال کا جواب آیتِ قرآنیہ سے

صالح المری یقول: دخلت المقابر یوما فی شدة الحر فنظرت الی القبور خامدة کأنهم قوم صموت .

فقلت : سبحن الله من یجمع بین اروا حکم واجسامکم بعد افتراقها ثم یحییکم ثم ینشرکم من بعد طول البلی قال: فنادیٰ منادی من بین تلك الحفر یاصالح

وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَةً مِنَ الْاَرْضِ اِذَااَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ

سورۃ الروم آیت نمبر 25۔

قال: فسقطت والله لوجهی فزعا من ذلك الصوت .

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک دن سخت گرمی کے موسم میں قبرستان کے اندر داخل ہوا تو میں نے ٹوٹی پھوٹی قبروں کو دیکھ کر کہا:

سبحٰن اللہ! اے قبروں والو! کون تمہاری روحوں اور جسموں کو دوبارہ جمع کرے گا؟ جب کہ یہ گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر چکے ہیں۔

صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ایک شکستہ قبر سے آواز آئی:

اے صالح! کیا تمہیں قرآن مجید کی یہ آیت یاد نہیں ہے؟

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ

دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ سورۃ الروم آیت نمبر25

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں اور جب وہ تم لوگوں کو پکارے گا تو اچانک تم لوگ زمین سے نکل پڑو گے جب کہ تم زمین میں غرق ہو چکے ہو گے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ٹوٹی ہوئی قبر سے یہ آواز سن کر مجھ پہ ایسا خوف طاری ہو گیا میں دہشت سے کانپتے ہوئے منہ کے بل جا پڑا۔

۔کتاب الاھوال (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 100۔

۔ھواتف الجنان (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 43۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 4۔

۔روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء (ابن حبان) صفحہ نمبر 289۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 170۔

۔اھوال القبور (ابن رجب) الباب الحادی عشر فی ذکر زیارۃ الموتی والاتعاظ بھم۔

۔النھایۃ فی الفتن والملاحم (ابن کثیر) کتاب البعث باب ذکر احادیث فی البعث۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 90۔

حضرت ابوالحسن بن شعرہ رحمۃ اللہ عنہ کا قبر میں قرآن پڑھنا

حضرت ابوالحسن بن شعرہ رحمۃ اللہ عنہ کا نام عمرو بن عثمان بن الحکم بن شعرہ ہے۔ آپ صوفیوں کے مشائخ ہیں ابوسعید مالیتی اپنی اربعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ مصر کے مشائخ میں سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ان کی قبر سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ جو شخص بھی ان کی

قبر کی زیارت کو جاتا وہ آواز سنا کرتا تھا۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 200۔

ایک شہید کا نصرانی بادشاہ کو قرآن سنانا

عبدالرحمن بن زید بن اسلم قال کان فیما مضی فتیة یخرجون الی ارض الروم ویصیبون منهم فقضی علیهم الاسر فاخذوا جمیعا فاتی بهم ملکهم فعرض علیهم دینه ان یدخلوا فیه ۔

فقالوا ما کنا نفعل ذلك ونحن لانشرك بالله شیئا ۔

فقال لاصحابه: شأنکم بهم وقد ملکهم علی الی جانب نهر فد عاهم فضرب عنق رجل منهم فوقع فی النهرفاذا رأسه قد قام بحیالهم واستقبلهم بوجهه وهو یقول:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

ففزعوا وقاموا ۔

۔من عاش بعدالموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 39۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رومیوں سے جنگ کرتے رہے تھے اتفاقاً وہ گرفتار کر لئے گئے۔ان کا بادشاہ آیا، اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ عیسائی مذہب قبول کرلیں۔مگر انہوں نے عیسائیت کا مذہب قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ نے ان کو شہید کر دینے کا حکم دیا۔اور منظر دیکھنے کے لئے بادشاہ ایک

اونچے ٹیلہ پر نہر کے کنارے بیٹھ گیا اب اس نے ایک شخص کو شہید کرادیا اور اس کا سر جسم سے جدا کر کے نہر میں ڈلوادیا۔ چنانچہ جیسے ہی اس شہید کا سر نہر میں پھینکا گیا تو اس شہید کا سر نہر میں پانی کے اوپر کھڑا ہو گیا اور بادشاہ اور اس کے فوجیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

يَآاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ O ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً O فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ O

اے مطمئن جان اپنے رب کی طرف واپس لوٹ آ۔ تو اپنے رب پر راضی اور تیرا رب تجھ پر راضی۔ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اور وہ لوگ وہاں پر دہشت زدہ ہو گئے اور باقی لوگوں کو شہید کرنے سے رک گئے۔

ایک شہید کا کشتی والے ساتھیوں کو قران سنانا

سعید العمی قال:

خرج قوم غزاة في البحر فجاء شاب كان به رهق ليركب معهم فابوا عليه ثم انهم حملوه معهم ۔

فلقوا العدو فكان الشاب من احسنهم بلاء ثم انه قتل .

فقام رأسه واتقبل اهل المركب وهو يتلو

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ سورۃ القصص آیت نمبر 83

ثم انغمس فذهب ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 62۔

سعید العمی نے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے لئے نکلے تو ایک نوجوان آیا اور اس نے درخواست کی:

اس کو بھی سوار کر لیا جائے۔ لیکن انہوں نے منع کر دیا۔ لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔

اب جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اپنی جواں مردی کے جوہر دکھائے اور شہید ہو گیا۔

شہید ہونے کے بعد اس کا سر کھڑا ہو گیا اور کشتی والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ سورہ القصص آیت نمبر 83

پھر سر نے پانی میں غوطہ لگایا اور غائب ہو گیا۔

حضرت مطرف کی موت کی دہلیز سے واپسی اور قرآن کے فضائل بیان فرمانا

ثابت البناني ورجل اخر دخلا علی مطرف بن عبدالله بن الشخير يعودانه فوجداه مغمی عليه قال فسطع منه ثلاثة انوار:

اولها من رأسه واوسطها من وسطه واخرها من رجله۔

قال فهالنا ذلك۔ قال فلما افاق قلنا له:

كيف انت يااباعبدالله لقد رأينا شيئا هالنا۔

قال وما هو فاخبرناه قال:

أرأيتم ذلك قلنا: نعم .

قال تلك تنزيل السجدة وهي وعشرون آية سطع اولها من رأسي واوسطها من وسطي واخرها من رجلي وقد صعدت تشفع لي وهذه تبارك تحرسني .

قال فمات رحمه الله .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 46۔

۔ تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 58 صفحہ نمبر 335۔

حضرت ثابت البنانی اور ایک دوسرا شخص حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر کے پاس عیادت کے لئے گئے انہوں نے ان پہ موت کی مدہوشی طاری دیکھی اور ساتھ ہی انہوں نے ان پر تین نور چھائے ہوئے دیکھے۔ایک نور ان کے سر پر، دوسرا ان کے درمیان اور آخری نور ان کے پاؤں کے پاس دیکھا انہوں نے کہا کہ یہ نور ایک ہالہ کی شکل میں تھا جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے انہیں پوچھا:

اے ابوعبداللہ آپ کیسے ہیں؟۔اور ہم نے نور کا ہالہ دیکھا تھا۔

انہوں نے کہا: کہ وہ کیسا تھا؟۔

ہم نے جو دیکھا تھا اس کی خبر دی۔

انہوں نے کہا: کیا تم نے واقعی اسے دیکھا تھا؟۔

ہم نے کہا: جی ہاں۔

انہوں نے کہا: کہ تم نے جو میرے سر کے اوپر نور دیکھا تھا وہ حم تنزیل السجدۃ کی بیس آیات ہیں وہ اس سورت کا پہلا حصہ ہے اور جو تم نے میرے درمیان سے دیکھا وہ اس سورت کا درمیانی حصہ تھا اور جو تم نے میرے پاؤں کے پاس دیکھا تھا وہ اس سورت کا آخری

حصہ ہے اور وہ اوپر چلی گئی تا کہ میری شفاعت کرے اور ''سورۃ الملک'' پیچھے رہ گئی تھی جو میری حفاظت کرے گی۔ اس کے بعد ان کا وصال ہو گیا اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔

ایک اور ولی کا زندہ ہو کر قرآن کے فضائل بیان فرمانا

عن مورق العجلي قال : عدنا رجلا وقد اغمي عليه فخرج نور من رأسه حتى اتى السقف فمزقه فمضى ثم خرج نور من سرته حتى فعل ضل ذلك .ثم خرج نور من رجليه حتى فعل مثل ذلك ثم افاق فقلنا له هل علمت ما كان منك .

قال: نعم اما النور الذى خرج من رأسي فاربع عشرة آية من اول آلم تنزيل السجدة واما النور خرج من سرتي فآية السجدة .

واما النور الذى خرج من رجلي فآخر سورة السجدة ذهبن يشفعن لي وبقيت تبارك عندي تحرسني و كنت اقرأهما في كل ليلة .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 47۔

حضرت مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک شخص کے پاس عیادت کے لئے گئے۔ اس پہ موت کی مدہوشی طاری تھی۔

چنانچہ ہم نے ایک نور دیکھا جو ان کے سر سے نکلا یہاں تک کہ وہ چھت سے بھی نکل گیا، دوسرا ان کی ناف سے نکلا اور وہ بھی ایسا ہی ہوا پھر ان کے پاؤں سے نکلا اور وہ بھی ایسا ہی ہوا۔

جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے انہیں پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ سے کیا نکلا؟۔

انہوں نے وضاحت کی کہ تم نے جو میرے سر سے نور نکلتا ہوا دیکھا تھا وہ ''سورۃ حم تنزیل السجدۃ'' کی پہلی چودہ آیات ہیں اور جو تم نے میری ناف سے نکلتا ہوا دیکھا تھا وہ اس سورت کی آیت سجدہ تھی اور جو تم نے میرے پاؤں کی طرف سے نور نکلتا ہوا دیکھا تھا وہ اس سورت کی آخری آیات تھیں یہ تمام سورت اوپر گئی تا کہ میری شفاعت کر سکے اور ''سورۃ الملک'' میرے پاس رک گئی تا کہ میری حفاظت کر سکے اور میں یہ دونوں سورتیں ہر رات پڑھا کرتا تھا۔

صاحبِ مزار کا اپنے مرید کے ساتھ روزانہ قرآن پاک کا دور فرمانا

عن بعض المریدین انه وشیخه کانا یتدارسان وقت السحر فی تلاوۃ القرآن عشرا عشرا فلما توفی الشیخ رحمه اللّٰہ تعالیٰ اتاہ المرید وقت السحر علی عادته عند قبرہ واراد ان یقرأ ورد فلما تم العشر فی سمع من القبر صوت شیخه انه قرأ عشرا وسکت وھکذا کان الامر مستمرا الی انه حکی المرید القضیة لبعض اصحابه فوقع تحت حجابه۔

۔مرقاۃ شرح مشکوۃ (ملا علی قاری) کتاب الرقاق باب ذکر الانذار والتحذیر۔

ایک مرید اور ان کے شیخ کا روزمرہ طریقہ یہ تھا کہ وہ سحری کے وقت قرآن پاک کی دس دس آیات کا دَور کیا کرتے تھے۔ جب شیخ اللہ کی ان پر رحمت ہو، کا انتقال ہو گیا تو ان کا وہ مرید ان کی قبر پر اپنی عادت کے مطابق آیا اور دس آیات کی تلاوت کی پھر اس نے اپنے

شیخ کی آواز میں قبر سے دس آیات کی تلاوت سنی اور پھر وہ خاموش ہو گئے۔ تو یہ طریقہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ اس مرید نے یہ معاملہ اپنے ایک دوست کو بیان کر دیا تو یہ حالت ختم ہو گئی۔

میت کا قبر سے مؤذن کی اذان کا جواب دینا

عن یحی بن معین قال قال لی حفار:

مقابر اعجب ما رأیت من ھذا لمقابر انی سمعت فی قبر انینا کانین المریض وسمعت من قبرہ المؤذن وھو یجیبہ من القبر ۔

۔اھوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68۔

۔بشری الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب ذکر المؤمن فی قبرہ۔

حضرت یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حفار نے بتایا: میں نے اس سے بڑھ کر تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ ایک قبر سے میں نے مریض کی کمزور آواز جیسی آواز سنی اور میں نے اس قبر سے مؤذن کی اذان کا جواب سنا۔

سامرہ کا قبرستان اور سورۃ المُلک کی برکت

ابوالحسن سامری جو کہ ایک متقی تھے اور سامرا کے خطیب تھے انہوں نے سامرا کے قبرستان میں ایک قبر دکھاتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں سے مسلسل سورۃ الملک پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔

۔اھوال القبور (ابن رجب) الباب الرابع فصل۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 79۔

قبر میں تلاوت قرآن

ابن مندہ نے عاصم سقطی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اس میں ایک سوراخ تھا اس میں سے جب دیکھا تو ایک شیخ جو سبزہ سے ڈھکا ہوا تھا، تلاوتِ قرآن میں مصروف تھا۔

۔بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب قراءۃ الموتی فی قبورھم۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 80۔

ہجرت کر کے آنے والی کے لڑکے کا زندہ ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جو جوان تھا، اس نے وفات پائی اس کی اندھی بوڑھی ماں تھی تو لوگوں نے اس جوان پر کپڑا ڈال دیا اس کی ماں سے لوگ افسوس کرنے لگے۔

اس نے پوچھا کیا میرا لڑکا مر گیا ہے؟۔

لوگوں نے کہا: ہاں۔

وہ کہنے لگی خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تیری اور تیرے نبی کی طرف اس امید سے ہجرت کی تھی کہ تو میری مدد فرمائے گا، ہر شدت اور سختی میں میری مدد فرمائے گا، میری دادرسی کرے گا۔ اے خدا مجھے اس مصیبت میں نہ ڈال۔

ابھی ہم وہاں سے ہٹے بھی نہ تھے کہ ہم نے مردے کے چہرے سے چادر کو اٹھا کر دیکھا تو وہ زندہ ہو چکا تھا۔

پھر اس نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 1۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 190۔

۔شرح شفاء (علامہ علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 651۔

۔معجزات النبی (ابن کثیر) صفحہ نمبر 287۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 51+53۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 110۔

۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 132۔

۔حجۃ اللہ علی العلمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 674۔

۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 280۔

یہ اس عورت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور استغاثہ کرنے کی برکت تھی

ایک اور سند سے

عن صالح المری قال حدثت بهذا حفص بن النصر السلمي فعجب منه ثم لقيني الجمعة الثانية فقال:

انی عجبت من حديثك فلقيت ربيعة بن كلثوم فحدثني ان رجلا حدثه انه كانت له جارة عجوز كبيرة صماء عمياء مقعدة ليس لها احد من الناس الا ابن لها هو الساعي عليها فمات فاتيناها فنادينا ها احتسبي مصيبتك على الله تبارك و تعالى۔

فقالت: وما ذاك أمات ابنی مولايى ارحم بى ولا يأخذ منى ابنی وانا صماء عمياء مقعدة ليس لی احد مولای ارحم بی من ذاك۔

قال قلت: ذهب عقلها فانطلقت الى السوق فاشتريت كفنه وجئت وهو قاعد .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 12۔

حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہ میں نے یہ واقعہ حضرت حفص بن نصر السلمی رضی اللہ عنہ کو بتایا انہوں اس بات سے بہت حیرت ظاہر کی پھر وہ مجھے دوسرے جمعہ کو ملے، انہوں نے کہا کہ مجھے آپ کی روایت سے بہت تعجب ہوا۔

اس کے بعد میں حضرت ربیعہ بن کلثوم رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے مجھے بیان کیا کہ انہیں ایک شخص نے بیان کیا کہ ان کی ایک ہمسائی تھی جو کہ بہت زیادہ بوڑھی نابینا اور بہری تھی اس کا دنیا میں سوائے اپنے ایک بیٹے کے اور کچھ بھی نہ تھا جو کہ اس کی خدمت کرتا تھا، وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ہم اس بڑھیا کے پاس گئے اور اسے اونچی آواز میں بتایا کہ تو اپنے مصیبت پر اللہ تعالیٰ سے رحم طلب کر۔

اس بڑھیا نے کہا کہ کیا ہوا؟ کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا؟۔

اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگی کہ اے اللہ میرا بیٹا مجھ سے نہ لے میں بہری اور اندھی ہوں میرا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے، اے میرے مولا مجھ پر رحم فرما تو تو اس سے بھی زیادہ مہربان ہے۔اس شخص نے بتایا کہ میں نے کہا کہ اس کی عقل چلی گئی ہے اس شخص نے کہا کہ میں بازار چلا گیا تا کہ میں اس کے لئے کفن خریدوں۔ جب میں بازار سے واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لڑکا زندہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔

انصاری مردہ کا زندہ ہونا

عن ابی بکر الضحاك عن سعيد بن المسيب قال مات رجل

من الانصار فغسل و کفن و حنط فقعد فی اکفانه فقال محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حقا ابو بکر الصدیق اصبتم اسمه ضعیف فی العین قوی فی امر اللّٰه تعالیٰ عمر بن الخطاب القوی الامین عثمان بن عفان علی منهاجهم ۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 406+ جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 220۔

۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 195۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 5۔

۔تحفۃ الصدیق (ابو القاسم علی بن بلبان المقدسی) صفحہ نمبر 72۔

حضرت ابوبکر بن ضحاک نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایک انصاری مرد کا انتقال ہو گیا جب لوگ تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر اٹھا کر لے جانے لگے تو اس نے کہا "محمد رسول اللہ"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم ان کو نام کے حوالے سے نرم پاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں نہایت مضبوط ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہایت مضبوط اور امانت دار ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہیں کی طریقے پر چل رہے ہیں۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا کلام فرمانا

عن انس بن مالك قال لما مات زید بن خارجه تنافست الانصار فی غسله حتی کاد یکون بینهم شر .ثم استقام رأیهم علی ان یغسله الغسلة الغسلتین الاولیتین ثم یدخل من کل فخذ

سیدها فيصب عليه الماء صبة في الغسلة الثالثة .

وادخلت انا فيمن دخل فلما ذهبنا نصب عليه تكلم .

فقال: مضت اثنتان و غبر اربع فاكل غنيهم فقيرهم فانفضوا فلا نظام لهم .ابو بكر لين رحيم بالمؤمنين ، شديد على الكفار لا يخاف في الله لومة لائم ، وعمر لين رحيم بالمؤمنين ، شديد على الكفار لا يخاف في الله لومة لائم ، و عثمان لين رحيم بالمؤمنين وانتم على منهاج عثمان فاسمعوا واطيعوا ثم خفت فاذا الانسان يتحرك واذا الجسد ميت .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 6۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 224۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو انصارِ مدینہ میں آپ کو غسل دینے کے معاملہ میں آپس میں کچھ اختلاف رونما ہوگیا۔ یہاں تک اختلاف بڑھا کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان شدت ہوجاتی۔ پھر ان کے درمیان اتفاق رائے کی ایک صورت پیدا ہوئی کہ پہلے ایک ایک مرتبہ دونوں فریق غسل دیں گے۔اور تیسری مرتبہ دونوں قبیلوں کے سردار ایک ایک ران پر پانی بہائیں گے اور مل کر دونوں فریق غسل دیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان میں داخل ہوگیا۔ جب ہم گئے اور ان کے اوپر ہی کھڑے تھے کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی :

دو گذر چکے ہیں اور چوتھا باقی ہے۔اس کے بعد مالدار کمزوروں کو کھائیں گے، لوگ جھگڑیں گے ان کا کوئی نظام نہیں ہوگا۔حضرت ابو بکر نرم دل اور مومنوں پر بہت مہربان ہیں، کفار پر بہت سخت ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نرم دل اور (مومنوں پر بہت) مہربان ہیں، کفار پر بہت سخت ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مومنوں پر نرم اور رحم دل ہیں۔اور تم لوگ حضرت عثمان کے طریقے پر ہو۔سنو اور اطاعت کرو۔

پھر آپ کی زبان کی حرکت سے آواز آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی یہاں تک کہ آپ کا جسم مبارک بے حرکت ہو گیا۔

ایک اور سند سے

حضرت سیدنا زید بن خارجہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئے اور بیعت رضوان میں بھی شریک تھے انہوں نے خلافت عثمانی میں وفات پائی تھی۔

انہوں نے بعد از وفات کلام کیا اور ان کا کلام محفوظ کر لیا گیا انہوں نے کہا:

احمد احمد فی الکتاب الاول

صدق ابو بکر الصدیق الضعیف فی نفسه القوی فی الکتاب الاول

صدق صدق عمر بن خطاب القوی الامین فی الکتاب

الاول

صدق صدق عثمان بن عفان عليٰ منها جهم مضت اربع سنين و بقيت سنتان ،اتت الفتن و اكل الشديد الضعيف وقامت الساعة ـ

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 55۔
۔الروض الانف (سُہیلی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 435۔
۔تہذیب التہذیب (عسقلانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 354۔
۔الاستیعاب (ابن عبدالبر) ترجمہ زید بن خارجہ۔
۔تاریخ مدینہ (ابن شبہ) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 253۔
۔البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 173۔
۔تاریخ اسلام (ذہبی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 341۔
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 142۔

حضرت سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وصال ہو گیا چنانچہ ان کو کفن پہنا دیا گیا۔ پھر ان کے سینے میں سے کچھ آواز سنی گئی، وہ کہہ رہے تھے کہ:

"احمد احمد"

پہلی کتابوں میں لکھا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سچے ہیں، وہ اپنے جسم کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ لیکن اللہ کے معاملے میں قوی ہیں۔

یہ بھی پہلی کتابوں میں ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سچے ہیں، وہ پہلی

کتابوں میں قوت وامانت کے ساتھ متصف ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سچے ہیں، یہ اپنے پیش روؤں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں،۔

چار سال گزر گئے اور دو باقی ہیں، فتنے برپا ہو گئے طاقتور کمزور کو کھائے گا اور قیامت قائم ہوگی، تمہارے لشکر سے اریس کے کنوئیں کی خبر آئے گی، اور بیئر اریس کیا ہے؟

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر خطمہ کا ایک شخص مر گیا اور اس سے بھی ایسی ہی آواز سننے میں آئی اور اس نے کہا کہ بنوالحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا۔

(بیہقی نے کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے دیگر شواہد بھی ہیں)۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ سردارانِ انصار میں سے تھے وہ مدینہ منورہ کی راہوں میں چلتے ہوئے ظہر وعصر کے درمیان کسی جگہ منہ کے بل گر پڑے اور ان کا انتقال ہو گیا۔

انصار عورتوں اور مردوں نے آکر رونا شروع کر دیا اور وہ اسی حال پر رہے۔ یہاں تک کے مغرب اور عشاء کے درمیان ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی: خاموش ہو جاؤ۔

اس کے بعد جب غور سے دیکھا تو چادر کے نیچے سے آواز آ رہی تھی۔ لوگوں نے چہرے اور سینے سے چادر اتار دی تو دیکھا وہ کہہ رہے تھے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتَابِ الْاَوَّلِ وَصَدَقَ، صَدَقَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 7۔

۔الاحاد والمثانی (احمد بن ابوبکر بن ضحاک) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 10۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 218۔

۔الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 321۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 221۔

۔المواہب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا خط لکھ کر واقعہ کی وضاحت فرمانا

ہم حضرت نعمان بن بشیر والیِ کوفہ کا وہ خط نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کو مخاطب کیا ہے اس خط میں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا تمام واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

عن اسماعيل بن ابى خالد قال جاء نا يزيد بن النعمان بن بشير الى حلقة القاسم بن عبدالرحمن بكتاب ابيه النعمان بن بشير:

بسم الله الرحمن الرحيم

من النعمان بن بشير الى ام عبد الله ابنة ابى هاشم سلام عليك فانى احمد اليك الله الذى لااله الاهو فانك كتبت الىّ لاكتب اليك بشأن زيد بن خارجة

فانه كان من شأنه انه اخذه وجع فى حلقه وهو يومئذ من اصح اهل المدينة فتوفى بين صلاة الاولى وصلاة العصر فاضجعناه لظهره وغشيناه بردين وكساء فاتانى آت فى مقامىّ وانا اسبح

بعد المغرب فقال ان زيدا قد تكلم بعد وفاته فانصرفت اليه مسرعا وقد حضره قوم من الانصار وهو يقول او يقال على لسانه الاوسط اجلد القوم الذى كان لايبالى فى الله لومة لائم كان لا يأمر الناس ان يأكل قويهم ضعيفهم عبدالله امير المؤمنين صدق صدق كان ذلك فى الكتاب الاول .

ثم قال عثمان امير المؤمنين وهو يعافى الناس من ذنوب كثيرة خلت ليلتان وبقى اربع ثم اختلف الناس واكل بعضهم بعضا فلا نظام وابيحت الاحماء ثم ارعوى المؤمنون . فقالوا كتاب الله وقدره ايها الناس اقبلوا على اميركم واسمعوا واطيعوا فمن تولى فلا يعهدنَّ دما كان امر الله قدرا مقدورا الله اكبر هذه الجنة ، وهذه النار ويقول النبيون والصديقون سلام عليكم .

ياعبدالله بن رواحة هل احسست لى خارجة و سعدالأبيه واخيه الذين قتلا يوم احد .

" كَلَّآ اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْ

مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى"

ثم خفت صوته فسألت الرهط عما سبقنى من كلامه فقالوا سمعناه يقول:

انصتوا انصتوا فنظر بعضنا الى بعض فاذا الصوت من تحت

الثياب فكشفنا عن وجهه فقال هذا احمد رسول الله ۔

سلام عليك يارسول الله ورحمة الله و بركاته ثم قال ابو

بكر الصديق الامين خليفة رسول الله كان ضعيفا فى جسمه ۔

قويا فى امر الله صدق صدق وكان فى الكتاب الاول ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 3۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 56۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 405+جلد نمبر 70 صفحہ نمبر 256۔

۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 298+جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 395۔

۔البدایۃ والنھایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 174۔

اسماعیل بن خالد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن نعمان بن بشیر حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقۂ درس میں اپنے والد محترم کا خط لے کر آئے اس پہ تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعمان بن بشیر کی طرف سے ام عبداللہ ابی ہاشم کی بیٹی کے نام۔تم پہ سلامتی ہو اور میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔تو نے مجھے خط لکھا کہ میں تمہیں جواب میں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھوں۔

ان کے واقعہ میں سے یہ بات ہے کہ ان کے حلق میں درد ہوا جبکہ اس دن آپ کی صحت اہل مدینہ میں سے بہتر تھی۔تو آپ کا ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان انتقال ہو گیا۔ہم نے ان کو پشت کے بل لٹا دیا ہم نے ان کو دو چادروں اور کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دیا۔میں مغرب کی نماز کے بعد تسبیح پڑھ رہا تھا تو ایک شخص میرے پاس آیا اس نے مجھے بتایا کہ حضرت زید نے اپنے وصال کے بعد گفتگو کی ہے۔میں ان کی طرف تیزی سے چلتا ہوا آیا۔اس

وقت انصار کی ایک جماعت بھی ان کے پاس آ چکی تھی اور حضرت زید یہ کہہ رہے تھے یا ان کی زبان سے یہ کہلوایا جا رہا تھا: درمیان والے انہوں نے پوری مضبوطی سے اللہ کے احکامات چلائے اور انہوں نے کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ انہوں نے قوم کے طاقتوروں کو کمزوروں کو کھانے کی اجازت نہیں دی۔ اللہ کے بندے امیر المؤمنین، انہوں نے سچ کہا سچ کہا اور یہ شان پہلی کتاب میں موجود ہے۔

پھر حضرت زید نے کہا عثمان امیر المؤمنین ہیں وہ لوگوں کی بہت سی غلطیوں سے درگذر کرنے والے ہیں۔ دو راتیں گذر چکی ہیں اور چار باقی ہیں۔ پھر لوگوں میں اختلاف ہوگا اور بعض لوگ بعضوں کو کھائیں گے۔ اور ان کا کوئی نظم وضبط نہیں ہوگا۔ لوگ محرمات کو مباح سمجھیں گے پھر مومن جہالت سے رو کیں گے۔ اور کہیں گے:

اے لوگو! اللہ کی کتاب اور اس کی تقدیر پر ایمان رکھو۔ اپنے امیر کی فرمانبرداری کرو، اور ان کی بات سنو اور فرمانبرداری کرو۔ پھر جو منہ پھیرے گا اس کے خون کی حفاظت نہیں ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک مکمل اندازہ کے ساتھ پورا ہو کر رہے گا۔

اللہ اکبر یہ جنت ہے، اور یہ دوزخ ہے انبیائے کرام اور صدیقین فرماتے ہیں اے عبداللہ بن رواحہ تم پر سلامتی ہو کیا تم نے میرے لئے میرے باپ خارجہ کو محسوس کیا۔ خوش قسمتی ہے ان شہدائے احد کے لئے۔

''ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے، کھال اتار لینے والی، بلا رہی ہے
اسے جس نے پیٹھ پھیر دی اور منہ پھیرا، اور جوڑ کر سینت رکھا''

پھر ان کی آواز پست ہوتی چلی گئی۔

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا جو وہاں موجود تھے کہ مجھ سے پہلے انہوں نے کیا گفتگو کی تھی؟۔

ان لوگوں نے بتایا کہ حضرت زید نے گفتگو کی:

خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔

ہم لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔تب معلوم ہوا کہ کپڑے کے نیچے سے آواز آئی تھی۔

چنانچہ ہم نے آپ کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

یہ احمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔یا رسول اللہ آپ پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہو۔

پھر فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔جسمانی طور پر کمزور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں بہت مضبوط ہیں۔ انہوں نے سچ کہا انہوں نے سچ کہا اور ان کی یہ شان اللہ تعالیٰ کی پہلی کتاب میں موجود ہے۔

ایک اور سند

عبدالرحمٰن بن یزید سے راوی ہیں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اُن کو بتایا:

ہم میں سے ایک شخص کا نام زید بن خارجہ تھا، ہم نے اُس کو کفن وغیرہ پہنا دیا، اب میں نماز کے لئے کھڑا ہو گیا تو میں نے آواز سنی، تو پیچھے مڑ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان میں حرکت پائی گئی ہے، وہ فرما رہے تھے:

قوم میں سب سے زیادہ طاقتور اور بہتر حضرت عمر فاروق ہیں جو جسم اور اور ایمان دونوں کے پختہ ہیں۔

عثمان امیر المؤمنین پاک دامن اور معاف کرنے والے ہیں۔دو راتیں گزر چکی ہیں اور چار باقی ہیں۔لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور اب اُن کا کوئی نظام نہیں رہا، اے لوگو! اپنے امام کی بات سنو! اور اس کی اطاعت کرو، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے

جانشین اور خلیفہ) ہیں ۔اور رواحہ کا بیٹا ۔ پھر اس نے کہا کہ خارجہ کا کیا حال ہے؟ (یعنی اپنے باپ کا) پھر وہ کہتے ہیں کہ میں بَیر اریس کے پیچھے ہو گیا اور آواز ختم ہو گئی ۔

۔کتاب الصبر وثوابہ (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 15 ۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 219 ۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 56 ۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 320 ۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 329 ۔

۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 62 ۔

۔تہذیب التہذیب (عسقلانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 353 ۔

۔الرد علی البکری (ابن تیمیہ) صفحہ نمبر 129 ۔

۔معجزات النبی (ابن کثیر) صفحہ نمبر 43 ۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 92 ۔

۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240 ۔

۔شرح شفاء (ملا علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 652 ۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 272 ۔

۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 280 ۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 111 ۔

مزید تصدیق

بیہقی نے دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ یہی واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال مکمل ہونے کے بعد ہوا اور باقی چار سالوں میں بہت فتنے ہوئے ۔ مثلاً اہل عراق کا فتنہ وغیرہ ۔

بَیر اریس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جو انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی تھی، گم ہوگئی اور پھر نہ ملی اور اسی دن سے خلافت عثمانیہ پر زوال شروع ہوگیا۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 57۔

۔البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 174۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 143۔

مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہیدوں کا کلام کرنا

جن کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا اور ان میں سے ایک شخص مقتول ہونے کے بعد کہنے لگا کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، ابوبکر صدیق، عمر شہید، عثمان رحیم ''

پھر خاموشی اختیار کرگیا۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 408۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا زندہ ہونا

حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے منقول ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں اس جماعت میں شریک تھا جنہوں نے ثابت بن قیس بن شماس کو دفن کیا تھا اور وہ مکمل طور پر وفات پاچکے تھے اس وقت جب انہیں قبر میں اتار دیا گیا میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا

عن عبدالله بن عبيدالانصاری ان رجلا من قتلى مسيلمة الكذاب تكلم فقال:

محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر الصديق عمر الشهيد عثمان لين رحيم ۔فنظرنا فاذا هو ميت ۔

بے شک مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہونے والوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا:

''محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق، عمر الشہید، عثمان بن عفان نرم خو اور مہربان ہیں''

پھر جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ مردہ تھے۔

(اگر کوئی شک کرے اور کہے کہ ممکن ہے کہ زندہ ہوں اور کوئی پردہ لاحق ہو گیا ہے اور نیز یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر واقع نہیں ہوا جسے معجزہ کہہ دیا جائے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرنا دکھاوا نہیں ہے جسے چھپایا جا سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک اور آپ کی مدح وثناء کرنے میں یہ دکھانا مقصود ہے کہ جب سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور آپ کی عزت کے نتیجہ میں ہے تو اگر کرامت بھی ہو تو یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا معجزہ ہے۔) (اسی لئے تو اس روایت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن کثیر نے معجزات النبی میں نقل کیا ہے۔)

- تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 220۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 58۔
- التاریخ الکبیر (بخاری) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 43۔
- کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 320۔
- معجزات النبی (ابن کثیر) صفحہ نمبر 43۔
- کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 25۔
- شرح شفاء (ملا علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 651۔
- جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 106۔
- السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 281

حضرت سیدنا امیر حمزہ کی قبر سے سلام کا جواب

العطاف بن خالد قال حدثتني خالتي قالت ركبت يوما الى قبور الشهداء وكانت لا تزال تاتيهم قالت فنزلت عند قبر حمزة فصليت ماشاء الله ان اصلي وما في الوادي داع ولا مجيب يتحرك الا غلام قائم اخذ برأس دابتي .

فلما فرغت من صلاتي قلت هكذا بيدي السلام عليكم فسمعت رد السلام علي يخرج من تحت الارض اعرفه كما اعرف ان الله خلقني وكما اعرف الليل من النهار فاقشعرت كل شعرة مني .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 41۔

۔تہذیب الاثار (طبری) روایت نمبر 187۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 308۔

۔شرح البخاری (ابن بطال) باب انہ لیسمع قرع نعالھم۔

۔اھوال القبور (ابن رجب) فصل معرفۃ الموتی بمن یزورھم۔

۔السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 90۔

۔البدایۃ والنھایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 51۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 364۔

عطاف بن خالد نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میری خالہ نے مجھ کو بتایا:
ایک روز میں شہداء کے قبرستان گئی اور یہ میرا ہمیشہ کا معمول تھا، میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس ٹھہری اور نماز ادا کی' وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے اپنے ان

دونوں ہاتھوں سے کہا:

السلام علیکم !

تو میں نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب دینے کی آواز زمین کے نیچے سے سنی۔

میں اس آواز کو ایسے پہچانتی ہوں جیسے یہ پہچانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا یا رات اور دن کے وجود کو پہچانتی ہوں اور اس بات کو میرے ایک ایک بال نے بھی محسوس کیا

حضرت سیدنا امیر حمزہ کی قبر سے سلام کا جواب ایک اور واقعہ

فاطمہ خزاعیہ نے کہا کہ میں اور میری بہن بوقت شام ایک قبرستان میں تھے۔ تو میں نے کہا:

اے میری بہن آؤ تا کہ ہم حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کریں۔

اس نے کہا کہ اچھا تو ہم نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ:

السلام علیك یاعم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

تو ہم نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے جواب سنا کہ:

وعلیکم السلام ورحمة اللّٰہ وبرکاته ۔

۔کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 268۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 309۔

۔خلاصۃ الوفاء (سمہودی) صفحہ نمبر 265۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 364۔

حضرت امیر حمزہ کی قبر سے سلام کا جواب ایک مزید واقعہ

بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہاشم بن محمد العمری جو کہ حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عمر کے بیٹے ہیں، کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (عمر بن علی) جمعہ کے روز فجر کے وقت قبور شہداء کی زیارت کے لئے لے گئے جب ہم قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے با آواز بلند کہا:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

تو جواب آیا کہ: وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ ۔

تو میرے باپ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا' کہ تم نے جواب دیا؟۔

میں نے کہا کہ نہیں۔

پھر میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا اور پھر دوبارہ سلام کیا اور تینوں مرتبہ سلام کا جواب ملا۔ یہ سن کر میرے والد نے سجدہ شکر ادا کیا۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 122+178۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 253۔

۔خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ (سمہودی) صفحہ نمبر 265۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان

شہدائے احد قیامت تک سلام کا جواب دیں گے

حاکم نے بروایت صحیحہ بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اپنی سند سے روایت کیا، عبداللہ نے بیان کیا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء احد کی زیارت کی اور کہا کہ اے اللہ! تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء ہیں اور جس نے ان کی زیارت کی یا اُن کو سلام کیا تو یہ قیامت تک اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

۔المستدرک (حاکم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 31۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 307۔

۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 382۔

۔سبل الھدی والرشاد (صالحی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 253۔

۔الخصائص الکبری (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 363۔

۔خلاصۃ الوفاء (سمہودی) صفحہ نمبر 265۔(الفصل السادس فی فضل احد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہدائے احد کے متعلق ایک اور اعلان

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء اُحد کی قبور کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے جب گھاٹی پر پہنچتے تھے تو با آواز بلند فرماتے:

"سلام علیك بما صبرتم فنعم عقبى الدار"

یہی معمول ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کا رہا ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آکر دعا کرتیں تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی آکر سلام کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ ان حضرات کو سلام کرو جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 308۔

۔مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 573۔

۔کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267۔

۔السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر) جزء نمبر 3 صفحہ نمبر 90۔

۔البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 51۔

۔شرح البخاری (ابن بطال) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 297۔

۔عمدۃ القاری (بدرالدین عینی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 277۔

۔تخریج الاحادیث والاثار الواقعۃ فی تفسیر کشاف (الزیلعی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 189۔

شہید ہر حال میں زندہ ہے

مالک نے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت کیا ہے:

ان کو معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کی قبروں کو سیلاب نے کھول دیا دونوں ایک ہی قبر میں دفن تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے تھے تو لوگوں نے ان کو کھودا کہ دوسری جگہ منتقل کر دیں تو ایسا معلوم ہوا کہ ان کو ابھی کسی نے دفن کیا ہے۔ ان میں سے ایک اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ ہاتھ کو ہٹایا گیا مگر انہوں نے پھر وہیں رکھ لیا۔ حالانکہ یہ واقعہ غزوۂ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔

۔مؤطا امام مالک کتاب الجہاد باب احراز من اسلم من اھل الذمۃ۔

۔التذکرۃ (قرطبی) صفحہ نمبر 184۔

۔جامع الاصول (ابن اثیر) حدیث نمبر 8636۔

۔اسد الغابہ (ابن اثیر) ترجمہ عبداللہ بن حرام۔

۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 255۔

۔الاصابۃ (عسقلانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 189۔

۔مرقاۃ (علامہ علی قاری) کتاب الجنائز باب دفن المیت۔

۔خلاصۃ الوفا (سمہودی) الباب الخامس الفصل السادس فضل احد والشھداء بہ۔

۔احوال القبور (ابن رجب) فصل ما شوھد من نعیم اھل القبر۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 132۔

۔تفسیر الکشف والبیان تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 169۔

۔تفسیر ثعالبی تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 6۔

مزید وضاحت:

جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا۔ پھر جب ہاتھ رکھا گیا تو خون بند ہو گیا۔
بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ کے دور میں ارادہ کیا گیا کہ یہاں سے پانی گذارا جائے
تو اعلان کر دیا گیا کہ جس کا ساتھی دفن ہے وہ آجائے۔ تو لوگ آئے اور اپنے مردوں کو دیکھا
تو وہ بالکل تروتازہ تھے حتیٰ کہ ایک شخص کے پھاوڑا لگ گیا تو خون بہہ نکلا۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 352۔

۔کتاب المغازی (واقدی) باب استشھاد عمرو بن الجموع۔

۔الطبقات الکبریٰ (محمد بن سعد) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 562۔

۔عیون الاثر (ابن سید الناس) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 428۔

۔البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 49۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 370۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (صالحی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 252۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 132۔

شہید کا زخم پر ہاتھ رکھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

اسی طرح حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنھما نے ایک نہر جاری کرنے کا حکم
دیا تو انہیں بتایا گیا کہ راستے میں شھدائے احد کی قبریں ہیں اور ان کو راستے سے ہٹائے بغیر

یہ ممکن نہیں ہو سکے گا۔

انہوں نے ان قبور کی منتقلی کے احکامات جاری کر دیئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شہدائے کرام کے جسموں کو دیکھا کہ لوگ ان کو کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے اور وہ ایسے محسوس ہو رہے تھے جیسے سو رہے ہوں۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے ایک طرف بیلچہ لگ گیا تو وہاں سے خون پھوٹ کر جاری ہو گیا۔

۔الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 11۔

۔انساب الاشراف (بلاذری) الجزء الرابع باب حمزۃ۔

۔صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 377۔

۔کشف الغمہ (شعرانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 212۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 120۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کا سلام کا جواب دینا

عن عبید بن عمیر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقف علی مصعب بن عمیر وھو منجعف علی وجھہ فقرء ھذہ الایۃ :

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ الخ

ثم قال ان رسول اللّٰہ یشھد انکم الشھداء عند اللّٰہ یوم القیمۃ ۔

ثم اقبل علی الناس فقال ایھاالناس زوروھم واتوھم وسلموا

علیہم فوالذی نفسی بیدہ لایسلم علیہم مسلم الی یوم القیامۃ الا ردوا علیہ السلام ۔

- الطبقات الکبری (ابن سعد) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 121۔
- مسند ابن الجعد صفحہ نمبر 432۔
- کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267۔
- المستدرک (حاکم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 271۔
- المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 364۔
- المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 97۔
- حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 108۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 284۔
- اسد الغابہ (ابن اثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 17۔
- تاریخ الاسلام (ذہبی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 207۔
- السیرۃ النبویہ (ابن کثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 89۔
- البدایہ والنھایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 51۔
- الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 363۔
- شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 84۔
- کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 381۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے اوپر کھڑے تھے جب کہ وہ چہرے کے بل شہید ہو کر گرے پڑے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

سورۃ الاحزاب آیت نمبر 23

پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تم پر گواہی دیتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تم قیامت کے دن شہید کی حیثیت سے اٹھو گے۔

پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو ان کی زیارت کیا کرو ان کے پاس آؤ اور سلام بلاؤ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام بلائے گا یہ اس کا جواب عطا فرمائیں گے۔

عورت کا خواب، درخت گر گیا

ایک انصاریہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے گھر میں ایک کھجور کا درخت ہے جو کہ گر گیا ہے جب کہ میرا خاوند سفر میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھے صبر کرنا چاہئے کیوں کہ اس کا وصال ہو چکا ہے۔

وہ عورت روتی ہوئی وہاں سے نکلی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو اس سے وجہ پوچھی اس نے اپنا خواب بتا دیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا ذکر نہ کیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ آج رات تم اور وہ اپنے گھر اکٹھے ہو جاؤ گے۔

چنانچہ وہ عورت گھر آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات اور اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیان پر غور وفکر کرنے لگی۔

چنانچہ جب رات ہو گئی تو اس کا خاوند آ گیا۔ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور تمام معاملہ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر طویل غور فرمایا تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ نے جو فرمایا تھا وہ بالکل سچ فرمایا تھا لیکن اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب فرمایا کہ تم اس رات اکٹھے ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کے جھوٹا ہونے سے حیا فرمائی کیوں کہ وہ صدیق ہیں اس لئے ان کی کرامت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرمادیا۔

۔نزہتہ المجالس (عبدالرحمٰن صفوری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 269۔

حضرت عمر اور عبادت گذار نوجوان

ابن عساکر نے اپنی سند سے ابوایوب خزاعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد میں اللہ اللہ کرتا رہتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسے بہت پسند فرمایا کرتے تھے اس کا ایک بوڑھا باپ تھا۔ رات کو وہ اپنے باپ کے پاس چلا جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا وہ اس پر عاشق ہوگئی۔ چنانچہ وہ روزانہ اس کے راستے میں کھڑی ہو جاتی حتیٰ کے ایک روز وہ اس کو اپنے دروازے پر لے گئی۔ جب وہ داخل ہونے لگا تو اس نے اپنے اللہ کو یاد کیا اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آیت نکل گئی کہ:

"اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْ اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ"

یہ آیت پڑھتے ہی نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا

اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں نے گھسیٹ کر اس کو اس کے دروازے پر پھینک دیا۔ جب باپ اس کی تلاش میں نکلا تو دیکھا کہ وہ دروازے پر بیہوش پڑا ہے۔ تو وہ اس کو اٹھوا کر اندر لے گیا آدھی رات کے بعد اسے ہوش آگیا۔

باپ نے دریافت کیا بیٹے کیا بات ہے؟۔

اس نے کہا کہ خیریت ہے۔

باپ نے کہا کہ تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟۔

اس نے وہی آیت دوبارہ پڑھی اور اب وہ پڑھتے ہی دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

لوگوں نے اسے ہلایا، جلایا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے۔

چنانچہ لوگوں نے اسے راتوں رات جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ صبح کو یہ واقعہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا آپ اس کے باپ کے پاس اس کی تعزیت کو گئے اور فرمایا کہ تو نے مجھ کو اطلاع کیوں نہ دی؟۔

اس نے کہا اے امیر المومنین! رات کا وقت تھا آپ کو تکلیف ہوتی۔

آپ نے فرمایا کہ اس کی قبر پر لے چلو چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی قبر پر تشریف لے آئے اور کہا کہ:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی خوف سے جو کھڑا ہو گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ:

يَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِيْ رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ ۔

ترجمہ:۔ ہاں اے عمر اللہ تعالیٰ نے مجھے دو مرتبہ جنت عطا فرما دی ہے۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 192۔

۔شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 468۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 45 صفحہ نمبر 450۔

۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 107۔

۔ذم الھویٰ (ابن جوزی) صفحہ نمبر 253۔

۔روضۃ المحبین (ابن قیم) صفحہ نمبر 451۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113۔

۔جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 30233۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 88۔

۔کنز العمال (علی متقی) حدیث نمبر 4634۔

جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 127۔

۔تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ الاعراف آیت نمبر 201۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبرستان میں مردوں سے کلام کرنا

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایک قبرستان پر سے گزرے تو کہا:

السلام علیکم یا اھل القبور

نئی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نئی شادیاں رچالیں ہیں تمارے گھروں میں دوسرے لوگ بس چکے ہیں اور تمہارے مال تقسیم ہو چکے ہیں۔

تو ایک نداء کرنے والے نے نداء کی کہ اے عمر! ہماری نئی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو نیک اعمال کئے ان کا بدلہ یہاں ملا اور جو خدا کی راہ میں خرچ کیا اس کا نفع ملا اور جو چھوڑ آئے اس میں نقصان اٹھایا۔

۔الھواتف (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 76۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 87۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 127۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مردہ زندہ ہونا

عن زيد بن اسلم عن ابيه قال بينا عمر بن الخطاب يعرض الناس اذ مر به رجل معه ابن له على عاتقه فقال عمر مارأيت غرابا بغراب اشبه من هذا بهذا.

فقال الرجل اما والله ياامير المؤمنين لقد ولدته امه وهي ميتة قال: ويحك وكيف ذاك.

قال خرجت في بعث كذا و كذا وتركتها حاملا وقلت استودع الله مافي بطنك فلما قدمت من سفري اخبرت انها قد ماتت فبينا انا ذات ليلة قاعد في البقيع مع بني عم لي اذ نظرت فاذا ضوء شبيه بالسراج في المقابر فقلت لبني عمي ماهذا؟.

قالو لا ندري الا انا نرى هذا الضوء كل ليلة عند قبر فلانة فاخذت معي فأسا ثم انطلقت نحو القبر فاذا القبر مفتوح واذا هو في حجر امه فدنوت فناداني مناد:

ايها المستودع ربه خذ وديعتك انك لو استودعته امه لوجدتها فاخذت الصبي وانظم القبر.

قال ابو جعفر فسألت عثمان بن زفر عن هذا الحديث فقال قد سمعته من عاصم.

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 25۔

۔مجابو الدعوۃ (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 47۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جب کہ اس نے اپنا بیٹا اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کسی کوے کو بھی دوسرے کوے کے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا یہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم اس کی ماں نے اسے جنم دیا جب کہ وہ مردہ تھی۔

آپ نے فرمایا تجھ پر حیرت ہے یہ کیسے ہوا؟۔

اس نے کہا کہ میں فلاں فلاں لشکر میں گیا اور اپنی بیوی کو حاملہ حالت میں چھوڑ کر گیا اور جاتے ہوئے میں نے کہا:

جو تمہارے بطن میں ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ چنانچہ جب میں سفر سے واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔

اس کے بعد میں اپنے چچا کے بیٹے کے ہمراہ قبرستان گیا تو میں نے قبرستان میں مثل چراغ روشنی دیکھی میں نے اپنے چچازاد بھائی یہ کیا ہے؟۔

اس نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن اتنا جانتے ہیں کہ یہ روشنی فلاں عورت کی قبر کے پاس سے ہر رات نکلتی ہے میں نے اپنے ساتھ کلہاڑا لیا پھر میں اس قبر کی طرف چل نکلا ۔وہاں قبر کھلی ہوئی تھی اور یہ (بیٹا) وہاں اپنی ماں کی گود میں تھا میں قریب ہوا تو نداء دینے والے نے نداء دی:

اے امانت اپنے رب کے سپرد کرنے والے اپنی امانت لے لے۔ اگر تو اس بچے کی ماں کو بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا تو تو اسے بھی اسی طرح پالیتا۔

چنانچہ میں نے اپنا بچہ لے لیا اور اس قبر کو خوبصورت انداز میں بند کر دیا۔

حضرت ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کے بارے میں عثمان بن زفر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے بھی یہ روایت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

حضرت حویرث کا مردہ سے ہمکلام ہونا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تفتیش

عن الحويرث بن الرئاب قال بينا انا بالاثاية اذ خرج علينا انسان من قبره يلتهب وجهه ورأسه نارا وهو فى جامعة من حديد

فقال: اسقني اسقني من الإدواة .

وخرج انسان فى اثره فقال لاتسق الكافر .

فادركه واخذ بطرف السلسلة فجذبه فكبه ثم جره حتى دخلا القبر جميعا .

قال: الحويرث فضربت بى الناقة لااقدر منها على شئ حتى التوت بعرق الظبية فبركت فنزلت فصليت المغرب وعشاء الاخرة ثم ركبت حتى اصبحت بالمدينة فاتيت عمر بن الخطاب رضى الله عنه واخبرته الخبر .

فقال: يا حويرث والله ماتهمك ولقد اخبرتني خبرا شديدا ثم ارسل عمر الى مشيخة من كنفي الصفراء قد ادركوا الجاهلية ثم دعا الحويرث فقال هذا قد اخبرني حديثا ولست اتهمه . حدثهم يا حويرث ماحدثتني!

فحدثتهم . فقالوا قد عرفناه يا امير المؤمنين هذا رجل من بني غفار مات في الجاهلية .

فحمد الله عمر وسر بذلك حيث اخبروه انه مات في الجاهلية وسألهم عمر عنه .

فقالوا: يا امير المؤمنين كان رجلا من رجال الجاهلية ولم يكن يرى للضيف حقا .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 56۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 114۔

۔الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (عسقلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 186۔

۔اھوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 109۔

۔اکرام الضیف (ابراہیم بن اسحاق الحربی) صفحہ نمبر 54۔

۔جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 29671۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 68۔

۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 728۔

حضرت حویرث بن رِآب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں اونٹوں کے قریب قبرستان کے پاس تھا (صرف لفظی ترجمہ کیا ہے بعض نسخوں میں الاثایۃ، بعض میں

الاثاثۃ اور بعض میں الانابۃ ہے: محمد احمد برکاتی)۔ جب ایک شخص ہم پر اپنی قبر سے ظاہر ہوا جس کا چہرہ اور سر آگ کا شعلہ بنا ہوا تھا اور وہ لوہے کے طوق میں جکڑا ہوا تھا مجھے کہنے لگا اپنے مشکیزے سے مجھے پانی پلا دو!۔

ایک شخص اس کے پیچھے نکلا اس نے کہا اس کافر کو پانی نہ پلانا۔

پھر اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کی زنجیروں کے ایک کونے سے پکڑ کر اس کو اوندھا کرتے ہوئے کھینچتے ہوئے گھسیٹنے لگا یہاں تک کہ وہ دونوں قبر میں چلے گئے۔

حضرت حویرث بن رِآب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی کو مارنا چاہا لیکن مجھے اس کو مارنے کی طاقت نہ ہوئی تو میں نے توت عرق الظبیۃ (ایک بڑا سایہ دار درخت) کے نیچے اونٹنی بٹھائی پھر میں نیچے اترا میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں پھر میں سوار ہوا اور صبح میں مدینہ منورہ پہنچ گیا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، ان کو اس بات کی خبر دی۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حویرث اللہ کی قسم میں اس بات پر کوئی الزام تراشی تو نہیں کرتا لیکن تم نے مجھے بڑی سخت خبر سنائی ہے۔

پھر آپ نے اہل صفراء کے چند بڑے بوڑھوں کو بلا بھیجا جنہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا۔ آپ نے فرمایا انہیں فرمایا کہ حویرث نے مجھے خبر دی ہے میں انہیں جھٹلاتا تو نہیں ہوں بہر حال اے حویرث انہیں وہ خبر سناؤ جو تم نے مجھے سنائی ہے!

حضرت حویرث بن رآب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں خبر دی۔ تو انہوں نے کہا کہ اے عمر فاروق ہم نے اسے پہچان لیا ہے۔ یہ شخص بنی غِفار قبیلہ سے تھا اور جاہلیت کی موت مرا تھا۔

یہ سنتے ہی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اور اس

بات پر بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا کہ ان لوگوں نے آپ کے سامنے یہ واضح کیا کہ وہ شخص زمانۂ جاہلیت میں مرا تھا۔ (یعنی مسلمان نہیں تھا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مسلمانوں سے محبت کی دلیل ہے)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے اس کے کفر کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے بتایا:

وہ کفار کے افراد میں سے ایک تھا، مہمانوں کی مہمان نوازی کا تو بالکل خیال نہیں کرتا تھا۔ (جب کہ عربوں کی مہمان نوازی زمانہ جاہلیت میں بھی ضرب المثل تھی)

مردہ کو بھگا بھگا کر عذاب

امام مکحول روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی آیا جس کے سر کے آدھے بال ایک طرف سے اور آدھی داڑھی ایک طرف سے سفید تھی اور سر کے بال اور داڑھی دوسری طرف سے سیاہ تھے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے یہ بتایا:

میں ایک رات ایک قبرستان گیا تو یہ دیکھا ایک شخص ایک دوسرے شخص کو آگ کا کوڑا ہاتھ میں لئے دوڑا رہا ہے اور جب اس کو پالیتا ہے تو اس کو کوڑا مارتا ہے اور کوڑا لگتے ہی اس شخص کا بدن سر سے قدم تک جل کر شعلہ مارنے لگتا ہے۔ میں جب اس کے قریب پہنچا تو وہ ایک دم دوڑ کر مجھ سے چمٹ گیا اور کہا: اے اللہ کے بندے! مجھے بچا۔

پھر کوڑا مارنے والے نے کہا: اے اللہ کے بندے تو اس کی فریاد رسی مت کرنا یہ بہت بڑا کافر ہے۔ اس شخص کے میرے بدن سے چمٹ جانے کا یہ اثر ہوا کہ جس طرف

سے اس کا بدن میرے بدن سے چھو گیا اس طرف کا میرا آدھا سر اور داڑھی سفید ہو گئی۔

یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا تھا۔

۔احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 109۔

۔جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 28356۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 74۔

۔کنز العمال جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 728۔

دو مشرکوں کا قبروں سے بطور تعذیب زندہ ہونا

عن سالم بن عبداللہ عن ابیه قال خرجت مرة لسفر قال ابوبکر هو ابویحیی المدنی هکذا قال کلثوم بن جوشن القشیری فمررت بقبر من قبور الجاهلیة فاذا رجل قد خرج من القبر یتأجج نارا فی عنقه سلسة من نار ومعی اداوة من ماء فلما رانی قال: یا عبداللہ اسقنی ۔

قال: فقلت عرفنی ودعانی باسمی او کلمة تقولها العرب یا عبداللہ اذ خرج علی اثره رجل من القبر

فقال: یا عبداللہ لا تسقه فانه کافر ۔

ثم اخذ السلسلة فاجتذبه وادخله القبر

قال: ثم اضافنی اللیل الی بیت عجوز الی جانب بیتها قبر

فسمعت من القبر صوتا يقول بول وما بول شن وما شن ۔

فقلت للعجوز ماهذا؟ ۔

قالت هذا كان زوجا لی كان اذا بال لم يتق البول وكنت اقول له ويحك! الجمل اذا بال تفاج فكان يأبى فهو ينادى منذ يوم مات بول وما بول قلت فما الشن ۔

قالت جاء ه رجل عطشان ۔

فقال اسقنی فقال دونك الشن فاذا ليس فيه شئی ء فخر الرجل ميتا فهو ينادى منذ يوم مات شن وما شن ۔

فلما قدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبرته فنهى ان يسافر الرجل وحده ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 33۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 95۔

۔تفسیر ثعالبی (عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 88۔

۔التمہید (ابن عبدالبر) کتاب تابع للحروف العین ترجمہ عبدالرحمٰن بن حرملہ حدیث الثانی۔

۔احوال القبور (ابن رجب حنبلی) صفحہ نمبر 109۔

۔کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 67۔

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد محترم حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سفر کے لئے نکلا، ابوبکر اور ابو یحیی مدنی نے بتایا کہ ایسے ہی کلثوم بن جوشن قشیری نے بیان کیا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں دور جاہلیت کی قبروں میں سے ایک قبر کے پاس سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی قبر سے نکلا اس کی گردن میں آگ کی زنجیر ڈالی ہوئی تھی میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا:

اے عبداللہ مجھے پانی پلا دو میں نے دل میں کہا کہ نامعلوم اس نے مجھے پہچان لیا اور مجھے میرا نام لے کر پکارا تھا یا عربوں کی عام عادت کے مطابق کہا تھا (جس کا نام معلوم نہ ہوتا اسے عبداللہ کہہ دیتے) اس کے پیچھے ایک اور شخص نکلا:

اس نے کہا اے عبداللہ اسے پانی نہ پلانا کیوں کہ یہ کافر ہے۔

پھر اس نے اسے زنجیروں سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا قبر میں لے گیا۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا:

پھر مجھے رات پڑ گئی وہاں قریب ہی ایک بڑھیا کا گھر تھا وہاں ایک طرف قبر تھی اس قبر سے میں نے آواز سنی:

بول وما بول شن وما شن ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہ کیا ہے؟۔

اس عورت نے بتایا کہ یہ میرا خاوند تھا وہ جب بھی پیشاب ۔کرتا تھا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ میں اسے کہتی کہ تجھ پر افسوس کہ جب اونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا ہے (ٹانگیں پھیلا دیتا ہے) اس نے میرے سمجھانے کا بھی کوئی اثر نہ لیا۔ اس کے بعد جب سے وہ مرا ہے تب سے ہر رات یہی الفاظ سنائی دیتے ہیں:

پیشاب، پیشاب کیا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

کہ) میں نے کہا کہ شن سے کیا مراد ہے؟۔ اس عورت نے بتایا کہ ایک شخص پیاسا آیا تھا اس نے کہا کہ مجھے پانی پلا دو تو اس نے (مذاقاً) کہا کہ چھوٹی، پرانی مشک میں سے لے لو۔ اس مشک میں کچھ بھی نہیں تھا۔ تو وہ آدمی (پیاس کی شدت سے) وہیں گرا اور گر کر مر گیا۔ پھر جب سے یہ مرا ہے اس دن سے وہ یہی پکارتا:

شن وما شن ۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے کسی بھی شخص کو تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قبرستان میں مردوں سے کلام کرنا

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا:

ہم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہر کے قبرستان میں گئے تو آپ نے کہا:

السلام علیکم یا اھل القبور ورحمة اللّٰہ

کیا تم ہم کو اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تم کو اپنی خبریں سنا دیں؟۔

روایت کرنے والوں نے کہا۔ ہم نے ایک قبر کے اندر سے آواز سنی:

وعلیکم السلام ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ

یا امیر المؤمنین آپ ہمیں بتایئے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟۔

تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں نئی شادیاں کر چکی ہیں، تمہارے مال بٹ چکے ہیں اور اولاد یتیموں کے زمرہ میں شامل ہے وہ گھر جو تم نے پختہ بنائے تھے اب ان میں

تمہارے دشمن رہتے ہیں۔

اب تم اپنا حال سناؤ:

تو ایک قبر سے آواز آئی:

ہمارے کفن پھٹ چکے ہیں، ہمارے بال بکھر چکے ہیں، ہماری کھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور ہماری آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں۔ اور ہمارے نتھنوں کا پیپ بن چکا ہے۔ ہم نے جیسا کیا تھا ویسا ہی پایا اور جو چھوڑ کر آئے تھے اس میں نقصان اٹھایا۔ اور اعمال کے بدلے رہن ہے۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 27 صفحہ نمبر 395۔

۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 4 صفحہ 162۔

۔تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 110۔

۔تاریخ نیشاپوری (احمد بن محمد نیشاپوری) کماذکر السیوطی فی الخصائص۔

۔الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 234۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 87۔

۔حجۃ اللہ علی العلمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 650۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 125۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبرستان میں مردوں سے کلام کرنا

مولائے کائنات سرتاج روحانیاں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں بقیع میں احباب کی زیارت کے لئے گیا۔ میں نے ایک ایک کو سلام کیا اور وہاں یہ شعر پڑھتے ہوئے لوٹا:

مَالِیْ مَرَرْتُ عَلَی الْقُبُوْرِ مُسَلِّمًا قَبْرَ الْحَبِیْبِ فَلَمْ یَرُدَّ جَوَابِیْ

کیا وجہ ہے کہ میں قبروں پر سلام کرتا ہوا گذرا اور دوست کی قبر پر سلام کیا تو جواب نہیں ملا

یاقبر ما لك لاتجیب منادیا اَمَلَلْتَ بَعْدِیْ صُحْبَةَ الْاَحْبَابِ

اے قبر تجھے کیا ہوا؟ پکارنے والے کو جواب نہیں دیتی کیا تو میرے بعد احباب کی صحبت سے اکتا گئی

مجھے اسی وقت بلند آواز سے جواب دیا گیا

قَالَ الْحَبِیْبُ وَکَیْفَ لِیْ بِجَوَابِکُمْ وَاَنَا رَهِیْنُ جَنَادِلٍ وَتُرَابِ

حبیب نے کہا کہ میں کس طرح جواب دوں کہ میں تو مٹی اور پتھروں کے اندر محصور ہوں

اَکَلَ التُّرَابُ مَحَاسِنِیْ فَنَسِیْتُکُمْ وَحَجَبْتُ عَنْ اَهْلِیْ وَعَنْ اَتْرَابِیْ

مٹی میرے حسن کو کھا گئی تو میں تمہیں بھول گیا اور اپنے احباب واقرباء سے روپوش ہو گیا

فَعَلَیْکُمْ مِنِّیْ السَّلَامُ تَقَطَّعَتْ مِنِّیْ وَمِنْکُمْ خُلَّةُ الْاَحْبَابِ

تم پر میری طرف سے سلامتی ہو مجھ سے اور تم لوگوں سے دوستوں کی ہمنشینی ختم ہو گئی

۔العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 200۔

۔بستان الواعظین (ابن جوزی) صفحہ نمبر 187۔

۔الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 533۔

۔دیوان علی ابن ابی طالب صفحہ نمبر 31۔

۔سلاح الیقظان لطرد الشیطن (عبدالعزیز السلمان) صفحہ نمبر 157۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر کلام کرنا

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ان کی تدفین کے بعد ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرشتوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دیئے گئے جوابات سننے لگے۔

جوابات کے بعد فرشتوں نے انہیں کہا کہ سو جاؤ۔

تو آپ نے کہا کہ میں کیسے سو جاؤں جب کہ تم اس طرح میرے پاس درشت انداز میں آئے ہو۔ حالانکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور میں تو گواہی دیتا رہا ہوں کہ تم اور دوسرے فرشتے مومن کے پاس قبر میں حسین صورت میں آتے ہو۔

تو انہوں نے فوراً حسین صورت اختیار کر لی۔

تب حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن خطاب اب تو سو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ کیوں کہ تم اپنی زندگی میں بھی مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے رہے اور اپنے وصال کے بعد بھی مسلمانوں کو فائدہ پہنچا رہے ہو۔

۔نزہۃ المجالس (عبدالرحمٰن صفوری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 301۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا مردے سے کلام کرنا

حضرت سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ جس دن عبدالرحمٰن ابن ملجم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے آیا تو آنجناب ایک گاؤں سے گذر کر پانی کے کنارے آئے اور ایک قبرستان کی طرف منہ کر کے جو وہاں سے قریب ہی تھا، ایک مردے کے نام آواز دی:

اے فلاں ابن فلاں!

قبر سے آواز آئی لبیک یا علی۔

آپ نے پوچھا گھاٹ پایاب کہاں ہے؟۔ اس مردے نے کہا جہاں آپ کھڑے ہیں۔ آپ قدم رکھ کر پار ہو گئے۔

عبدالرحمٰن ابن ملجم کہنے لگا کہ آپ کو مردے کا نام معلوم ہے اور یہ نہیں معلوم کہ گھاٹ پایاب کہاں ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جانتا تو تھا لیکن اس واسطے پوچھا تھا کہ نفس بے باک نہ ہو جائے اور شوخ نہ ہو جائے۔

۔اسرار الاولیاء (ملفوظات گنج شکر) صفحہ نمبر 18۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بعد از شہادت کلام

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے روایت کیا منہال بن عمرو نے کہا کہ میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لے جاتے ہوئے دیکھا۔ سر کے سامنے ایک شخص ''سورۃ الکھف'' کی تلاوت کر رہا ہے جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ
وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا "

تو اللہ تعالیٰ نے سر کو قوت گویائی عطا فرمائی، وہ بزبان فصیح بولا:

اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابَ الْکَھْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ ۔

ترجمہ:۔ اصحاب کھف کے واقعہ سے زیادہ تعجب خیز میری شہادت اور مجھے نیزے پر اٹھایا جانا ہے۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 60 صفحہ نمبر 370۔
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 216۔
۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 88۔
۔فیض القدیر (مناوی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 265۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 76۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 308۔

حضرت ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ کا گفتگو کرنا

ابونعیم روایت کرتے ہیں: حضرت ربیع بن حراش نے بیان کیا:

ہم چار بھائی تھے ہمارا ایک بھائی ہم سے زیادہ نمازی تھا وہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی روزے رکھا کرتا تھا، وہ فوت ہو گیا ہم اس کی چار پائی کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور کفن خریدنے کو ایک آدمی بھیجا ہوا تھا اچانک انہوں نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور کہا:

السلام علیکم۔

لوگوں نے حیرت سے کہا وعلیک السلام۔اے بھائی موت کے بعد بھی زندگی؟۔

انہوں نے کہا: ہاں۔میں تم سے جدا ہو کر اپنے رب سے واصل ہو چکا ہوں اور میں نے اپنے رب کو غضبناک نہیں پایا بلکہ اس نے مسرت وخوشبو کی باد نسیم اور ریشمی پوشاکوں سے میرا استقبال کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے منتظر ہیں اس لئے میرے متعلق جلدی کرو دیر نہ کرو۔اس گفتگو کے بعد آپ دوبارہ بے حس ہو گئے جیسے تھالی میں پھینکا ہوا کنکر ہوتا ہے۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 520۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 408۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 9۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 454۔

۔مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 162۔(کتاب الزھد باب۔یحیٰ بن جعدۃ)

۔الطبقات الکبریٰ (محمد بن سعد) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 150

۔احیاء العلوم (غزالی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 152۔

۔الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 227۔

۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر) ترجمہ خالد بن زید الجہنی۔

۔قوت القلوب (ابوطالب مکی) شرح مقامات الیقین باب وصف الراجین۔

۔فوائد ابی یعلی الخلیلی روایت نمبر 20۔

۔الاسماء المبہمہ فی الانباء المحکمۃ (خطیب بغدادی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 19۔

۔المجالسہ وجواہر العلم (احمد دینوری) صفحہ نمبر 140۔

۔الجرح والتعدیل (رازی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 456۔

۔الروض الانف (سہیلی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 435۔

۔صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 36۔

۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 361۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 60۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ربیع بن حراش کے واقعہ کی تصدیق

علی بن عبید اللہ الغطفانی و حفص بن یزید قالا بلغنا ان ابن حراش کان حلف ان لا یضحک ابدا حتی یعلم أهو فی الجنة او فی النار فمکث کذلك لا یراه احد یضحك حتی مات فذکر نحو حدیث عبدالملك بن عمیر غیر انه قال فبلغ ذلك عائشة رضی اللہ عنها فقالت:

صدق اخو بنی عبس رحمه اللہ سمعت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم یقول:

یتکلم رجل من امتی بعد الموت من خیار التابعین ۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 455۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 520۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 408۔

۔الجرح والتعدیل (رازی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 456۔

علی بن عبید اللہ غطفانی اور حفص بن یزید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے:

ابن حراش نے اس بات کی قسم اٹھائی تھی کہ وہ تب تک نہیں ہنسے گا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

اس کے بعد ان کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا پھر انہوں نے عبدالملک بن عمیر والی حدیث بیان کی کہ جب مذکورہ واقعہ کی خبر (حضرت ربیع بن حراش کا مسکرانا بعد از وصال کی خبر) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

بنی عبس کے بھائی نے سچ بیان کیا ہے۔ کیوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا تھا۔ آپ ارشاد فرمایا تھا:

میرا ایک امتی اپنے وصال کے بعد کلام کرے گا اور وہ بہترین تابعین ہوگا۔

عن ربعی بن حراش قال مات اخ لی کان اصومنا فی الیوم الحار واقومنا فی لیلۃ الباردۃ فذکر القصۃ وزاد فیھا قال فبلغ ذلک عائشۃ رضی اللہ عنہا فصدقتہ وقالت:

قد كنا نسمع ان رجلا من هذه الامة سيتكلم بعد موته .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 10۔

ربعی بن حراش سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی تھا جو کہ سخت گرمیوں میں روزے رکھتا تھا اور ٹھنڈی راتوں میں قیام کیا کرتا تھا۔

انہوں آگے مکمل واقعہ بیان کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ مزید بیان کئے ہیں کہ جب یہ خبر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا:

ہم سنا کرتے تھے کہ اس امت میں عنقریب سے ایک آدمی ایسا ضرور ہوگا جو مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔

ربیع بن حراش کا بعد از وصال غسل دیئے جاتے ہوئے مسکرانا

عن الحارث الغنوى قال: آلى ربيع بن حراش ان لاتفتر اسنانه ضاحكا حتى يعلم اين مصيره قال فما ضحك الا بعد موته قال والى اخوه ربعي بعده ان لايضحك حتى يعلم ا في الجنة هو ام في النار قال الحارث الغنوى فلقد اخبرني غاسله انه لم يزل متبسما على سريره ونحن نغسله حتى فرغنا منه .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 12۔

۔شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 520۔

۔الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 226۔

۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 56۔

۔تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 45۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 45۔

۔صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 36۔

حضرت سیدنا حارث بن غنویٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

ربیع بن حراش نے وعدہ کیا کہ وہ جب تک جنت یا دوزخ میں اپنا ٹھکانہ نہ جان لے تب تک نہیں ہنسے گا۔

حضرت حارث بن غنویٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں وصال کے بعد غسل دینے والے نے مجھے بتایا:

ان کو تخت پر منتقل کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ مسلسل مسکراتے رہے اس حال میں کہ ہم انہیں غسل دیتے رہے اور وہ مسکراتے رہے یہاں تک کہ ہم ان کے غسل سے فارغ ہو گئے۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے فوت شدہ کا کلام

اسد بن زید قال: كنا مع عمر بن عبدالعزيز فى جنازة فلما ان دفن الميت ركب بغلة له صغيرة ثم جاء الى قبر فركز عليه المقرعة فقال:

السلام عليك يا صاحب القبر .قال:

فنادانى من خلفى:

عليك السلام يا عمر بن عبدالعزيز . عم تسأل؟ .

فقلت عن ساكنك وجارك .

قال: اما البدن فعندى واما الروح فعرج بى الى الله عز وجل وما ادرى اى شئ حاله .

قلت اسألك عن ساكنك وجارك ؟ .

قال: أسلت المقلتين على الخدين ومزقت الاكفان، واكلت الابدان .

ثم ذكر نحوه وزاد فلما ذهبت أقفى ناداني ياعمر عليك بكفن لايبلى .قلت وماكفن لا يبلى قال:

اتقاء الله والعمل الصالح .

۔العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 143۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 263۔

اسد بن زید نے بیان کیا:

ہم ایک جنازہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جب میت کو دفن کر دیا گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک چھوٹے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک قبر پر آ کر ایک لکڑی گاڑ دی اور کہا اے قبر والے السلام علیک ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میری پچھلی سمت سے ایک قبر سے آواز آئی اے عمر بن عبدالعزیز تم پر بھی سلامتی ہو۔ اے عمر بن عبدالعزیز تم کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟۔

آپ نے کہا: اپنی رہائش اور ہمسایوں کے بارے میں بتاؤ!۔

اس نے کہا: بدن ہمارے پاس ہیں اور روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس حال میں ہے۔ میں نے کہا کہ:

میں تم سے تمہاری رہائش اور تمہارے پڑوس کے بارے میں پوچھتا ہوں۔

اس نے کہا:

آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں، کفن پھٹ گئے، اور جسم کھا لئے گئے۔

پھر آپ نے اسی طرح مزید بیان کیا کہ جب میں وہاں سے گیا تو مجھے پیچھے سے کسی نے آواز دی اے عمر تم پر لازم ہے کہ ایسا کفن لو جو کبھی بھی آلودہ نہ ہو۔

میں نے کہا: آلودہ نہ ہونے والے کفن سے کیا مراد ہے؟۔

اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور نیک عمل کرنا۔

مقروض پر قرض کا وبال اور ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کا فضل

شیبان بن حسن قال خرج ابی وعبدالواحد بن زید یریدان الغزو فهجموا علی رکیة واسعة عمیقة فادلوا حبالهم بقدر فاذا القدر قد وقعت فی الرکیة قال:

فقرنوا حبالهم وحبال الزفقة بعضها الی بعض ثم دخل احدهما الی الرکیة فلما صار فی بعضه اذا هو بهمهمة فی الرکیی فرجع فصمد فقال:

أ تسمع ما اسمع قال نعم فناولني العمود قال فاخذ العمود
ثم دخل الركية فاذا هو بالهمهمة والكلام يقرب منه فاذا هو
برجل على الواح جالس وتحته الماء فقال:
اَجِنيّ ام اِنسيّ .
قال: بل انسي .
قال: ما انت؟ .
فقال: انا رجل من اهل اَنطاكية واني مت فحبسني ربي
هاهنا بِدَين علي . وان ولدي بانطاكية ما يذكروني ولا يقضون
عني فخرج الذي كان في الركية فقال لاصحابه: غزوة بعد
غزوة، فدع اصحابنا يذهبون، فتكاروا الى انطاكية .
فسألوا عن الرجل وعن بنيه .
فقالوا: نعم والله انه لابونا وقد بعنا ضعية لنا فامشوا معنا
حتى نقضي عنه دينه .
قال: فذهبوا معهم حتى قضوا ذلك الدين .
قال: ثم رجعنا من انطاكية حتى اتوا موضع الركية
ولايشكون انها ثم ، فلم تكن ركية ولا شئ . فامسوا فباتوا هناك
فاذا الرجل قد اتاهم في منامهم .فقال لهم :
جزاكم الله خيرا فان ربي قد حولني الى موضع كذا وكذا من

الجنة حيث قضى عني ديني .

۔من عاش بعدالموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 50۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 111۔

حضرت شیبان بن حسن نے بیان فرمایا کہ میرے والد محترم اور حضرت عبدالواحد بن زید جہاد کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک کھلے اور وسیع کنویں پر اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے اپنی ڈولوں والی رسیاں لٹکائیں پس وہ ڈول کنویں میں چلے گئے۔

راوی نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے اپنی رسیاں ایک دوسرے سے باندھیں پھر ان میں سے ایک آدمی کنویں میں داخل ہو گیا۔ جب وہ کنویں کے کچھ اندر گیا تو کنویں سے مکھی کے بھنبھنانے جیسی آوازیں آنے لگیں تو وہ پلٹا اور واپس لوٹ آیا۔ باہر آ کر اس نے کہا جو میں سنتا ہوں کیا تم بھی وہ سنتے ہوں؟۔

اس نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے مجھے ایک لمبا ڈنڈا دیا تو میں نے وہ ڈنڈا لیا اور پھر کنویں میں داخل ہو گیا۔ تو وہ بھنبھنانے جیسی آواز سنائی دی اور اس کا کلام قریب ہونے لگا تو وہ ایک آدمی تھا جو کہ تختوں پر بیٹھا ہوا تھا اور پانی اس کے نیچے تھا۔

اس نے وہاں جا کر کہا: کیا تم جن ہو یا انسان ہو؟۔

کنویں والے نے کہا کہ میں انسان ہوں۔

اس نے کہا: تم کون ہو؟۔

کنویں والے نے کہا کہ میں اھل انطا کیہ میں سے ہوں۔ میں مر گیا تو مجھے میرے رب نے یہاں روک لیا اس قرض کے بدلے میں جو میرے ذمہ تھا۔ اور میرے بیٹے ہیں وہ نہ تو مجھے یاد کرتے ہیں اور نہ ہی میرا قرض ادا کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ آدمی اس کنویں میں سے نکلا اور اپنے ساتھیوں سے کہا:

جنگیں تو ہوتی ہی رہیں گی لیکن پہلے ہمیں یہ معاملہ حل کرنا چاہیے۔ لہذا ان سب نے جنگ چھوڑ دی اور انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے اس کے بیٹوں کے بارے میں معلومات لیں تو ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا:

جی ہاں۔ اللہ کی قسم وہ ہمارا باپ تھا۔ اور ہم نے اپنی جائیداد بیچ دی ہے۔ ہمارے ساتھ چلو یہاں تک کہ ہم ان کا قرض ادا کر دیں۔

راوی نے بتایا کہ پھر ہم انطاکیہ سے واپس لوٹے یہاں تک کہ ہم اسی کنویں والی جگہ پر پہنچ گئے تو وہاں پر انہیں کسی قسم کی کوئی آواز سنائی نہ دی نہ ہی وہاں پر کوئی کنواں تھا اور نہ ہی وہاں پر کوئی چیز تھی۔ انہوں وہاں پر شب بسری کی۔ تو وہ آدمی ان کی نیند (خواب) میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا:

اللہ تعالیٰ تم سب کو بہتر جزاء خیر دے۔ جب سے میرا قرض ادا ہوا ہے تب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت کی فلاں فلاں جگہ پر منتقل فرما دیا ہے۔

میت کا قبر سے باہر نکل کر موت کی تلخی بیان کرنا

عن جابر بن عبدالله قال:

قال النبي صلى الله عليه وسلم حدثوا عن بني اسرائيل فانه كانت فيهم الاعاجيب ثم انشأ يحدث قال:

خرجت رفقة مرة يسيرون في الارض فمروا بمقبرة فقال بعضهم لبعض لو صلينا ركعتين ثم دعونا الله لعله يخرج لنا بعض اهل هذه المقبرة فيخبرنا عن الموت۔

قال: فصلوا ركعتين ثم دعوا فاذا هم برجل خلاسی قد خرج من قبر ينفض رأسه بين عينيه اثر السجود .

فقال: ياهؤلاء ماار دتم الى هذا لقد مت منذ مائة سنة فما سكنت عني حرارة الموت الى الساعة فادعوا الله ان يعيدني كما كنت .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 58۔

۔مسند عبد بن حمید حدیث نمبر 1156۔

۔جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 11896۔

۔المسند الجامع (ابوالمعاطی النوری) حدیث نمبر 2379۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بنی اسرائیل سے بڑی تعجب خیز روایات بیان کی جاتی ہیں پھر آپ نے بیان کرنا شروع کیا کہ ایک مرتبہ لوگوں کا ایک گروہ زمین میں سفر کر رہا تھا۔اور ایک قبرستان کے پاس سے گذرا۔ان میں سے کسی نے کہا:

کیوں نا ہم دو رکعتیں پڑھیں پھر ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے لئے قبرستان میں سے کسی کو باہر نکال دے اور وہ ہمیں اپنی موت کے بارے میں بتائے۔

چنانچہ انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایک آدمی جس کے سر کے بال کچھ سفید تھے اپنی قبر سے سر جھاڑتا ہوا نکلا اس کی آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشانات تھے۔

اس نے کہا کہ تم مجھے زندہ کر کے کیا چاہتے ہو؟۔ تو سن لو کہ مجھے مرے ہوئے ایک سوسال ہو گیا ہے لیکن میرے مرنے سے لے کر اب تک موت کی حرارت سے مجھے آرام نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ جیسا میں پہلے تھا وہ مجھے ویسا ہی پھر کر دے۔

مرنے کے بعد جہاد کی آرزو پوری

ابو عاصم قال اخبرني ابي قال اغمي علي خالي فسجيناه بثوب وقمنا نغلسه فكشف الثوب عن وجهه وقال:

اللّٰهم لا تمتني حتى ترزقني غزوا في سبيلك .

قال فعاش بعد ذلك حتى قتل مع البطال .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 13۔

حضرت ابو عاصم کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد محترم نے خبر دی کہ میرے خالو پر موت آ گئی ہم نے ان پر کپڑا ڈال دیا اور ہم ان کی تجہیز و تکفین کے لئے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا:

یا اللہ مجھے موت نہ دینا یہاں تک کہ مجھے کفار سے اپنے راستے میں جہاد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ایک عرصہ تک زندہ رہے۔ یہاں تک اہل باطل سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

میت کا زندوں کو نصیحتیں کرنا

عن رؤبة ابنة بيجان انها مرضت مرضا شديدا حتى ماتت

في انفسهم فغسلوها وكفنوها ثم انها تحركت فنظرت اليهم .

فقالت ابشرو فاني وجدت الامر ايسر مما كنتم تخوفوني ووجدت لا يدخل الجنة قاطع رحم ولا مدمن خمر ولا مشرك.

۔من عاش بعد الموت (امام ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 14۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 30۔

حضرت روبہ بنت ہیجان سے روایت ہے کہ بے شک وہ شدید بیمار ہو گئیں یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔

لوگوں نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنا دیا پھر انہوں حرکت کی اور لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا تمہیں بشارت ہو کہ جتنا تم مجھے ڈراتے تھے میں نے معاملہ اس سے بھی آسان پایا ہے۔ میں نے یہ بھی پایا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا، شراب تیار کرنے والا اور مشرک جنت میں نہیں جائیں گے۔

نیکیوں کی حقیقت سے آگاہی کے بعد واپسی

صالح بن حي يقول اخبرني جار لي:

ان رجلٍ عرج بروحه فعرض عليه عمله .

قال: ارني استغفرت من ذنب الا غفرلي ولم ار ذنبا لم استغفر منه الا وجدته كما هو .

قال حتى حبة رمان كنت التقطتها يوما فكتبت لي بها حسنة وقمت ليلة اصلي فرفعت صوتي فسمع جار لي فقام فهصلي

فکتبت لی بھا حسنة واعطیت یوما مسکینا درھما عند قوم لم اعطه الا من اجلھم فوجدته لا لی ولا علیّ ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 15۔

۔المنامات (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 52۔

حضرت صالح بن حی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے ہمسائے نے بتایا:

ایک شخص کی روح پرواز کرگئی تو اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے تو اس نے کہا: میں نے جس گناہ سے بھی توبہ کی تو اس سے مغفرت پائی اور جس گناہ سے میں نے مغفرت نہیں مانگی اس کو میں نے ویسا ہی پایا۔

اس نے مزید بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے زمین سے انار کا ایک دانہ اٹھایا اس کی بھی ایک نیکی لکھی ہوئی تھی، اور یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں نے رات کو تہجد کی نماز کے لئے قیام کیا اور اس دوران میری آواز بلند ہوگئی جسے سن کر میرا ہمسایہ اٹھ کھڑا ہوا اس نے بھی رات عبادت شروع کی اور نمازِ تہجد میں مصروف ہوگیا اس کی بھی مجھے نیکی دی گئی۔

ایک مرتبہ میں نے ایک مسکین کو صرف اپنی قوم کی نیک نامی کی وجہ سے ایک درہم دیا تو میں نے اسے پایا کہ نہ اس میں میرے لئے اجر تھا اور نہ ہی وہ میرے لئے گناہ تھا (یعنی وہ درہم ضائع ہوگیا)۔

فرشتوں کی دعا میت کی اطلاع

شیخ من العم یقال له معمر العمی قال انا لعند مریض لنا وھذا سنة ست وستین یقال له عباد نری انه قد مات فبعضنا یقول مات وبعضنا یقول عرج بروحه ۔

اذ قال بيده هكذا امامه وفرج بيده فأين ابى فقدتكما جمعيا ثم فتح عينيه قال:

كنا نرى انك قد مت قال فانى رأيت الملائكة تطوف من فوق رؤوس الناس بالبيت فقال ملك منهم:

اللّٰهم اغفر لعبادك الشعث الغبر الذين جاء وا من كل فج عميق .

قال فاجابه ملك اخر: بان قد غفرلهم .

فقال: ملك من الملائكة يا اهل مكة لو لا مايأتيكم من الناس لأضرمت مابين الجبلين نارا ثم قال:

اجلسونى فاجلسوه فقال:

ياغلام اذهب فجئهم بفاكهة .

فقلنا: لاحاجة لنا بالفاكهة .

قال: و قال بعضنا لبعض لئن كان رأى الملائكة كما يقول لايعيش قال:

فاحضرت اظافيره مكانه قال ثم اضجعناه فمات .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 36۔

معمر عمی نے بیان کیا کہ کہ یہ سن چھیا سٹھ ہجری کی بات ہے کہ ایک شخص جس کو عباد کہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ وہ مر گیا ہے۔ ہم میں سے کسی نے کہا کہ وہ مر گیا ہے اور کسی نے

کہا کہ اس کی روح پرواز کر گئی ہے۔ اچانک اس نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اور اپنا ہاتھ کھولتے ہوئے کہا:

میرے والدین کہاں ہیں؟۔ میں نے تم دونوں کو گم کر دیا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

راوی نے بیان کیا کہ ہم نے کہا کہ ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تو مر گیا ہے۔

اس نے کہا: میں نے یہ دیکھا ہے کہ فرشتے بیت اللہ شریف میں لوگوں کے سروں کے اوپر چکر لگا رہے ہیں۔ اور ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا کہ اے اللہ اپنے وہ بندے جن کے سفر کی وجہ سے سر غبار آلودہ ہیں اور تیرے پاس ہر بلندی و پستی سے آئے ہیں ان کی مغفرت فرمادے۔

دوسرے فرشتہ نے اسے جواب دیا کہ: ان سب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا: اے اھل مکہ اگر تمہارے پاس لوگ (زائرین) نہ آئیں تو میں یقیناً دونوں پہاڑوں کے درمیان آگ لگا دوں۔

پھر اس نے کہا کہ مجھے بٹھا دو!۔

چنانچہ انہوں نے اسے بٹھا دیا۔ تو اس نے کہا: اے بچے جا اور ان کے لئے پھل لے کر آ۔

ہم نے کہا کہ ہمیں پھل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

معمر العمی نے کہا کہ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر اس نے فرشتے دیکھے ہیں جیسا کہ اس نے کہا ہے تو یہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہے گا۔

معمر العمی نے کہا کہ اس کے ناخن اپنی جگہ سے سبز ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ ہم نے اسے لٹا دیا تو وہ فوت ہو گیا۔

کوفہ میں گستاخِ صحابہ کلمہ سے بھی محروم

عن عبد الملك بن عمير قال:

كان بالكوفة رجل يعطى الاكفان فمات رجل فقيل له فاخذه كفنا وانطلق حتى دخل على الميت وهو مسجى فتنفس والقى الثوب عن وجهه ۔

وقال: غرونى،اهلكونى النار اهلكونى النار ۔

فقلنا له:قل لا اله الا الله ۔

قال:لا استطيع ان اقولها وقيل لم ۔

قال:بشتمى ابابكر و عمر ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 16۔

عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ وہ کوفہ میں تھے ایک شخص جو کہ مرے ہوئے لوگوں کو اپنی طرف سے کفن دیتا تھا۔

چنانچہ ایک آدمی مر گیا اسے بتایا گیا تو اس نے کفن لیا اور اس شخص کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ وہ اس میت کے پاس داخل ہو گیا اس حال میں کہ اس میت کو کپڑے میں لپیٹا گیا اور اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا گیا۔

یکایک اس میت نے کہنا شروع کر دیا کہ انہوں نے مجھے دھوکہ دیا آگ نے مجھے ہلاک کر دیا آگ نے مجھے ہلاک کر دیا۔

ہم نے اس میت سے کہا لا الہ الا اللہ پڑھو۔

اس نے کہا: میں یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہم نے کہا: کیوں؟۔

اس نے کہا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کی وجہ سے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

مدائن میں گستاخِ صحابہ کلمہ سے بھی محروم

خلف بن حوشب يقول مات رجل بالمدائن فلما غطوا عليه ثوبه قام بعض القوم وبقي بعضهم فحرك الثوب اوفتحرك الثوب فقال به فكشفه عنه ۔

فقال قوم مخضبة لحاهم في هذا المسجد يعني مسجد المدائن يلعنون ابا بكر و عمر رضي الله عنهما ويتبرء ون منهما الذين جاء وني يقبضون روحي يلعنونهم وتتبر ؤ ون منهم ۔

فقلنا: يا فلان لعلك بليت من ذلك بشئ ۔

فقال: استغفر الله استغفر الله ثم كان كأنما كانت حصاة فرمي بها ۔

۔من عاش بعد الموت حدیث نمبر 17۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 30۔

حضرت خلف بن حوشب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدائن شہر میں ایک آدمی مر گیا لوگوں نے اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا۔

کچھ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے کچھ لوگ وہیں پر رہ گئے یہاں تک

کہ کپڑے نے حرکت کی یا اس میت نے کپڑے کو حرکت دی اس نے کچھ کہا تو اس سے کپڑا ہٹایا گیا اس میت نے کہا:

اس مسجد میں یعنی مسجد مدائن میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہ غا بلا آواز ں کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں بک رہے ہیں جب کہ وہ فرشتے جو میرے پاس روح قبض کرنے آئے ہوئے ہیں وہ گالیاں بکنے والے لوگوں پر لعنت کر رہے ہیں اور ان سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔

جو لوگ اس میت کے پاس بیٹھے تھے وہ میت سے کہنے لگے:

اے فلاں ہو سکتا ہے کہ تم نے بھی کبھی ایسی برائی کی؟۔

میت کہنے لگی کہ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ پھر وہ ایسے گر گیا جیسے پھینکی جانے والی کنکری گرتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے منکرین کی عبرتناک موت اور زندگی

بشير ابو الخصيب قال:

كنت رجلا موسرا تاجرا و كنت اسكن مدائن كسرى وذلك في زمان طاعون ابن هبيرة فاتاني اجير لي يدعى اشرف .

فقال: ان هاهنا في بعض خانات المدائن ميتا ليس يوجد له كفن .

قال: فمضيت على دابتي حتى دخلت ذلك الخان فدفعت الى رجل ميت على بطنه لبنة وحوله نفر من اصحابه فذكروا من

عبادته وفضله .

قال: فبعث الى كفن يشترى له وبعثت الى حافر يحفر قبرا .

قال: هيأنا له لبنا و جلسنا نسخن الماء لنغسله فبينا نحن كذلك اذ وثب الميت وثبة ندرت اللبنة عن بطنه وهو ينادى: بالويل والثبور .فلما رأى ذلك اصحابه تصدع عنه بعضهم

قال: فدنوت منه فاخذتُ بعضده فهززته فقلت مارأيت وما حالك .

فقال: صحبت مشيخة من اهل الكوفة فادخلونى فى دينهم او قال فى رأيهم او اهوائهم على سبّ ابى بكر و عمر رضى اللّٰه عنهما والبراء ة منهما .

قال قلت: فاستغفر اللّٰه ولا تعد

فقال: وما ينفعنى وقد انطلق بى الى مدخلى من النار فأريته ثم قيل لى اِنك سترجع الى اصحابك فتحدثهم بما رأيت ثم تعود الى حالتك الاولىٰ فما ادرى انقضت كلمة او عاد ميتا على حاله الاولىٰ .

فانتظرت حتى اوتيت بالكفن فاخذته ثم قلت: لا كفنته ولا غسلته ولا صليت عليه ثم انصرفت فاخبرت ان النفر الذين كانوا معه هم الذين ولّوا غسله ودفنه والصلوٰة عليه وقالوا لقوم سمعوا

مثل الذی سمعت وتجنبوا مثل تجنبت .

قال خلف قلت: یا ابا الخصیب هذا الحدیث الذی حدثتنی بمشهد منك .

قال: نعم بصر عینی وسمع اذنی .

قال: خلف فسألت عنه فذکروا عنه خیرا .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 19۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 44 صفحہ نمبر 389۔

۔النھی عن سب الاصحاب (مقدسی) صفحہ نمبر 23۔

بشیر ابوالخصیب نے بیان کیا کہ میں ایک خوشحال تاجر تھا اور میں کسریٰ کے شہر مدائن میں رہتا تھا اور اس وقت (یزید) ابن ھبیرہ کے دور میں طاعون پھیل گیا تو میرے پاس ایک مزدور آیا جسے ''اشرف'' کہا جاتا تھا، اس نے مجھے بتایا:

بے شک وہاں پر مدائن کا ایک خان مرا پڑا ہے اور اس کے لئے کفن بھی نہیں ہے۔

اس کی بات سن کر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور چل پڑا یہاں تک کہ میں اس خان تک پہنچ گیا۔ میں نے ایک ایسا مردہ آدمی دیکھا جس کے پیٹ پر اینٹ رکھی تھی۔

لوگ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور اس کی عبادت اور اس کے فضائل کے بارے میں بتا رہے تھے۔ میں نے کفن خریدنے کے لئے ایک شخص بھیجا اور ایک کو گورکن کی طرف بھیجا تاکہ اس کی قبر کھودی جا سکے۔

بشیر ابوالخصیب نے بتایا کہ اس کے لئے اینٹیں تیار ہو رہی تھیں اور ہم بیٹھے ہوئے پانی گرم کر رہے تھے تاکہ ہم اسے غسل دے سکیں۔ ہم ابھی اسی حالت میں ہی تھے کہ یکا یک مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا، اس کے پیٹ سے اینٹ بھی گر گئی اور وہ پکار رہا تھا: ہائے ویل ہائے

ثبور (جہنم کی وادیوں کے نام) جب اس کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو ان میں سے بعض نے اس سے منہ پھیر لیا۔

بشیر ابوالخصیب نے کہا کہ میں اس کے قریب ہوا میں نے اس کے کندھے سے پکڑا اور اسے جھنجھوڑا اور اس سے پوچھا تو نے کیا دیکھا؟ اور تیرا حال کیا ہوا؟۔

اس نے کہا کہ میں کوفہ کے بعض بوڑھوں کی صحبت میں رہا۔ انہوں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے اور ان پر تبرا کرنے میں مجھے اپنے دین میں داخل کر لیا یا کہا کہ انہوں مجھے اپنا ہم نوا بنا لیا یا کہا کہ انہوں نے مجھے اپنا ہم خیال بنا لیا۔

بشیر ابوالخصیب نے کہا میں نے کہا استغفر اللہ میں اس کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ بھی نہ دوں گا۔

اس مردے نے کہا اس برائی نے مجھے کوئی فائدہ نہیں دیا اور مجھے اس کی پاداش میں جہنم کی طرف چلایا گیا اور وہ مجھے دکھائی گئی۔ پھر مجھے کہا گیا کہ تو اپنے ان ساتھیوں کے پاس واپس لوٹ جا اور جو تو نے دیکھا ہے وہ انہیں بتلا پھر تو واپس اپنی پہلی حالت (مردہ ہونے) کی طرف آجا۔

اب میں نہیں جانتا کہ پہلی حالت سے مراد اس کی بات کا گذر جانا ہے یا اس کا مردہ حالت کی طرف واپس پلٹ جانا ہے۔

بشیر ابوالخصیب نے کہا میں نے تب تک انتظار کیا یہاں تک کہ میرے پاس کفن لایا گیا۔ پھر میں نے کہا نہ تو میں اسے کفن دوں گا اور نہ ہی اسے غسل دوں گا۔ اور نہ ہی اس پر جنازہ پڑھوں گا۔ پھر میں وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

مجھے خبر دی گئی کہ بے شک وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے انہوں نے اسے نہ تو غسل دیا

، نہ ہی دفن کیا اور نہ ہی اس پر نماز پڑھی۔ اور انہوں نے بھی یہی بتایا کہ انہوں نے بھی اسی طرح سنا ہے جیسا میں نے سنا تھا۔ اور وہ بھی اس سے ایسے بچ گئے جیسا کہ میں بچ گیا تھا۔

خلف نے بتایا کہ میں نے کہا: یہ بات جو تم نے مجھے بتائی ہے اس کا کوئی گواہ بھی ہے

اس نے کہا: ہاں۔ میری آنکھوں کی بصارت اور میرے کانوں کی سماعت۔

خلف نے کہا: میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس راوی کا ذکر اچھے الفاظ کے ساتھ ہی کیا۔

ایک اور سند

ابو الخصيب قال كنت بجازر و كنت لا اسمع بميت مات الا كفنته فقال فاتاني رجل فقال ان ها هنا ميتا قد مات وليس عليه كفن .

قـال: فقلت لصاحب لي انطلق بنا فانطلقنا فاتيناهم فاذا هم جلوس و بينهم ميت مسجى و على بطنه لبنة او طنة .

فقلت الاتأخذون في غسله . فقالوا ليس له كفن .

فـقـلـت لـصاحبي :انطلق فجئنا بكفن فانطلق و جلست مع القوم فبينا نحن جلوس اذا وثب فالقى اللبنة او الطينة عن بطنه و جلس وهو يقول النار النارفقلت:

فقل: لا اله الا الله .

فقال: انها ليست بنا فعيتي لعن الله مشيخة بالكوفة غروني

حتی سببت ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما ثم خرمیتا

فقلت: واللّٰہ لا کفنتہ فقمت ولم اکفنہ

قال: فارسل الی ابن ھبیرۃ الاکبر فسألنی ان احدثہ بھذا الحدیث فحدثتہ.

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 18۔

حضرت ابوالخضیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاذر (ایک جگہ جو کہ واسط عراق میں ہے) میں تھا میں اگر کہیں سے بھی سن لیتا کہ کوئی شخص فوت ہو گیا ہے تو میں اسے کفن خود دیتا ایک مرتبہ میرے پاس ایک آدمی آیا کہ وہاں فلاں شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے لئے کفن نہیں ہے۔

میں نے اپنے اس دوست سے کہا میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور میت ڈھانپی ہوئی حالت میں ان کے درمیان پڑی تھی۔ اور اس کے پیٹ پر ایک اینٹ پڑی تھی۔ میں نے کہا کہ تم اسے غسل کیوں نہیں دے رہے؟۔

لوگوں نے کہا کہ اس کا کفن نہیں ہے۔ میں نے اپنے اس ساتھی کو بھیجا تا کہ وہ کفن خرید لائے جب کہ میں خود ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اسی دوران یکا یک وہ مردہ اچھلا اور اس کے پیٹ پر پڑی اینٹ گر گئی اور وہ آگ آگ کہتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

میں نے اسے کہا: لا الہ الا اللہ پڑھو۔

اس نے کہا: اب مجھے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کوفہ کے بڑے مذہبی پنڈتوں پر لعنت کرے انہوں نے مجھے دھوکہ دیا یہاں تک کہ میں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں۔

پھر وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔

میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں اس کو کفن نہیں دوں گا۔

ابن ھبیرہ (گورنر کوفہ) نے مجھے بلوا بھیجا اور مجھ سے معاملہ دریافت کیا تو میں اسے بھی یہ ساری باتیں بتلا دیں۔

موت سے واپسی

عن عامر قال انتهيت الى أفنية جهينة فاذا شيخ جالس فى بعض افنيتهم فجلست اليه فحدثنى قال:

ان رجلا منا فى الجاهلية اشتكى فاغمى عليه فسجيناه وظنناه انه قد مات وامرنا بحفرته ان تحفر .

فبينا نحن عنده اذ جلس فقال: انى اتيت حيث رأيتمونى اغمى على .

فقيل لى امك هبل

الا ترى الى حفرتك تنتثل

وقد كادت امك تثكل

أرأيت ان حولناها عنك بمحول

ثم قذفنا فيها القصل

الذى مشى واجزل

أتشكر لربك وتصل

وتدع من اشرك واضل

فقلت: نعم .

فاطلقت فانظروا ما فعل القصل .

قـالـوا: مر آنفا فذهبوا لينظرون فوجدوه قد مات فدفن فی الحفرة وعاش الرجل حتى ادرك الاسلام .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 21۔

۔حدیث زہری حدیث نمبر 245۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 118۔

۔الاسماء المبھمۃ فی انباء المحکمۃ (خطیب بغدادی) باب العین ترجمہ عمیر بن جندب۔

۔الفائق فی غریب الحدیث والاثر (زمخشری) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 205۔

۔توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الرواۃ (ابن ناصر الدین دمشقی) جزء نمبر 7 صفحہ نمبر 59۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 50۔

مجالد نے عامر سے روایت کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ قبیلہ بنی جھینہ کے ڈیروں پر گیا ایک بڑے میاں ڈیرہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا۔

زمانہ جاہلیت میں ہمارے قبیلہ کا ایک آدمی بیمار ہو گیا اور اس پر سکرات موت طاری ہو گئے ۔ چنانچہ ہم نے اسے مردہ گمان کیا۔ ہم نے اس کی قبر کھودنے کا حکم دے دیا اسی دوران جب کہ ہم اس میت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چنانچہ اس نے کہا: میں وہاں سے آیا ہوں جہاں سے تم نے مجھے دیکھا ہے کہ مجھ پر موت کی غشی طاری تھی۔ تو مجھے کہا گیا تیری ماں کا بیٹا گم ہو گیا (یعنی تو خود):

کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر سے مٹی نکل رہی ہے

اور قریب ہے کہ تیری ماں تجھے گم کر دے

کیا تو نہیں چاہتا کہ اگر ہم تجھ سے کسی اور کو بدل دیں

تیری قبر میں قصل (ایک شخص) کو پھینک دیں

کیا تو نبی مرسل پر ایمان لائے گا

کیا تو اپنے رب کیلئے شکر ادا کرے گا اور نماز پڑھے گا

کیا تو اس کو چھوڑ دے گا جس نے شرک کیا اور گمراہ کیا

تو میں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ میں چھوڑ دیا گیا اور تم دیکھو کہ قصل (ایک شخص کا نام) کا کیا بنا؟۔

انہوں نے بتایا کہ وہ ابھی گذرا ہے لوگ گئے تا کہ وہ اسے دیکھیں تو انہوں اسے مردہ حالت میں پایا۔

چنانچہ وہ ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا، اور وہ آدمی زندہ رہا یہاں تک کہ اس نے اسلام پایا۔ (اس مسلمان ہونے والے کا نام عمیر بن جندب تھا: برکاتی غفرلہ)

حضرت سیدنا ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ اپنے قبر سے باہر اٹھا لئے گئے۔ ہم نے ان کی قبر میں کسی قسم کوئی نشان نہ دیکھا۔

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ اگر اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو قبروں سے اٹھائے تو مجھے ضرور ان میں سے کر دینا۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505 ۔

حضرت سیدنا ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کا قبر میں نماز پڑھنا

شیبان بن جسر کے والد محترم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے حضرت ثابت البنانی کی قبر میں ان کی تدفین کرنے والوں میں ایک میں بھی اترا اور ایک میرے ساتھ حضرت حمید الطویل تھے یا کوئی اور آدمی (راوی کو نام کا شک ہے) کہا کہ جب ہم نے ان کی لحد میں کچی اینٹیں لگا دیں تو اتفاقاً ایک اینٹ ٹوٹ کر گر گئی

چنانچہ جب میں نے اندر جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ثابت البنانی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم نے کیا دیکھا ہے۔ تو اس نے کہا کہ خاموش رہو۔

چنانچہ جب ہم نے قبر مکمل کر لی تو ہم ان کی بیٹی کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے والد محترم کیا خاص عمل کرتے تھے؟۔

آپ کی بیٹی نے کہا کہ اس کے بارے میں وضاحت یہ ہے کہ وہ پچاس سال تک راتوں کو عبادت میں گذارتے رہے اور سحری ہوتی تو یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ضرور عطا فرمانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو رد نہیں فرمایا بلکہ شرف قبولیت عطا فرما دیا۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 319۔

۔شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 156۔

۔الروض الانف (ابوالقاسم سُہیلی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 89۔

۔احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68۔

۔سلوۃ الاحزان (ابن جوزی) کما قال النبہانی۔

۔المدھش (ابن جوزی) صفحہ نمبر 335۔

۔صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 263۔

۔الیواقیت والجواہر (شعرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 560

۔طبقات الاولیاء (ابن ملقن) 297 واقعات ہجری صفحہ نمبر 20۔

۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 348۔

۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 222۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 113 + جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 367۔

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کا قبر میں قران پڑھنا

ابرہیم بن صمہ مہلبی نے بیان کیا ہے کہ مجھے بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صبح کے وقت ہم جب بھی حضرت ثابت البنانی کی قبر کے پاس سے گذرے تو ہم نے قبر سے قرآن پاک کے پڑھے جانے کی آواز سنی۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 366۔

۔احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68۔

۔سلوۃ الاحزان (ابن جوزی) کما قال النبہانی۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505۔

نیک عورت کے شکر کا اجر بچوں کا زندہ ہونا

عن ثابت البنانی ان امرأۃ من بنی اسرائیل کانت حسنۃ التبعل لزوجها فتردی ابنان لها فی بئر فماتا فامرت بهما فاخرجا وطهرا ونظفا ووضعا علی فراش وسجی علیهما بثوب ثم تقدمت

الی خدمها واهل دارها ان لا يعلموا اباهما بشيء من امرهما حتى اكون انا احدثه:

فلما جاء ابوهما ووضع الطعام بين يديه .

قال: اين ابناى .

قالت: قد رقدا واستراحا قال لا لعمر الله يا فلان يافلان فاجاباه ورد الله عليهما ارواحهما شكرا لما صنعت .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 61۔

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عورت، جو کہ اپنے خاوند کی بہت فرمانبردار تھی، اس کے دو بیٹے تھے جو کہ کنویں میں گر کر فوت ہو گئے۔ اس نے ان دونوں بیٹوں کو نکلوا کر پاک صاف بستر پر لٹا دیا اور ان کے اوپر کپڑا ڈال دیا پھر وہ اپنے ملازموں اور گھر کے دیگر افراد کے پاس آئی اور کہا:

ان بچوں کے والد کو اس بارے میں کچھ بھی نہ بتانا، میں خود ہی انہیں بتاؤں گی۔

چنانچہ جب ان بچوں کا والد آیا تو اس عورت نے اس کے آگے کھانا رکھ دیا۔

اس کے خاوند نے کہا: میرے بچے کہاں ہیں؟۔

اس عورت نے جواب دیا: لیٹے ہوئے ہیں اور آرام کر رہے ہیں۔

خاوند نے ان بچوں کا نام لے لے کر آواز دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں واپس کر دیں اور ان بچوں نے فوراً جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے صبر کرنے کی برکت سے ان کو زندہ کر دیا۔

مر کے پھر جینا

ابـو مسعود الجُريری قال حدثني شيخ فی مسجد الاشياخ

كان يحدثنا عن ابی هريرة قال:

بينـا نحن حول مريض لنا اذ هدأ وسكن حتی مايتحرك منه

عـرق فسجيناه وأغمضناه وارسلنا الي ثيابه وسدره وسريره فلما

ذهبنا نحمله لنغسله تحرك .

فقلنا: سبحان اللّٰه سبحان اللّٰه ما كنا نراك الا قد مت .

قـال: فـانـی قـد مـت وذهـب بی الی قبری فاذاانسان حسن

الـوجـه طيـب الـريح قد وضعنی فی لحدی وطواه بالقراطيس اذ

جاء ت انسانه سوداء منتةالريح

فقالت: هذا صاحب كذا ،هذا صاحب كذا، اشياء، واللّٰه .

استحيي منها كانما اقلعت منها ساعتئذ .

قال قلت: انشدك اللّٰه ان تدعنی وهذه

قالت: انطلق نخاصمك .

قال: فـانـطلقنا الی دار فيحاء واسعة وفيها مصطبة كانها من

فـضة فـی نـاحية منها مسجد ورجل قائم يصلی فقرأ سورة النحل

فتردد فی مكان منها ففتحت عليه فانفتل .

فقال:السورة معك؟ .

قلت :نعم قال اما انها سورة النعم .

قال:ورفع وسادة قريبة منه فاخرج صحيفة فنظر فيها فبدرته السوداء .

فقالت:فعل كذا وفعل كذا .

قال وجعل الحسن الوجه يقول: وفعل كذا وفعل كذا يذكر محاسني .

قال :فقال الرجل: عبد ظالم نفسه ولكن اللّٰه عزوجل تجاوز عنه لم يجئ اجل هذا بعد ، اجل هذا يوم الاثنين .

قال: فقال لهم:انظروا فان مت يوم الاثنين فارجوا لي ما رأيت ، وان لم امت يوم الاثنين ، فانما هو هذيان الوجع .

قال:فلما كان يوم الاثنين صح حتى حدر بعد العصر ثم اتاه اجله فمات .

وفي هذا الحديث:

فلما خرجنا من عند الرجل قلت:للرجل الحسن الوجه الطيب الريح ماانت؟ .

قال:انا عملك الصالح .

قلت:فما الانسانة السوداء المنتنة الريح .

قال: ذاك عملك الخبيث او كلام يشبه هذا ۔

۔من عاش بعدالموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 64۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے بیان فرمایا:

ہم ایک مریض کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ جب وہ مریض فوت ہو کر ساکن ہو گیا یہاں تک کہ اس کی نبض بھی ختم گئی۔

ہم نے اس پر چادر ڈال دی اور اس کی آنکھیں بھی بند کر دیں۔ ہم نے اس کے کفن ، بیری کے پتے اور اور میت والی چارپائی کے لئے بھی آدمی روانہ کر دیا۔

چنانچہ جب ہم نے اسے غسل دینے کے لئے اٹھایا تو اس نے حرکت کی۔ ہم نے کہا:

سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ ۔

ہم نے تو تجھے مردہ حالت میں ہی دیکھا ہے۔

تو وہ بولا کہ بے شک میں مر گیا تھا اور مجھے میری قبر کی طرف لے جایا گیا۔ پس وہاں پر ایک خوبصورت چہرے اور پاکیزہ خوشبو والا انسان تھا، جس نے مجھے میری لحد میں لٹا دیا اور اسے ایک مصری چادر میں لپیٹ دیا۔ تب ایک سیاہ رنگ کی بدبودار عورت آئی، اس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ شخص ایسا تھا، یہ شخص ویسا تھا۔ اس نے میرے گناہ گننے شروع کئے کہ اللہ کی قسم مجھے اس سے شرم آنے لگی گویا کہ اس وقت مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

فوت ہونے والے شخص نے بتایا کہ میں نے اس سے کہا کہ تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے اور اس عورت کو تنہا چھوڑ دے۔

اس عورت نے کہا کہ چلو تا کہ ہم تجھ سے مقدمہ لڑیں۔

اس شخص نے بتایا کہ ہم ایک وسیع صحن والے گھر میں چلے گئے۔ اور اس میں ایک طرف چبوترہ تھا ایسا لگتا تھا جیسا کہ وہ چاندی سے بنایا گیا ہے اس کے ایک کونے میں ایک

مسجد تھی جس میں ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے سورۃ النحل پڑھنا شروع کی اس میں انہیں کچھ متشابہ لگا تو میں نے لقمہ دیا اس نے کہا کہ کیا یہ سورۃ تمہیں یاد ہے؟۔ یہ تو عظیم نعمتوں والی سورت ہے۔

اس نے ایک بنڈل اٹھایا جو کہ اس کے قریب ہی پڑا تھا اس میں سے اس نے ایک کاغذ نکالا اس نے اس کاغذ میں دیکھا تو وہ سیاہ عورت اس کی طرف تیزی سے بڑھی اور اس نے کہا کہ اس نے یہ بھی گناہ کیا، یہ بھی گناہ کیا۔

اس خوبصورت چہرے والے نے کہا کہ اس نے یہ بھی نیکی کی، یہ بھی نیکی کی اور وہ میری اچھائیاں بیان کرنے لگا۔

اس شخص نے بیان کیا کہ وہ آدمی کہنے لگا کہ اس نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے درگذر فرمایا لیا ہے اور اس کی موت کا ابھی وقت نہیں آیا اس کی موت کا وقت پیروار کو ہے۔

اس شخص نے کہا دیکھو اگر میں اس پیر کو مر گیا تو میں امید رکھتا ہوں کہ میرے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو میں نے دیکھا۔ اور اگر میں اس پیر کو نہ مرا تو پھر یہ اس بیماری کی تکلیف کا ہذیان ہوگا۔

چنانچہ جب پیروار آیا تو وہ صحیح سلامت رہا یہاں تک کہ عصر کے بعد کا وقت آ گیا۔ تب اس کی موت کا وقت آ گیا اور وہ فوت ہو گیا۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ:

جب ہم اس آدمی کے پاس سے نکلے تو میں نے اس خوبصورت چہرے والے اور پاکیزہ خوشبو والے سے پوچھا کہ تم کون ہو؟۔

اس نے کہا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں۔

میں نے کہا کہ وہ سیاہ رنگ کی بدبودار عورت کون تھی؟۔

اس نے کہا کہ وہ تمہارا بد بخت عمل تھا۔ یا اس سے ملتا جلتا کلام کیا۔

موت کے فرشتوں کی آمد کا منظر

داؤد بن ابی هند قال مرضت مرضا شديدا حتى ظننت انه الموت وكان باب بيتي قبالة باب حجرتي وكان باب حجرتي قبالة باب دراى قال:

فنظرت الى رجل قد اقبل ضخم الهامة ضخم المناكب كانه من هؤلاء الذين يقال لهم الزط قال:

فلما رأيته شبهة بهؤلاء الذين يعلمون الرب فاسترجعت وقل يقبضني وانا كافر قال:

وسمعت انه يقبض انفس الكفار ملك اسود .

قال: فبينا انا كذلك اذ سمعت سقف البيت ينتقض ثم انفرج حتى رأيت السماء .

قال: ثم نزل على رجل عليه ثياب بيض ثم اتبعه اخر فصارا اثنين فصاحا بالاسود فادبر وجعل ينظر الى من بعيد .

قال: وهما يزاجر انه قال داؤدوقلبى اشدمن الحجارة .

قال: فجلس واحدعند رأسي وجلس واحد عند رجلي .

قال: صاحب الرأس لصاحب الرجلين المس فلمس بين

اصابعی ثم قال له اراه کثیر النقل بهما الی الصلوات .

ثم قال صاحب الرجلین لصاحب الرأس :المس .

قال :فلمس لهواتی ثم قال رطبة بذکر اللّٰه .

قال :ثم قال احدهما لصاحبه لم یأن له بعد .

قال :انفرج السقف فخرجا ثم عاد السقف کما کان .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 37۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 130۔

۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 89۔

داؤد بن ابی ھند نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں بہت سخت بیمار ہو گیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ بے شک یہ بیماری موت ہے۔

میرے گھر کا دروازہ میرے حجرہ کے سامنے تھا اور میرے حجرے کا دروازہ میرے گھر کے دروازہ کے سامنے تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ موٹے سر والا اور موٹے کندھوں والا تھا گویا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں زُطی قوم کہا جاتا تھا (ان لوگوں کے رنگ سیاہ اور چہرے ذراؤ راؤنے ہوتے تھے)۔ میں نے جب اسے دیکھا تو میں نے اسے ان لوگوں کے مشابہ پایا جنہیں جو اپنے رب کو جانتے ہیں میں نے پڑھا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

میں نے انہیں کہا کہ تم مجھے مارنا چاہتے ہو؟ کیا میں کافر ہوں؟ اور میں نے سنا تھا کہ کفار کی ارواح کو سیاہ رنگ کے فرشتے قبض کرتے ہیں۔

داؤد نے کہا کہ میں اسی ادھیڑ بن میں ہی تھا جب میں نے چھت کے تڑخنے کی آواز سنی، پھر میں نے چھت کھلتی ہوئی دیکھی یہاں تک کہ میں نے آسمان دیکھا۔

داؤد نے بتایا کہ پھر مجھ پر ایک شخص اترا جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا پھر اس کے بعد دوسرا اترا اور وہ دو ہو گئے۔ اس نے بتایا کہ وہ دونوں اسے جھڑک رہے تھے۔

داؤد نے کہا کہ میرا دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گیا پھر اس بڑے سر والے نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تلاش کرو!۔

انہوں نے میری انگلیوں کے درمیان تلاش کرنا شروع کر دیا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں اس کی انگلیوں میں سے بہت زیادہ نمازوں کی طرف جانا دیکھ رہا ہوں۔

پھر ان کے سردار نے ان سے کہا مزید تلاش کرو!۔

اس نے میرا حلق چھوا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہے۔

پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

پھر چھت کھل گئی اور وہ دونوں باہر نکل گئے۔ اور چھت اسی حالت میں ہو گئی جس حالت میں وہ پہلے تھی۔

سر کا بغیر دھڑ کلام

قال خالدا فلقيت خليدا فحدثني ان امرأة حدثته في طاعون الفتيات قالت:

مات زوج لي فهو معي في البيت فلم ندفنه فلما جننا الليل سمعنا صوتا اذعرنا ومعي ابن لي فيه رهق فجاء حتى دخل معي في ازاری وجعل الصوت يدنو حتى تسوّر علينا رأس مقطوع وهو ينادي:

يا فلان ابشر بالنار .قتلت نفسا مؤمنة بغير حق حتى دخل

من تحت رجليه فخرج من عند رأسه وهو ينادي ثم دخل من عند رأسه حتى خرج من تحت رجليه وهو ينادي:

يا فلان ابشر بالنار .

ثم صعد الحائط وهو ينادي ثم انقطع عنا صوته .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 63۔

حضرت خالد نے کہا کہ میں حضرت خُلید رضی اللہ عنہ سے ملا انہوں نے مجھے بتایا:

ایک عورت نے مجھے بیان کیا کہ طاعون الفتیات (86ھ میں یہ طاعون عورتوں سے شروع ہوا تھا پھر مرد بھی اس کی لپیٹ میں آگئے تھے: برکاتی غفرلہ) میرا خاوند فوت ہوگیا اور میرے ساتھ ہی گھر میں اس کی میت تھی ہم نے اسے ابھی دفن نہیں کیا تھا۔

چنانچہ جب ہم پر رات چھا گئی تو ہم نے ایک ہیبت ناک آواز سنی۔ میرے ساتھ میرا ایک بیٹا جو کہ عمر کے اعتبار سے ناسمجھ تھا وہ میرے پاس آیا یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ میری چادر میں داخل ہوگیا وہ آواز قریب آنا شروع ہوئی یہاں تک کہ ایک کٹا ہوا سر ہم پر دیوار سے ظاہر ہوا اس حال میں کہ وہ بلند آواز سے پکار رہا تھا:

''اے فلاں تجھے آگ کی بشارت ہو تم نے ایک مومن جان کو ناحق قتل کیا''

وہ یہ کہتا ہوا اس کے پاؤں کے پاس سے داخل ہوا اور اس کے سر کے پاس یہی کہتا ہوا نکلا:

''اے فلاں تجھے آگ کی بشارت ہو تم نے ایک مومن جان کو ناحق قتل کیا''

پھر وہ یہی کہتا ہوا اس کے سر کے پاس سے داخل ہوا یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے پاس سے نکلا۔

پھر وہ یہی کہتا ہوا دیوار پر چڑھ گیا یہاں تک کہ اس کی آواز ہم تک آنا بند ہوگئی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا بعد از وصال خواب کی تعبیر بتانا

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ میں عرش سر پر اٹھائے جا رہا ہوں۔ جب دن ہوا تو سوچنے لگے کہ یہ خواب کس کے آگے بیان کروں؟۔ پھر خیال آیا کہ خواجہ بایزید بسطامی کے سوا کون ہے جو اس کی تعبیر کر سکے۔

چنانچہ جب شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ گئے تو دیکھا کہ محلّہ میں کہرام برپا ہے۔ حیران ہو کر پوچھا کہ کہرام کی وجہ کیا ہے؟۔ معلوم ہوا کہ خواجہ بایزید انتقال فرما گئے ہیں۔

شیخ علی نعرہ مارتے ہوئے (کلمہ شہادت کہتے ہوئے) روانہ ہوئے جب جنازہ کے قریب ہوئے تب جنازہ شہر سے نکل رہا تھا۔ خلقت عام تھی آپ بھیڑ کو چیرتے ہوئے آئے اور جنازے کو کندھا دیا اور عرض کی:

یا خواجہ بایزید میں خواب کی تعبیر پوچھنے آیا تھا۔

حضرت بایزید نے فرمایا: اے علی جو خواب تو نے دیکھا تھا اس کی تعبیر یہی ہے کہ بایزید کا جنازہ عرش خدا ہے جو تو اپنے سر پر اٹھائے جا رہا ہے۔

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ) صفحہ نمبر 69۔

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قبر میں استقبال کیا

شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ بقاء بن بطوء رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پر زیارت کے لئے گئے اس وقت میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے نکل کر آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا:

شیخ عبدالقادر! میں علمِ شریعت وعلمِ حقیقت وعلم حال میں میں تمہارا محتاج ہوں۔

۔غبطۃ الناظر فی ترجمۃ شیخ عبدالقادر (ابن حجر عسقلانی) صفحہ نمبر 25۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیی تاذفی) صفحہ نمبر 132۔(مترجم)

۔سفینۃ الاولیاء (داراشکوہ) صفحہ نمبر 72۔

۔تحفہ قادریہ (ابوالمعالی) صفحہ نمبر 102۔

غوث پاک کا حضرت معروف کرخی سے ان کی قبر میں کلام کرنا

شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ میں حضور غوث پاک کے ساتھ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا۔ آپ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ مَعْرُوْف عَبَّرْنَاكَ بِدَرْ جَتَيْنِ

(یعنی ہم تم سے دو درجہ بڑھ گئے) تو شیخ موصوف نے اپنی قبر میں سے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا سَيِّدَ اَهْلِ زَمَانِهٖ ۔

اے اپنے زمانہ کے سردار آپ پر بھی سلامتی ہو۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیی تاذفی) صفحہ نمبر 133۔

۔بہجۃ الاسرار (شطنوفی) صفحہ نمبر 55۔

۔تحفہ قادریہ (ابوالمعالی) صفحہ نمبر 63۔

۔نزہۃ الخاطر الفاطر (علامہ علی قاری) صفحہ نمبر 108۔

غوث پاک کا سارنگی بجانے والے کا زندہ کرنا

ایک دن غوث پاک رضی اللہ عنہ ایک محلہ سے گذر رہے تھے ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کی:

یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔

یہ سن کر غوث پاک رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے کہا کہ تمہارے پاس تمہارے دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟۔

عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ بِنَبِیٍّ بَلْ مِنْ اَتْبَاعِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَحْیَیْتُ مَیِّتًا ۔ أَتُؤْمِنُ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

میں نبی نہیں ہوں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور غلاموں میں سے ہوں۔
اگر میں مردہ زندہ کردوں تو کیا تم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے
عیسائی نے جواب دیا: جی ہاں۔
آپ نے ارشاد فرمایا:
تم مجھے بہت ہی پرانی قبر دکھاؤ! تاکہ تمہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا یقین ہو جائے۔

تو اس نے آپ کو سب سے پرانی قبر دکھائی۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مردہ زندہ کرتے تھے تو کون سا کلام پڑھتے تھے؟۔

اس نے کہا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ

آپ نے ارشاد فرمایا:

ان صاحب هذا القبر كان مغنيا في الدنيا

ان اردت ان احييه مغنيافانا مجيب لك

یہ شخص دنیا میں گویا تھا اگر تو چاہے کہ یہ قبر سے گاتا ہوا اٹھے، تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں

تو عیسائی نے جواب دیا: یہ ٹھیک ہے، میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

فتوجه الى القبر و قال:

قم باذني فانشق القبر

وقام الميت حيا مغنيا .

فاسلم على يد الغوث الاعظم .

چنانچہ آپ نے قبر کی طرف توجہ فرمائی اور کہا کہ میرے حکم سے اٹھ جا۔

پس قبر شق ہوئی اور مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا قبر سے باہر نکل آیا۔

جب عیسائی نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو وہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر ایمان لے آیا۔

۔اسرار الطالبین (یوسف بن عبداللہ الکردی) کما ذکر فی تفریح الخاطر۔

۔تفریح الخاطر (عبدالقادر اربلی) صفحہ نمبر 16 مطبوعہ مصر۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیڑا اترانا

ایک دن غوث اعظم تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔

آپ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا۔

خادم نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کے گھر شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم کے ساتھ ہوئی۔ بارات دولہن کے گھر گئی عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دولہن کے ہمراہ اپنے گھر کو چلی۔ درمیان میں دریا عبور کرنا تھا۔ کشتی پر سوار ہوئے۔ بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی۔ اس وقت تک بارہ سال ہو چکے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بے قراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے۔

جس وقت غوث صمدانی نے واقعہ سنا، تو فرمایا کہ بڑھیا کو میرے پاس لاؤ۔ بوڑھی عورت کو حاضر کیا گیا، آپ نے فرمایا:

تیری درد بھری فریاد سے میں متاثر ہوا۔ تیرے ساتھ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات واپس دلوادوں گا۔ یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی:

مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کونئی زندگی دے کر بارات واپس لوٹا دے۔ تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی۔

آخر مالک قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریا رحمت کو جوش آیا اور

ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح وسالم باہر نکل آئی۔

بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔قدموں میں گر پڑی۔آخر اجازت لے کر شہر کو چلی۔

شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بت پرست مشرف با اسلام ہوئے۔

۔سلطان الاذ کار فی مناقب غوث الابرار۔

۔خلاصۃ القادریہ (شہاب الدین سہروردی)۔

۔غوث اعظم (برخوردار ملتانی محشی شرح عقائد و نبراس) صفحہ نمبر 27۔

۔درۃ الدرانی از حیدر اللہ۔

۔گلدستہ کرامت از غلام محمد۔

غوث پاک کی سفارش پر مردہ کی قبر سے چیخ و پکار بند

عیسیٰ بن عبداللہ بن قیماز کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا:

میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ کے سامنے سے گذرے گا اسے عذاب قبر میں تخفیف ملے گی۔

ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص نے آکر عرض کی:

باب الازج کے پاس چند دن ہوئے ایک میت کو دفنایا گیا تھا آج اس کی قبر سے چلانے کی آوازیں آتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے مجھ سے خرقہ لے کر پہنا تھا؟۔

لوگوں نے عرض کی کہ معلوم نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ کیا کبھی میری مجلس میں حاضر ہوا تھا؟۔

لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ بہت ہی گناہگار تھا۔تھوڑی دیر

کے بعد آپ مراقبہ میں چلے گئے کچھ دیر بعد آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے:

اللہ تعالیٰ کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس شخص نے زندگی میں ایک دفعہ میری زیارت کی تھی اور حسن ظن رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں میری سفارش قبول کر کے اپنے رحمت نازل کر دی ہے۔

اس کے فوری بعد ہی اس شخص کی قبر سے رونے کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذفی) صفحہ نمبر 58۔

۔نزہۃ الخاطر الفاطر (علامہ علی قاری) صفحہ نمبر 97۔

ایک مردہ کے قول کی بناء پر ایک گویے کا توبہ کرنا

ابوالرضیٰ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایثار کے بارے میں بیان فرمارہے تھے کہ اتنے میں آپ نے اوپر دیکھا اور آپ خاموش ہو گئے

پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ نہیں صرف ایک سو دینار کے لئے کہتا ہوں بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے کر حاضر ہوئے آپ نے صرف ایک شخص سے لئے اور باقی لوگوں کے واپس کر دیئے۔

لوگوں کو بہت تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس لئے طلب کئے۔ اس کے بعد بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا:

تم یہ مقبرہ شونیزیہ کے پاس لے جاؤ وہاں ایک بوڑھا شخص بربط بجاتا ہوا ملے گا اسے یہ سو دینار دے دینا اور اسے میرے پاس لے آؤ!۔

میں حسب الارشاد وہاں گیا تو ایک بوڑھا شخص بربط بجاتا ہوا ملا۔

میں نے اسے سلام علیک کیا اور ساتھ ہی سو دینار پیش کئے۔

وہ یہ دیکھ کر چلایا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو میں نے اس سے کہا کہ:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تمہیں بلا رہے ہیں یہ شخص بربط اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ ہولیا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے اپنے نزدیک منبر کے پاس بلوالیا اور اس سے فرمایا کہ تم اپنا جو کچھ قصہ ہے وہ بیان کرو۔

اس نے کہا کہ میں اپنے صغر سنی میں بہت عمدہ گاتا تھا اور لوگ نہایت شوق سے میرے گانے سنا کرتے تھے۔ جب میں کبر سنی کو پہنچ گیا تو لوگوں کا التفات بالکل کم ہو گیا اسی لئے میں عہد کر کے شہر سے نکل گیا کہ اب آئندہ سے میں مُردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤں گا۔ اسی اثناء میں میں قبرستانوں میں پھرتا رہا ایک دفعہ ایک قبر سے ایک میت نے اپنا سر باہر نکال کر مجھ سے کہا:

تم مُردوں کو کب تک اپنا گانا سناؤ گے؟۔ اب تو تم خدا کے بن جاؤ اور اسے اس کی وحدانیت کا بیان سنا دو۔

گویا کہتا ہے کہ اس کے بعد مجھے نیند سی آگئی پھر میں نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے

یارب مالی عدة یوم اللقاء

الا رجا قلبی ونطق لسانی

ترجمہ:۔ الٰہی قیامت کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے

سوائے اس کے کہ میں تجھ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں

اور زبان سے تیری حمد و ثناء کرتا ہوں

قدامك الراجون يبغون المنىٰ

واخيبتا ان عدت بالحرمان

کل امید رکھنے والے تیری بارگاہ میں کامیاب ہوں گے
اگر میں محروم ہو جاؤں تو میری بدبختی پر سخت افسوس ہے۔

ان كان لايرجوك الا محسن

فی من يلوذ ويستجير الجانی

اگر نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے
تو گناہ گار لوگ کس کے پاس جا کر پناہ لیتے۔

شيبي شفيع يوم عرضيا اللقا

فساك تنقذني من النيران

میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری بارگاہ میں میری سفارش کرے گا
مجھے امید ہے کہ تو میرے بڑھاپے کو دیکھتے ہوئے دوزخ سے ضرور بچالے گا

میں کھڑا ہوا ابھی یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آکر مجھے یہ دینار دے دیئے اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس شخص نے بربط توڑ ڈالا اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیٰی تازفی) صفحہ نمبر 92 (مترجم)۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا بعداز وصال مرید فرمانا

ایک شخص حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کی غرض سے بہت دور دراز سے حاضر ہوا لیکن جب وہ آیا تو اس وقت آپ کا وصال شریف ہو چکا تھا۔ اسے آپ کے وصال کے بارے میں بتایا گیا تو وہ آپ کی تربت اطہر پر حاضر ہوا اور آداب بجالایا تو حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قبر انور سے باہر نکلے اور

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور اپنے سلسلہ قادریہ میں داخل فرمالیا۔

۔تفریح الخاطر (عبدالقادر اربلی) صفحہ نمبر 26۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لڑکا زندہ فرمانا

ایک عورت کا بچہ دریا میں غرق ہو گیا تو وہ عورت حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

میرا بچہ دریا میں غرق ہو گیا ہے۔ اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ آپ اسے زندہ لوٹا سکتے ہیں

آپ نے فرمایا: تو اپنے گھر جا تجھے تمہارا بچہ مل جائے گا۔

وہ عورت اپنے گھر واپس لوٹ آئی۔ مگر بچہ نہ ملا، تو وہ دوبارہ لوٹ آئی اور آپ کے پاس آکر رونے لگی۔

آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ واپس گھر چلی جاؤ تمہارا بچہ گھر آ گیا ہے۔

وہ اپنے گھر گئی اور تیسری مرتبہ پھر واپس آکر رونے لگی۔

آپ نے سر جھکاتے ہوئے مراقبہ فرمایا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ اب گھر چلی جاؤ تم اپنا بچہ اپنے گھر میں پاؤ گی۔ پھر آپ نے عرض کیا:

لِمَ اَخْجَلْتَنِیْ مَرَّتَیْنِ عِنْدَ تِلْكَ الْمَرْاَةِ

یا اللہ مجھے اس عورت کے پاس دو مرتبہ کیوں شرمسار کیا؟۔

تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو القاء کیا گیا: کیوں کہ جب تم نے پہلی مرتبہ کہا تو فرشتوں نے اس کے اجزاء کو جمع کیا جب دوسری مرتبہ کہا تو میں نے اسے زندہ کیا اور جب تیسری مرتبہ کہا تو اسے دریا سے نکال کر گھر پہنچا دیا گیا۔

۔تفریح الخاطر (عبدالقادر اربلی) صفحہ نمبر 16۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مردے زندہ کرنے کے بارے میں اپنا فرمان

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَتِهِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر میں اپنا کمال کسی بھی مردہ پر ڈال دوں
تو وہ فوراً اللہ کی قدرت سے کھڑا ہو کر چلنے لگا

۔قصیدہ غوثیہ شعر نمبر 15۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو قبر سے سلام کا جواب

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ، حضرت معشوق طوسی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لئے طوس تشریف لائے۔ جب آپ ان کے مزار پر تشریف لائے تو فرمایا:

"السلام علیك یا معشوق طوسی"

تم اچھے ہو؟۔

ان کی قبر سے آواز آئی:

وعلیك السلام یا خواجه بهاؤالدین نقشبند

ہم اچھے ہیں۔درویشوں کی ایک جماعت نے جو حضرت خواجہ کے ہمراہ تھی اس کلام کو سنا اور منکرین خواجہ نے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا اعتراف اور اقرار کیا۔

۔حضرات القدس (بدرالدین سرہندی) صفحہ نمبر 194۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص کا مرنا اور آپ کا اسے زندہ کرنا

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجے پر ہوتی ہے کہ اگر مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مرجا! تو وہ فوراً مرجائے۔ پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا:

تم مرجاؤ۔

وہ اسی وقت مرگئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے، گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا، میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیران ہو رہا تھا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی کی وجہ سے تغیر بھی ہو چلا تھا۔ پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی۔اسی وقت میرے دل میں یہ القاء کیا گیا کہ ان سے کہو:

اے محمد! زندہ ہو جاؤ! (اس شخص کا نام محمد زاھد تھا)

میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی حیات سرایت کرنے لگی اور میں انہیں دیکھنے لگا یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے۔

میں سید کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا۔

حضرت سید کلال رحمۃ اللہ علیہ فرمایا:

بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ۔

میں نے عرض کیا:

جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہہ دیا اور وہ زندہ ہو گئے۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 199۔

۔انیس الطالبین (صلاح بن مبارک بخاری) صفحہ نمبر 136۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 148۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شخص کے مرنے کے بعد روح واپس کروانا

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک درویش کو کسی طرف روانہ فرمایا تو اپنے طریقہ کے مطابق اس درویش کو بغل میں لیا اور ایک صفت وحالت اس کے ہمراہ کر دی۔

اتفاقاً حضرت خواجہ کے درویشوں میں سے ایک عظیم درویش اخی محمد درآھنین چند قدم بطور بدرقہ اس درویش کے ساتھ چلے۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کا حال دگرگوں ہو گیا۔ روح اس کے قالب سے باہر نکل گئی۔ اخی محمد درآھنین نے اس کی وہ حالت

مشاہدہ کی اور تیزی سے حضرت خواجہ کی خدمت میں آیا اور اس کا واقعہ عرض کیا۔

حضرت خواجہ نے کرم فرمایا۔ آپ اس درویش کے نزدیک آئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا۔ وہ حرکت میں آ گیا اور روح اس کے قالب میں دوبارہ لوٹ آئی۔

حضرت خواجہ نے فرمایا:

اس کی روح مجھے چوتھے آسمان میں ملی تو میں نے واپس کر دی۔

۔انیس الطالبین (صلاح بن مبارک بخاری) صفحہ نمبر 138۔

شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ کا تدفین پر قبر میں نماز پڑھنا

شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصبہ ماردین میں سکونت اختیار کی تھی اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اب تک آپ کا مزار ظاہر ہے اور لوگ زیارت کو آیا کرتے ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ اور آپ کی قبر وسیع ہو گئی اور جو لوگ کہ قبر میں اترے تھے یہ سب کچھ دیکھ کر ان پہ بے ہوشی طاری ہو گئی۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذفی) صفحہ نمبر 270۔

تلمیذہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہا

ایک عورت تھی جو کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگرد تھیں۔ اس عورت کا ایک لڑکا تھا۔ جو معلم کے پاس پڑھا کرتا تھا معلم نے اس کو چکی پر بھیجا۔ (پن چکی) وہ پانی

میں گرا اور غرق ہو گیا۔

معلم نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع دی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اٹھو، اٹھو اور میرے ساتھ چلو، تا کہ اس کی والدہ کے پاس جائیں۔ اس کے پاس گئے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکے کی والدہ سے صبر کے بارے میں باتیں کیں۔ اس کے بعد رضاء الٰہی کے بارے میں کہا۔

عورت نے کہا: اے استاد! اس تقریر سے آپ کا مقصود کیا ہے؟۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارا بیٹا غرق ہو گیا ہے

اس عورت نے کہا: میرا بیٹا؟

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں۔

اس عورت نے کہا کہ بے شک خدائے تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اس میں شک نہیں کہ معلم صاحب نے اسے پن چکی پر بھیجا تھا وہاں جا کر وہ ڈوب گیا۔

عورت نے کہا: اٹھو اور مجھے اس جگہ لے چلو۔

لوگ اس صالحہ عورت کو لے کر اس نہر پر آ گئے۔

اس عورت نے پوچھا میرا بیٹا کہاں ڈوبا ہے؟۔

لوگوں نے کہا: یہاں۔

وہ وہاں گئی اور آواز دی: فرزند محمد!۔

پانی سے لڑکے نے جواب دیا: لبیک اے ماں!

وہ عورت پانی میں گئی، اور بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ زندہ صحیح سلامت تھا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے اس

واقعہ کی حقیقت کے بارے پوچھا کہ یہ کیا بات ہوئی؟۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ایسی عورت ہے کہ خدا تعالیٰ کے واجبات کی پوری رعایت کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا ہوا ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی نسبت اگر کوئی حادثہ ہو تو اس کی اطلاع اس کو پہلے ہی دے دیا کرتے ہیں۔ جب اس کو بیٹے کے فوت ہونے کی اطلاع نہ کی گئی، تو اس نے جانا یہ حادثہ ہوا ہی نہیں۔ اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا کیا ہی نہیں۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 645۔ باب نمبر 599۔

۔الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 134۔

محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا مستری زندہ کرنا

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے مسجد بنوائی تو ایک معمار گردن کے بل گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

لوگ اس کو شیخ کے پاس لائے تو آپ نے لعاب مبارک لگا دیا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر زندہ رہا۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 195+220۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 181۔

کوفی عورت کا دوبارہ زندہ ہونا اور اولاد جنم دینا

احمد بن عدی الطائی انه سمع شیخا بالکوفة فی بنی کور یذکر:

انه شهد جنازة امرأة فلما انتهی بها الی القبر تحرکت۔

قال: فردت فعاشت بعد ذلك دهرا وولدت ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 60۔

احمد بن عدی طائی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفہ کے قبیلہ بنی کور کے ایک بزرگ سے سنا انہوں نے بیان کیا:

وہ ایک عورت کے جنازہ میں شریک تھے جب وہ اس کی قبر تک پہنچے تو اس عورت نے حرکت اور اس کی زندگی واپس لوٹ آئی اس کے بعد وہ ایک مدت تک زندہ رہی اور اس نے اولاد بھی جنم دی۔

شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی کا غرق شدہ کو زندہ کرنا

شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی:

دجلہ میں میرا بیٹا غرق ہو گیا ہے اور یہ میرا ایک ہی بیٹا تھا اس کے سوا میرا اور کوئی نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ کو خدائے تعالیٰ نے واپس کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے اگر میرے لڑکے کو مجھے واپس نہ کریں گے تو قیامت کے دن خدائے تعالیٰ سے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی بات کی شکایت کروں گی انہوں نے باوجود قدرت کے میرے اس کام کو نہیں کیا۔

اس عورت کا کلام سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا:

کہ چل مجھ کو بتلا کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا۔

یہ آپ کو اس جگہ لائی جب آپ قریب پہنچے تو اس کا لڑکا اوپر اچھل آیا اور آپ تیرتے ہوئے اس کی لاش پر پہنچے اور اسے اپنے کندھے پر اٹھا لائے اور اس کی والدہ کو دے

دیا اور فرمایا:

لو اسے لے جاؤ۔ میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے۔

یہ عورت اپنے لڑکے کو لے کر چلی آئی اور وہ اس کے ساتھ اس طرح سے چلا کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گزرا ہی نہ تھا۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیٰی تاذفی) صفحہ نمبر 230۔ (مترجم)

مردے کو باذنِ اللہ تعالیٰ زندہ کرنا

شیخ عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت (قبیلہ) اکراد سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی ان میں سے ایک شخص تھے جو کہ خطیب حسین کے نام سے پکارے جاتے تھے آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا:

خطیب حسین آؤ اور اپنی جماعت کو بھی لے چلو تاکہ ہم سب پتھر لا لا کر اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں۔

غرض آپ اٹھے اور آپ کے ساتھ یہ تمام لوگ بھی گئے اور آپ پہاڑ پر چڑھ کر پتھر کاٹ کاٹ کر انہیں لڑھکاتے جاتے تھے اور یہ لوگ لا لا کر دیوار بناتے جاتے تھے۔

اتفاق سے ایک پتھر ایک شخص پر آپڑا جس سے یہ شخص فوری دب کر جاں بحق ہو گیا۔ خطیب حسین نے آپ کو پکار کر کہا:

کہ ایک شخص رحمت الٰہی میں غرق ہو گیا ہے۔

آپ فوراً پہاڑ کی چوٹی پر سے اتر آئے اور اس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے تو باذنہ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو گیا اور اٹھ کر اس طرح سے کھڑا ہو گیا گویا اسے کچھ درد پہنچا ہی نہ تھا۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیٰی تاذفی) صفحہ نمبر 248۔

مقتول نے قاتل کا حال بتایا

ایک دفعہ حضرت علی ہیتی رضی اللہ عنہ جو کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے خلیفہ خاص تھے، قرائے نہر الملک میں سے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ اتفاقاً وہاں پر ایک شخص قتل ہو گیا اور دو گاؤں والے اس قتل کا ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہوئے ایک دوسرے سے تلواریں نکالے مرنے مارنے پر تیار تھے۔ اس کی وجہ یہی ہی تھی کہ مقتول کے قاتل کا کوئی علم نہیں تھا۔ قاتل مشتبہ تھا۔

چنانچہ آپ اس مقتول کے پاس گئے اور اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس سے پوچھا کہ اے بندہ خدا تجھے کس نے قتل کیا؟۔

وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

مجھے فلاں نے قتل کیا ہے اور پھر وہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیی تاذفی) صفحہ نمبر 260۔

مردے کا کلام کرنا

شیخ نجم الدین اصبہانی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے دفنانے کے وقت میں وہاں موجود تھا کہ مردے کو کلمہ کی تلقین کے لئے ایک شخص بیٹھا اور اسے تلقین کرنے لگا تو میت کہنے لگی:

کہ اے لوگو! تعجب ہے اس پر کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

شہر میں داخل نہ ہونے پر میت کا انگلی اٹھانا

شیخ عبدالغفار نے توحید میں لکھا ہے کہ قاضی بہاؤالدین بن الصاحب شرف الدین عاثری بیان کرتے ہیں کہ شیخ امین الدین جبریل محدث کا سفر میں انتقال ہو گیا انہوں نے قاہرہ میں داخل ہونے سے پہلے وفات پائی۔

اب جب ہم شہر کے دروازہ پر پہنچے تو پہرہ داروں نے شہر میں میت داخل کرنے سے روک دیا کہ ہم مُردوں کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ تو شیخ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اُنگلی اُٹھادی ،تو ہم شہر میں داخل ہو گئے۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

فرنگی کے للکارنے پر شہید کا زندہ ہونا

حضرت عبدالرحمن نوری رحمۃ اللہ علیہ منصورہ میں تھے اور دشمنوں نے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا تو عبدالرحمن نے ایک روز یہ آیت پڑھی:

"لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ"

پھر آپ شہید ہو گئے جب شہید ہو گئے تو ایک فرنگی آیا اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا نیزہ تھا اس نے آپ کے جسم پر رسید کیا اور کہا:

اے مسلمانوں کے عالم تم تو کہتے تھے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے؟۔

تو عبدالرحمن نے اپنا سر اٹھا کر کہا: ہاں رب کعبہ کی قسم شہید زندہ ہوتا ہے۔

فرنگی اپنے گھوڑے سے اترا اور شیخ کا منہ چوما اور اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کی میت

کو ہمارے وطن لے چلو۔ چنانچہ وہاں لے جا کر آپ کا مزار بنا دیا گیا۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 486۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

مردے کا گناہ سے روکنا

قال: حدثنی فقیر عن شخص انه اراد ان یفعل الفاحشة مع شاب فی تربة بالقرافة ۔

فقال له ذلك الشاب: واللّٰه لاعصیت اللّٰه ههنا ابدا لانی کنت مرة فعلت ذلك فانشق القبر ۔

وقال المیت اما تستحیون من اللّٰه تعالٰی ۔

امام یافعی نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے بتایا جس نے ایک اور شخص سے روایت کیا اس نے کہا:

قرافہ (ایک شہر) کے قبرستان میں میں نے ایک نوجوان کے ساتھ بدفعلی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا:

اللہ کی قسم میں یہاں ہرگز کوئی گناہ نہ کروں گا۔ کیونکہ میں نے ایک مرتبہ ایسا کیا تھا تو ایک قبر پھٹ پڑی تھی اور مُردے نے کہا:

کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بھی حیا نہیں کرتے؟

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

مردہ عورت کا کفن چور سے کلام

قاضی نیشاپور ابراہیم سے روایت ہے:

اُن کے پاس ایک شخص آیا جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شخص ان کو کوئی عجیب بات بتانا چاہتا ہے۔

چنانچہ اس شخص نے کہا کہ پہلے میں چوری کا کام کرتا تھا ایک دن ایک عورت کا انتقال ہو گیا، تو میں اس کا کفن چوری کرنے کے لئے گیا، جب قبر کھودی اور قبر کھود کر میں نے اس عورت کے کفن پر ہاتھ ڈالا تو اس عورت نے کہا:

''سبحان اللہ'' ایک جنتی آدمی ایک جنتی عورت کا کفن چھین رہا ہے۔

میں نے کہا: وہ کیسے؟۔

تو اس عورت نے کہا: تو نے میرے جنازے کی نماز پڑھی تھی؟۔

میں نے کہا: ہاں۔

عورت کہنے لگی: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی اس کی بخشش کر دی جائے گی۔

۔شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 8۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 93۔

مردہ عورت کا کفن چور سے کلام ایک اور واقعہ

رسالہ قشیری میں ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہو گیا' وہ اس کے جنازے کی نماز میں شامل ہوا تھا تا کہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہو گئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کھودنا شروع کی۔

وہ عورت بول اُٹھی:

اللہ نے مغفرت کر دی ان تمام لوگوں کی جو میرے جنازے میں شامل ہوئے تھے تو بھی ان میں شریک تھا۔

یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے توبہ تائب ہو گیا۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

مردہ عورت کا کفن چور سے کو تھپڑ مارنا

عن ابی اسحق الفزاری قال: کان رجل یکثر الجلوس الینا ونصف وجهه مغطی فقلت له:

انك تكثر الجلوس الینا ونصف وجهك مغطی اطلعنی علی هذا .

فقال وتعطینی الامان ۔قلت : نعم ۔

قال: كنت نباشا ۔ فدفنت امرأة فاتییت قبرها فنبشت وصلت الی اللبن ثم ضربت بیدی الی الرداء ثم ضربت بیدی الی اللفافة فمددتها فجعلت تمدها هی ۔ فقلت:

اتراها تغلبنی فجیبت علی رکبتی فجررت اللفافة فرفعت یدها فلطمتنی و کشف وجهه فاذا اثر خمس اصابع .

فقلت له ثم مه ۔

قال: ثم رددت علیها لفافتها وازارها ثم رددت التراب وجعلت علی نفسی ان لا انبش ما عشت .

قال: فکتبت بذلك الی الاوزاعی ۔ فكتب الیّ الاوزاعی

ويحك سله عمن مات من اهل السنة ووجهه الى القبلة فسألته عن ذلك .

فقال : اكثرهم حول وجهه عن القبلة فكتبت بذلك الى الاوزاعي .فكتب اليّ انا لله وانا اليه راجعون ثلاث مرات .

اما من حول وجهه عن القبلة فانه مات على غير السنة .

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ الانعام آیت نمبر 70+سورۃ النحل آیت نمبر 125۔

۔کتاب التوابین (ابن قدامہ مقدسی) صفحہ نمبر 284۔

۔الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 230۔

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک شخص ہمارے ہاں بار بار حاضر ہوتا تھا لیکن اس کا نصف چہرہ ڈھکا رہتا تھا۔

ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ ہمارے ہاں اکثر حاضر ہوتا ہے لیکن تیرا نصف چہرہ چھپا کیوں رہتا ہے؟۔

اس نے کہا: اگر آپ مجھے امان دیں گے تو میں بتادوں گا۔ میں نے کہا تجھے امان ہے

اس نے کہا: میں مردوں کے کفن چراتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت مدفون ہوئی میں نے اس کی قبر کھودی اور اس کے کفن کی بڑی چادر اور لفافہ پکڑ کر کھینچنے لگا لیکن وہ عورت اپنے کفن پر قابو پائے ہوئے تھی گویا وہ اپنی طرف کھینچتی تھی اور میں اپنی طرف۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ پر غلبہ نہیں پاسکتی۔ میرا یہی کہنا تھا کہ میں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اس پر میں نے کفن چھوڑ دیا تو اس عورت نے زور سے میرے چہرے پر تھپڑ مارا تو واقعی میرے چہرے پر پانچ انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔

میں نے پوچھا: پھر کیا ہوا؟۔

اس نے کہا: پھر میں ڈر کے مارے قبر سے باہر نکلا اور قبر پر مٹی ڈال کر چلا آیا اور سچی توبہ کرلی کہ آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا۔

حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں نے یہی واقعہ امام اوزاعی کو لکھا۔ آپ نے جواب بھجوایا کہ اس سے پوچھ لینا کہ اتنا عرصہ تو کفن چراتا رہا مردوں کے چہروں کا رخ کس طرف پایا۔ ہم نے اس شخص کو بلا کر پوچھا تو اس نے کہا:

بعض مردوں کے چہرے قبلہ رخ ہوتے اور بعض کے قبلہ سے پھرے نظر آتے تھے

میں نے یہی کیفیت لکھ کر امام اوزاعی کو لکھی تو انہوں نے تین بار پڑھا:

انا للّٰہ و انا الیہ رجعون ۔

ہم نے وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

جن کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے یہ وہ لوگ تھے جو اہل السنّت نہیں تھے

ایک کفن چور کی توبہ

ایک کفن چور نے ایک رات ایک قبر کھودی جب اس نے میت سے پردہ ہٹایا تو آگ نے اس میت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، تو آگ کا ایک شعلہ کفن چور کی طرف بڑھا تو وہ کفن چور وہاں سے بھاگ نکلا اور پھر آ کر اس برے عمل سے توبہ کی۔

۔الاستعداد للموت وسؤال القبر (الملیباری) باب احوال القبر ۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی

ایک کفن چور کی کہانی

ایک شخص کفن چوری کیا کرتا تھا اور اس نے قریباً دو ہزار دو سو کے قریب لوگوں کے

کفن چرائے تھے الغرض اس نے اس کام سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے قبروں میں مسلمانوں کو کس حال میں دیکھا؟۔

عرض کی کہ سب کا حال بیان کرنا تو نہایت مشکل ہے لیکن چند ایک کا بیان کرتا ہوں ۔

ایک قبر جو میں نے کھولی تو دیکھا کہ اس میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ نہایت سیاہ ہے اور ہاتھوں اور پیروں میں اس کے آگ کی زنجیریں بندھی ہوئی ہیں اور اس کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہے۔ اس قدر بدبو آتی تھی کہ دماغ پریشان ہو گیا اور میں وہاں سے الٹا پھرا۔ اس مردے نے مجھ کو آواز دی کہ کیوں بھاگتا ہے۔ یہاں آ اور میرا حال دریافت کر۔ اور سن میں کیا کام کیا کرتا تھا جس کے سبب میں مبتلا ہوا۔

میں پھر اس قبر میں گیا اور دیکھا کہ فرشتگان عذاب نے اس کی گردن میں زنجیریں باندھ رکھی ہیں اور بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟۔ اس نے کہا:

میں مسلمان تھا اور مسلمان کا فرزند تھا مگر میں شراب خور تھا اور زانی تھا۔ اور اسی بدمستی کی حالت میں مر گیا اور اس ذلت میں گرفتا ہوا۔

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 64۔

دوسرا واقعہ

کفن چور کہتا ہے کہ میں نے دوسری قبر کھودی تو دیکھا ایک شخص سیاہ رو برہنہ کھڑا ہے اور چاروں طرف اس کے آگ روشن ہے اور زبان اس کی باہر نکلی ہوئی ہے اور فرشتے اس کی گردن میں زنجیریں باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔

اس شخص نے مجھ کو دیکھتے ہی فریاد کی کہ جناب تھوڑا سا پانی مجھے پلایئے کہ میں پیاس کے مارے عاجز ہو گیا ہوں۔

اس کے یہ بات کہتے ہی میں نے چاہا کہ پانی دوں۔

فرشتوں نے دھمکایا کہ خبردار اس تارک نماز کو پانی نہ دینا کیوں کہ خدا کے حکم کے خلاف ہوگا۔

پھر میں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ تو کیا کام کرتا تھا؟ اس نے کہا کہ میں مسلمان تھا مگر کبھی میں نے خدا کی اطاعت نہیں کی اور میری طرح بہت سے لوگ عذاب کا شکار ہیں۔

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 64۔

تیسرا واقعہ

پھر اس کے بعد میں نے ایک اور قبر کھودی۔ دیکھا کہ ایک جوان ایسا خوبصورت ہے کہ اس کے حسن کا حال بیان نہیں ہو سکتا۔ اور ارد گرد اس کے سبزہ زار تھا اور چشمے بہہ رہے تھے اور اس کے سامنے حوارنِ بہشتی تخت پر بیٹھی تھیں۔

میں نے پوچھا: اے نوجوان تو کون ہے؟ اور کیا کام کرتا تھا اور کس عمل سے تو نے یہ درجہ پایا؟۔

اس نے کہا: اے شخص میں تم ہی جیسا تھا لیکن ماہِ محرم میں عاشوراء کے روز میں نے ایک عالم سے سنا تھا کہ جو شخص چھ رکعتیں پڑھے خدا اس کو بخش دیتا ہے۔ پس میں ہمیشہ ہی انہیں پڑھا کرتا تھا۔

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 64۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اور آپ کا ہاتھ بلند کرنا

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے یاروں کے ہمراہ تشریف رکھتے تھے اور اولیاء اللہ کے انتقال فرمانے کا ذکر ہو رہا تھا کہ ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اور ایک سیب ہاتھ لئے ہوئے آیا۔ نہایت خوبرو اور نیک سیرت۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ!۔

خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ہر بار اس شخص سے فرماتے کہ خوب آئے اور بہت اچھے آئے۔

پھر وہ سیب اس شخص نے خواجہ کو دے دیا۔ خواجہ نے اس سیب کو دونوں ہاتھوں میں لے کر تبسم کیا اور فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیے۔ جب وہ چلا گیا تو خواجہ نے لوگوں کو معذرت کے ساتھ رخصت کیا۔ پھر قبلہ رو ہو کر قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا جب ختم کر چکے تو اس سیب کو سونگھا اور جاں بحق تسلیم کی۔ بعد ازں خواجہ کا جنازہ مسجد کے آگے لائے نماز کا وقت تھا اور مؤذن اذان کہہ رہا تھا جب اس نے کہا

اشھد ان لاالہ الا اللہ

خواجہ نے ہاتھ کفن سے باہر نکالا اور انگشت شہادت کھڑی کر کے فرمایا۔

اشھد ان محمد رسول اللہ

ہر چند لوگوں نے چاہا کہ انگلی کو نیچا کریں مگر نہ ہو سکی اور آواز آئی کہ اے مسلمانوں جو انگلی ذوالنون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اٹھائی ہے وہ اس وقت تک نیچے نہ ہو گی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک نہ پکڑ لے گی۔

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 68۔

حضرت خواجہ سہیل تُستری کا اپنے جنازہ پر زندہ ہو کر یہودی کو کلمہ طیبہ پڑھانا

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ سہیل تُستری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور لوگ خواجہ صاحب کا جنازہ لے کر باہر آئے تو تُستر شہر کے یہودی جو بے حد منکر تھے، ان کا سردار برہنہ پا حاضر ہوا اور کہا جنازے کو نیچے اتار دو کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔

جب جنازہ نیچے اتارا گیا تو یہ یہودی سردار جنازے کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا:

اے خواجہ مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو تا کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ اس سردار کے ساتھ اس کی قوم کے اس وقت ایک ہزار لوگ بھی موجود تھے۔

اس کی یہ گفتگو سنتے ہی خواجہ صاحب نے کفن سے ہاتھ نکالے اور آنکھیں کھول کر کہا:

اشھد ان لاالہ الا اللّٰہ

واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

یہ کہہ کر پھر کفن کے اندر ہاتھ کر لئے اور آنکھیں بند کر لیں۔

لوگوں نے اس یہودی سے پوچھا کہ تو نے کیا برھان دیکھی تھی جو مسلمان ہوا؟۔

اس نے کہا: جس وقت تم لوگ یہ جنازہ لے کر باہر آئے ہو میں نے آسمان سے ایک سخت آواز سنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسی آواز ہے؟۔ پھر میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں نور کے طبق ہیں اور وہ خواجہ صاحب کے جنازے پر آئے ہوئے ہیں اور اس نور کو نثار کرتے ہیں۔

میں نے کہا: اللہ اکبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایسے لوگ بھی ہیں اور اسی سبب سے میں مسلمان ہو گیا۔

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 69۔

ایک ولیہ کا اپنی قبر میں خود جانا

عن ابی رواد قال: کان عندنا امرأة مکة تسبح کل یوم اثنتی عشرة ألف تسبیحة فماتت ۔ فلما بلغت القبر أختلست من ایدی الرجال رحمها الله علیها ۔

۔صفة الصفوة (ابن جوزی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 279۔

۔جامع العلوم والحکم (ابن رجب حنبلی) صفحہ نمبر 446۔

حضرت ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک عبادت گذار خاتون تھیں جو ہر دن میں بارہ ہزار تسبیحات کا ورد کرتی تھیں ۔ جب ان کا انتقال ہوا اور لوگ ان کو دفن کرنے کی غرض سے قبر کے پاس لے کر گئے تو وہ مردوں کے ہاتھوں سے خود بخود نکل کر قبر میں چلی گئیں۔

مردہ کا نہلانے والے کی اصلاح کرنا

رسالہ قشیری میں ہے کہ ابراہیم بن شیبان نے فرمایا کہ ایک اچھا نوجوان میرا ساتھی بنا اور جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا تو مجھے بہت رنج ہوا۔

اس کے غسل دینے کا بنفس نفیس ارادہ کر لیا تو میں نے دہشت کی وجہ سے اس کے الٹی طرف سے نہلانا شروع کر دیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے دایاں حصہ دیا۔

میں نے کہا:

اے بیٹے! تو حق پر ہے اور غلطی پر میں ہی تھا۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

مردہ کا نہلانے والے کا انگوٹھا پکڑنا

ابو یعقوب سوسی سے روایت ہے کہ میں نے ایک مردے کو غسل دیا تو اس نے میرے انگوٹھے کو پکڑ لیا میں نے اس سے کہا:

بیٹا میرے انگوٹھے کو چھوڑ دو کیونکہ مجھے علم ہوا ہے کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرنا ہے۔اس نے چھوڑ دیا۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

مردہ کا نہلاتے وقت ہنسنا

حضرت شیخ ابن جلاء کا بیان ہے کہ میرے والد محترم علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا اور غسل کے لئے انہیں تختہ پر رکھا گیا تو ہنسنے لگے۔

کسی کو انہیں غسل دینے کی ہمت نہ ہوئی کہ یہ تو زندہ ہیں۔

بالآخر ان کے ہم رتبہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ آئے تو انہیں غسل دیا۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241۔

مردے کا غسل کے وقت ہاتھ ہلانا

ابونعیم اور ابن عساکر نے سلمہ سے روایت کیا کہ خالد بن معدان ہر دن چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے اور اس کے علاوہ تلاوت قرآن بھی کثرت سے کرتے تھے۔
جب ان کو تختے پہ نہلانے کو رکھا گیا تو وہ اپنی انگلی اس طرح ہلانے لگے۔ جیسے تسبیح میں ہلائی جاتی ہے۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 210۔
۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 16 صفحہ نمبر 201۔
۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 540۔
۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 173۔
۔بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب (عقیلی) ترجمہ: خالد بن معدان۔
۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 91۔

نیک عورت کا غسل کے وقت زندہ ہونا

ایک غسالی عورت نے میت (عورت) کو غسل دیتے وقت اس کے ناخن کاٹنے میں اندیشہ محسوس کیا۔ تو میت نے اپنی انگلی کھینچ لی اور مسکرانے لگی۔ غسالہ اور مرنے والی دونوں نیک خواتین تھیں۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241۔

اولیاء اللہ مر کر بھی زندہ ہیں

عن الشیخ ابی السعید الخراز قال : کنت بمکة فرأیت بباب بنی شیبة شابا میتا فلما نظرت الیه تبسم فی وجهی وقال لی:

یاابا سعید اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینقلون من دار الی دار ۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الخروج من الدنیا۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 240۔

۔مرآۃ الجنان (یافعی) صفحہ نمبر 300۔

۔العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 161۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ الانعام آیت نمبر 151۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 317۔

شیخ ابوسعید الخراز سے روایت ہے:

میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ میں نے باب بنی شیبہ کے پاس ایک نوجوان کو مُردہ حالت پر پایا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اور کہنے لگا:

اے ابوسعید! شہداء زندہ ہیں وہ تو ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال فرماتے رہتے ہیں

میت کا زندہ کو اعمال صالحہ کی تلقین کرنا

ابومحمد بن النجار جو کہ اصحاب مروزی میں سے تھے، سے روایت ہے کہ خلال جو کہ اپنے فضائل کی بناء پر سب سے مقدم تھے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا۔ میں غسل دے رہا تھا کہ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا:

اے ابومحمد (یہ آپ کی کنیت تھی) اس دن (قیامت) کے لئے اچھی تیاری کرلو۔

۔الطبقات الحنابلہ (ابوالحسین بن ابی یعلی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 138۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 40۔

اللہ کا محبّ زندہ

رسالہ قشیری میں روایت ہے ابو یعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک مرید مکہ سے آیا۔ اور مجھ سے کہا:

اے استاد! کل ظہر کے وقت مجھے موت آجائے گی۔ یہ دینار لے لو آدھے دینار میں قبر اور آدھے میں کفن کا انتظام کرنا۔

جب دوسرے روز ظہر کا وقت آیا تو اس نے آکر طواف کیا اور پھر دور کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد مر گیا۔

جب میں نے اسے قبر میں رکھ دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

میں نے اس سے کہا: مرنے کے بعد بھی زندگی ہوتی ہے؟۔

تو اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا محبّ ہوں اور اللہ کا محبّ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241۔

۔مرآۃ الجنان (یافعی) صفحہ نمبر 300۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ حم السجدۃ آیت نمبر 36۔

اللہ تعالیٰ کا محبّ ہمیشہ زندہ اور زندوں کی مدد کرتا ہے

شیخ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک درویش کو قبر میں اتارا اور اس کے سر سے کفن ہٹا کر اس کا سر اس خیال سے زمین پر رکھ دیا کہ کہ ارحم الراحمین اس کی غربت پر رحم فرما کر اس کو بخش دے، لیکن جیسے ہی

میں نے اس کا سر زمین پر رکھا اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا:

اے ابو علی! تم مجھے ان دنیاداروں کے سامنے ذلیل مت کرو جو لوگ مجھے دنیا میں ذلیل سمجھا کرتے تھے۔

ابو علی رودباری فرماتے ہیں کہ میں نے حیران ہو کر عرض کیا:

اے میرے آقا کیا آپ مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں؟۔

اس درویش نے جواب دیا کہ بے شک میں زندہ ہوں اور صرف میں ہی زندہ نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے اور میں اپنی خداداد وجاہت کے سبب سے آئندہ ضرور ضرور تمہاری مدد کروں گا۔

۔رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الخروج من الدنیا۔

۔التعرف لمذھب التصوف (ابوبکر محمد بن ابراہیم الکلاباذی) صفحہ نمبر 158۔

۔طبقات الاولیاء (ابن الملقن) صفحہ نمبر 8۔

۔العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 161۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86۔

ایک درویش کا اپنے خدام کو مدد کا وعدہ فرمانا

شیخ علی روذباری کی خانقاہ میں درویشوں کی ایک جماعت آکر قیام پذیر ہوئی۔ ان میں سے ایک درویش بیمار ہو گیا اس کے ساتھی اس کی تیمارداری کر کر کے تھک گئے۔ ان کی علالت لمبی ہوتی گئی۔ درویش کے ساتھیوں نے ان سے اس کے طویل مرض کی وجہ سے شکایت کی۔

شیخ نے اس کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ اگرچہ نفس بیچ میں حائل ہونا چاہتا تھا لیکن انہوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی تیمارداری کی قسم اٹھالی۔

درویش کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گیا۔ غسل وکفن اور نماز جنازہ کے بعد شیخ نے قبر میں اتار کر اس کے کفن کا سر بند کھولا تو درویش نے آنکھیں کھال دیں اور کہا کہ بخدا میں اپنی وجاہت سے روز قیامت آپ کی مدد کروں گا جیسے اپنے نفس کی مخالفت میں آپ نے میری مدد کی۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 240۔

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ حم السجدۃ آیت نمبر 36۔

اللہ تعالیٰ کا محبّ ہمیشہ زندہ اور زندوں کی مدد کرتا ہے (مزید واقعہ)

حضرت شیخ الفاروثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ میں حضرت شیخ احمد بن الرفاعی کی قبر مبارک پر میں حاضر ہوا ہوں اور ایک مرتبہ میں نے ان سے کلام کیا تو آپ نے اونچی آواز میں قبر سے جواب دیا:

تمہاری حاجت پوری ہوگئی۔

۔جامع کرامات اولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 399۔

ماں کی دعا سے بخشش اور مردہ بیٹے کا کلام

قشیری نے کہا کہ میں نے استاد علی دقاق کو کہتے ہوئے سنا:

ابوعمر ایک گلی سے گزر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک نوجوان کو اس کے بدچلن ہونے کی وجہ سے گھر سے گھسیٹ کر نکال رہے ہیں اور اس کی ماں رو رہی ہے اور ان سے سفارش کر رہی ہے۔

آپ نے کہا: اس شخص کو میری طرف سے اس عورت کو ہبہ کر دو۔

کچھ دن بعد آپ نے اس کی ماں کو دیکھا تو اس نوجوان کا حال دریافت کیا۔

اس عورت نے بتایا کہ وہ تو مر گیا اور اس نے مجھے وصیت کی تھی:

میں اس کے مرنے کی اطلاع پڑوسیوں کو نہ دوں تا کہ مر جانے سے خوش نہ ہوں اور جب میں مر جاؤں تو میرے حق میں رب سے سفارش کرنا۔

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، جب میں اس کی قبر سے چلنے لگی تو میں نے اس کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا تھا:

ماں! اب تو چلی جا۔ کیوں کہ میں کرم کرنے والے رب کے پاس آ گیا ہوں۔

۔الرسالۃ قشیریہ الجزء الاول باب الرجاء۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 87۔

ٹیک لگانے والے سے مردہ کا شکوہ کرنا:

تم نے مجھے تکلیف پہنچائی نیز نیکی کی اہمیت واضح کرنا

عن ابن مینا قال لبست ثیابا لی خفافا و دخلت الجبان فأصابنی برد شدید فملت الی قبر فصلیت رکعتین خفیفتین ثم اضطجعت علی القبر فو اللّٰہ انی لنهبان سمعت قائلا فی القبر یقول:

قم فقد آذیتنی ۔ثم قال:

انکم لتعلمون ولا تعملون ونعلم ولا نعمل فو اللّٰہ لأن اکون صلیت مثل رکعتین ھذہ الخفیفتین أحب الی من الدنیا ومافیھا ۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 40۔

۔الاستذکار (ابن عبدالبر) صفحہ نمبر 185۔

۔التبصرۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 434۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 89۔

حضرت ابن مینا سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ہلکا لباس پہنا اور ایک قبرستان میں داخل ہو گیا۔ مجھے وہاں پر شدید سردی محسوس ہونے لگی۔ میں ایک قبر کے ساتھ مل گیا اور وہاں پر میں نے مختصر سی دو رکعتیں پڑھیں پھر میں قبر کے ساتھ ہو کر لیٹ گیا۔ اللہ کی قسم ابھی بالکل بیدار تھا جب میں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا:

کھڑے ہو جاؤ! تم نے مجھے تکلیف دی۔ پھر اس نے کہا تم لوگ عمل کر سکتے ہو لیکن اس کا اجر نہیں جانتے اور ہم لوگ اجر جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ اور اللہ کی قسم تمہاری طرح پڑھی گئی دو ہلکی رکعتیں پڑھ لینا بھی مجھے دنیا اور دنیا میں جو کچھ بھی مال واسباب ہے اس سے زیادہ محبوب ہے۔

مردہ کا زندہ کی خوبیاں بیان کرنا

ابن عساکر نے اوزاعی سے روایت کیا ہے کہ میسرہ بن جلیس باب توما کے قبرستان سے گزرے چونکہ آپ نابینا تھے اس لئے ایک شخص آپ کے ہمراہ تھا تو انہوں نے کہا کہ:

السلام علیکم یا اھل القبور انتم لنا سلف و نحن لکم تبع فرحمنا اللہ و ایاکم وغفر لنا ولکم

تو قبرستان سے ایک مردے نے کہا کہ اہل دنیا تم خوشخبری ہو کہ تم ایک ماہ میں چار مرتبہ حج کرتے ہو۔ میں نے کہا وہ کیسے؟۔

کہا کہ کیا تم کو پتہ نہیں کہ ہر جمعہ پر تم کو حج مبرور کا ثواب ملتا ہے۔

میں نے دریافت کیا: تمہارا سب سے عمدہ عمل کون سا تھا؟۔

اس نے جواب دیا کہ: **استغفار**

لیکن اب نہ تو ہماری نیکی میں زیادتی ہوتی ہے اور نہ ہی برائی میں کمی ہوتی ہے۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 35 صفحہ نمبر 308۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 89۔

تین بھائیوں کا واقعہ اور نصرانی بادشاہ

ابن جوزی نے عیون الحکایت میں اپنی سند سے ابو علی الضریر سے روایت کیا ہے:

تین شامی بھائی رومیوں سے جہاد کرتے تھے ایک مرتبہ رومی بادشاہ نے انہیں گرفتار کر لیا۔

بادشاہ نے کہا: میں اپنی حکومت میں تمہیں حصہ دار بنا دوں گا اور اپنی لڑکیاں تمہارے نکاح میں دے دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تم عیسائی بن جاؤ۔

ان تینوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور بلند آواز سے پکارنے لگے: یا محمداہ (روح البیان)

پھر بادشاہ نے تیل کی تین دیگیں تین روز تک آگ پر چڑھائے رکھیں۔ اُن کو ڈرانے کے لئے روزانہ دیگیں ان کو دکھائی جاتیں، لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔

بالآخر بڑے بھائی کو اس تیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر دوسرے کو بھی اسی طرح تیل ڈال دیا گیا۔

اب تیسرے کی باری تھی بادشاہ نے اسے بھی ورغلانے کی بہت کوشش کی مگر وہ ہر طرح ثابت قدم رہا۔

ایک رومی سردار کھڑا ہوا اور کہا:

اے بادشاہ! میں اس کو اس کے دین سے توبہ کرواسکتا ہوں۔ یہ عرب والے عورتوں کو بہت پسند کرتے ہیں میں اسے اپنی بیٹی کے سپرد کردوں گا وہ خود اس کو بہکالے گی

چنانچہ بادشاہ نے اس کو سردار کے حوالے کردیا۔

سردار نے اپنی بیٹی کو سب معاملہ بتایا اور اس مجاہد کو اپنی بیٹی کے سپرد کردیا۔

کئی دن بعد باپ نے بیٹی سے پوچھا کہ کیا تو اپنے ارادے میں کامیاب ہوئی؟

اس نے کہا: نہیں۔ میرا نہیں خیال کہ یہ بہکے گا۔ چوں کہ اس کے دونوں بھائی اس شہر میں قتل کیے گئے ہیں اس لئے اس کا یہاں دل نہیں لگتا۔ اس لئے ہم دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے اور ہمیں مزید مہلت دی جائے۔

چنانچہ ان کو دوسرے شہر میں منتقل کیا گیا لیکن وہ جوان دن بھر روزے سے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتا اور اس کی توجہ قطعاً لڑکی کی طرف نہ ہوتی۔

لڑکی نے جب اس کی پارسائی کو دیکھا تو متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

چنانچہ وہ دونوں ایک گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دن میں چھپتے اور رات کو چلتے، ایک دن ان دونوں نے اچانک گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنی۔ اب جو غور سے دیکھا تو مجاہد کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ آرہے ہیں

۔

اس شخص نے سلام کر کے ان سے حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں تھوڑی دیر کی تکلیف ہوئی جو تم نے دیکھی۔ پھر ہم کو جنت الفردوس میں بھیج دیا گیا اور اب ہمیں اسلئے بھیجا گیا ہے کہ تمہاری شادی اس لڑکی سے کردیں۔

چنانچہ وہ لوگ شادی کر کے چلے گئے اور یہ نوجوان اپنے وطن (شام) پہنچ گیا۔

کسی عربی شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے:

سيعطى الصادقين لفضل صدق

نجاة في الحيوٰة و في الممات

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 89۔

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ القمر آیت نمبر 55۔

آٹھ ساتھیوں کا واقعہ اور نصرانی بادشاہ

ابن عساکر نے اپنی سند سے عمیر بن حباب سلمیٰ سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں:

میں اور میرے آٹھ ساتھیوں کو بنو امیہ کے زمانے میں رومیوں نے قید کر لیا۔ بادشاہ روم نے میرے آٹھ ساتھیوں کے سر قلم کر دیئے پھر مجھے قتل کئے جانے کے لئے پیش کیا گیا تو ایک رومی سردار اٹھا اس نے بادشاہ کے پاؤں چوم کر مجھے رہا کرا دیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا۔ وہاں جا کر اس نے اپنی حسین وجمیل لڑکی دکھائی۔ اور اپنا بہترین مکان دکھایا اور کہا:

تم جانتے ہو کہ بادشاہ کے ہاں میری کیا قدر ہے؟۔ اگر تم میرے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور یہ سب نعمتیں تمہیں دے دوں گا

میں نے کہا کہ میں اپنا دین، بیوی اور اس دنیا کے واسطے نہیں چھوڑ سکتا۔

وہ شخص کئی روز تک اپنا دین مجھے پیش کرتا رہا۔

ایک رات اس کی بیٹی نے مجھے تنہائی میں اپنے باغ کے اندر بلایا اور کہا:

کیا وجہ ہے کہ تم میرے باپ کی باتوں کو نہیں مانتے۔

میں نے وہی جواب دیا کہ میں ایک عورت کی خاطر اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔

اس لڑکی نے کہا کہ تم اب کیا چاہتے ہو؟ ہمارے پاس ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا چاہتے ہو۔

میں نے کہا: اپنے وطن جانا چاہتا ہوں۔

اس نے مجھے آسمان کا ایک ستارہ دکھا کر کہا کہ تم اس ستارے کو دیکھ کر رات کو چلتے رہو اور دن کو چھپتے رہو، اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔

پھر اس نے مجھے کچھ زادِ راہ دیا اور میں چل دیا میں تین راتیں اس کی حسب ہدایت چلتا رہا چوتھے روز میں چھپا بیٹھا تھا کہ گھوڑوں کے آنے کی آوازیں معلوم ہوئیں۔ بس میں نے سمجھ لیا کہ اب تو پکڑا گیا۔

جب غور سے دیکھا تو میرے شہید ساتھی اور ان کے ہمراہ سفید گھوڑوں پر کچھ اور لوگ بھی تھے انہوں نے آ کر کہا: کیا تم عمیر ہو؟۔

میں نے کہا: ہاں میں تو عمیر ہوں، تم بتاؤ کہ تم تو قتل ہو چکے تھے؟۔

انہوں نے کہا: بے شک ہم قتل ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے شہداء کو اٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شرکت کریں۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے عمیر! ذرا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔

میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تو اس مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

تھوڑی دیر چل کر اس نے مجھے پھینک دیا۔ گرنے سے مجھے کسی قسم کی چوٹ نہ آئی اب جو دیکھا تو میں اپنے گھر کے قریب پہنچ گیا۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 36 صفحہ نمبر 228 + جلد نمبر 46 صفحہ نمبر 431

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 89۔

قبر کے اندر سے سوال و جواب کی آواز

العلاء بن عبدالکریم قال مات رجل و کان لہ اخ ضعیف البصر قال اخوہ:

فـدفناه فلما انصرف الناس وضعت رأسي على القبر فاذا انا

بصوت من داخل القبر يقول:

من ربك؟ .

فسمعت صوت اخي وعرفته وعرفت صفته فقال:

اللّٰـه ربي و محمد نبي ثم ارتفع شبيه سهم من داخل القبر

الى اذني فاقشعر جلدى فانصرفت .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 43۔

حضرت علاء بن عبدالکریم بیان فرماتے ہیں:

ایک آدمی مر گیا اس کا ایک بھائی تھا جس کی نظر کافی کمزور تھی ۔اس کے بھائیوں نے بیان کیا کہ ہم نے اسے دفن کر دیا جب لوگ تدفین کے بعد واپس پلٹ گئے تو میں نے اپنا سر اس کی قبر پر رکھ دیا تو قبر کی اندرونی طرف سے آواز آرہی تھی:

من ربك

تو میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی اور جب کہ اس آواز کو اچھی طرح پہچانتا ہوں اور آواز کی خوبی بھی جانتا ہوں، اس نے جواباً کہا کہ:

اللّٰه ربي ومحمد نبيي

پھر اندر سے تیر کے چلنے جیسی آواز میرے کانوں کی طرف بلند ہوئی تو میرا جسم کانپ اٹھا۔پھر میں وہاں سے واپس پلٹ آیا۔

قبر کے اندر سے سوال و جواب کی آواز

(ایک اور واقعہ)

عن یزید بن طریف قال مات اخی فلما الحدو انصرف الناس وضعت رأسی علی قبرہ فسمعت صوتا ضعیفا اعرف انه صوت اخی وهو یقول: الله

فقال له الاخر فما دینك

قال : الاسلام .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 42۔

یزید بن طریف نے بیان کیا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا۔ جب اسے دفن کر دیا گیا تو سب لوگ واپس لوٹ گئے میں نے اپنا سر اس کی قبر پر رکھ دیا تو میں نے اندر سے کمزوری آواز سنی اور میں پہچانتا ہوں کہ وہ آواز میرے بھائی کی تھی، اور وہ کہہ رہا تھا: اللہ ۔

اسے دوسرے نے کہا: فمادینك؟۔ تو اس نے کہا: دینی الاسلام ۔

مردہ کا زندہ کی خوبیاں بتانا

ابونعیم نے اپنی سند سے حلیہ میں یونس بن حلبس سے روایت کیا:

میں دمشق کے قبرستان سے جمعہ کے دن علی الصبح گزرا تو سنا کہ قبرستان سے آواز آرہی ہے:

یہ یونس بن حلبس ہیں جو ہجرت کر کے آئے ہیں۔ ہم ہر ماہ حج و عمرہ کرتے ہیں اور

نماز پڑھتے ہیں۔ تم عمل کرتے ہو اور جانتے نہیں۔ ہم جانتے ہیں اور عمل نہیں کر سکتے۔ تو یونس متوجہ ہوئے اور سلام کیا' لیکن جواب نہ آیا تو یونس نے کہا: سُبحن اللہ ۔ میں تمہاری بات چیت سنتا ہوں مگر تم سلام کا جواب نہیں دیتے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تمہارا سلام سنا مگر (واجب) جواب دینا ایک نیکی ہے اور اب نیکی بدی ہم سے روک دی گئی ہے۔

۔حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 251۔

۔اھوال القبور (ابن رجب حنبلی) فصل النھی تمنی الموت۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 89۔

ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی قبر پر کلام کرنا

سوار بن مصعب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے:

میرے ہمسائے میں دو بھائی تھے جو آپس میں بہت زیادہ محبت رکھتے تھے۔ اتفاقاً بڑا بھائی اصفہان چلا گیا۔ اس کے پیچھے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ جب بڑا بھائی واپس آیا تو اس کی قبر پر پہنچ کر رویا۔ اس کو سات ماہ تک اس کی قبر سے یہ اشعار سننے میں آئے:

یا ایھا الباکی علیٰ غیرہٖ

نفسك اصلحها ولاتبکه

ان الذی تبکی علیٰ اثرہٖ

یوشك ان تلك فی ملکه

پھر انہوں نے دیکھنا چاہا تو کوئی نہ تھا۔ اس شخص پر کپکپی طاری ہوئی اور تین روز بعد فوت ہو گیا۔ اور اس کو اس کے بھائی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 17۔

۔الھواتف (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 41۔

۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (علامہ علی قاری) کتاب الجنائز باب البکاء۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 91۔

مردوں کا زندوں کو سمجھانا

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کیا ہے:

یزید بن شریح ہیثمی نے ایک قبر سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے:

اے لوگو! آج تم ہم جیسوں کی زیارت کو آئے، ہم بھی تمہاری ہی طرح تھے اور زندگی میں تمہاری شکل تھے اب اس جنگل میں ہماری شکلیں ہوا کے ساتھ اڑ رہی ہیں اور ہم ایک کوٹھری میں ہیں تمہارے پاس نہیں آسکتے۔ اب ہم میں سے کوئی لوٹ نہیں سکتا۔ اب یہی گھر تمہارا ٹھکانہ بننے والا ہے۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 18۔

۔ھواتف الجنان (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 53۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 91۔

موت کی ڈاکٹر کی تصدیق اور میت کا مسکراہٹ

ابن عساکر نے ابوعبداللہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں:

ہمارا والد وفات پا گیا تو ہم نے ان کو تختے پر رکھا اور ان کا چہرہ کھولا تو وہ ہنس رہے تھے۔ تو لوگ شک میں پڑ گئے کہ کہیں زندہ تو نہیں۔

لوگوں نے طبیب کو بلایا اور ہم نے ان کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا۔ جب طبیب آیا تو اس نے نبض دیکھی اور کہا:

یہ تو وفات پا چکے ہیں پھر ہم نے چہرہ دیکھا تو وہ ہنس رہے تھے:

طبیب نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ ان کو زندہ کہوں یا مردہ۔ جب بھی کوئی غسل دینے کے لئے آگے بڑھتا۔ پیچھے ہٹ جاتا۔ حتیٰ کی فضل بن حسین جو بڑے پارسا تھے آئے اور انہوں نے غسل دے کر دفنا دیا۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 67 صفحہ نمبر 34۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 91۔

ایک شہید اور ایک زندہ کامل کر کافر قتل کرنا

عن ابی الشامی قال: غزونا الروم فعسکرنا فخرج منا ناس یطلبون اثر العدو وانفرد منهم رجلان قالا:

فبینا نحن کذلك اذ لقینا شیخ من الروم یسوق حمارا له علیه اِکَاف وبَرَذَعَةٌ وخرج فلما نظر الینا اخترط سیفه ثم هزّه فضرب حماره فَقَدَّ الخروج والاکاف والبرذعة والحمار حتی وصل الی الارض ثم نظر الینا فقال قد رأیتما ماصنعتُ ۔

قلنا: نعم ۔

قال: فابرزوا قال فحملنا علیه فاقتتلنا ساعة فقُتِل منا رجل ثم قال للباقی منهما قد رأیتَ مالقی صاحبك ۔

قال: نعم فرجع يريد اصحابه ۔قال: فبينا انا راجع اذ قلت لنفسى ثكلتني امى سبقني صاحبي الى الجنة وارجع انا هاربا الى اصحابي ۔

قال: فرجعتُ اليه فنزلتُ عن فرسي واخذتُ ترسي وسيفي فمشيت اليه فضربته فاخطأته، وضربني فاخطأني فالقيت سلاحي واعتنقته فحملني وضرب بي الارض وجلس على صدرى فجعل يتناول شيئا معه ليقتلني فجآء صاحبي المقتول فاخذبشعرة قفاه فالقاه عنى واعانني على قتله فقتلناه جميعا ثم اخذنا سلبه وجعل صاحبي يمشي ويحدثني حتى انتهى الى شجرة فاضطجع مقتولا كما كان فجئت الى اصاحبي فاخبرتهم فجاء وا كلهم حتى نظروا اليه في ذلك الموضع ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 32۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 93۔

حضرت ابوعبداللہ شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رومیوں سے جہاد کیا چنانچہ وہ ہم سے بھاگ نکلے ہم تلاش میں دشمن کے پیچھے نکلے تو ہمارے دو ساتھی ہم سے الگ ہو گئے ۔اس کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ ہم ابھی سفر کر رہے تھے کہ ہمیں ایک کافر سردار ملا جو کہ اپنا گدھا ہانک رہا تھا ۔اس گدھے پر اس کا پالان زین گھاس وغیرہ تھی، جب اس کی نظر ہم پر پڑی تو اس نے تلوار سونتی اور پھر وہ حرکت میں آ گیا ۔اس نے اپنے گدھے کو مارا اور گھاس، پالان، زین کے کپڑے اور سب کچھ زمین بوس کر دیا ۔پھر اس نے

ہماری طرف دیکھا اور کہا تم دونوں نے دیکھا کہ میں نے کیا کیا؟۔

ہم نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا آؤ پھر میرے مقابلے میں!۔

چنانچہ ہم نے اس پر حملہ کر دیا وہ ہم سے کچھ دیر تک لڑتا رہا یہاں تک کہ ہم میں سے ایک آدمی شہید ہو گیا۔ پھر اس نے باقی رہنے والے آدمی سے کہا تم نے دیکھا تمہارے ساتھی کا کیا حال ہوا۔

اس آدمی نے کہا: ہاں۔ اسی وقت اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا کہ اس دوران کہ ابھی میں لوٹا ہی تھا کہ میں نے اپنے دل میں خود سے کہا: تجھے تیری ماں گم کرے میرا ساتھی مجھ سے پہلے جنت میں پہنچ گیا۔ اور میں اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ اس نے یہ کہا اور دشمن کی طرف پلٹ آیا۔ چنانچہ میں اپنے گھوڑے سے اترا۔ میں نے اپنی ڈھال اور اپنی تلوار پکڑی۔ پھر میں اس کی طرف چلا میں نے اس پر تلوار کا وار کیا اس نے میرا وار ضائع کر دیا۔ پھر اس نے وار کیا تو میں نے ضائع کر دیا۔ میں نے اپنا اسلحہ زمین پر ڈال دیا اور اس کو گردن سے پکڑ لیا۔ اس نے مجھے اٹھایا اور زمین پر پٹخ دیا اور میرے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کوئی چیز لینے لگا تا کہ مجھے قتل کر دے۔ اسی اثناء میں میرا شہید ساتھی آ گیا اس نے اس کو گدی کے بالوں سے پکڑ لیا اور اس کو مجھ سے ہٹایا اور اس کے قتل میں میری مدد کی۔ چنانچہ ہم نے اسے قتل کر دیا پھر ہم نے اس کا سامان اپنے قبضہ میں لے لیا اور میرا وہ ساتھی میرے ساتھ چلنے لگا اور مجھ سے باتیں کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ہم ایک درخت کے نیچے پہنچے۔ وہاں جا کر وہ لیٹ کر شہید حالت میں ہو گیا جیسا کہ وہ پہلے تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کی طرف آیا اور انہیں واقعہ بیان کیا۔ وہ سب لوگ وہاں پر آئے یہاں تک کہ ان سب نے اس شہید کو اس جگہ پر دیکھا۔

ایک مردہ کا قبر سے باہر نکل کر کہنا: مانگ جو مانگنا ہے

حافظ ابو محمد خلال نے کتاب کراماۃ الاولیاء میں اپنی سند سے روایت کیا کہ ابو یوسف غسولی نے کہا:

ایک روز ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ (شام) میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں نے ایک عجیب چیز دیکھی۔

میں نے کہا: وہ کیا ہے؟۔

انہوں نے کہا: میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک وہ پھٹ گئی اور اس میں سے خضاب لگائے ہوئے ایک بزرگ برآمد ہوئے اور مجھ سے کہا کہ مانگو، کیوں کہ میں تمہارے لئے ہی نکلا ہوں۔

میں نے کہا کہ بتاؤ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں خدا کی بارگاہ میں برے اعمال کے ساتھ گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کی وجہ سے مجھ کو بخش دیا:

(i) ایک تو یہ کہ جو خدا سے محبت رکھتا تھا میں نے اس سے محبت کی۔

(ii) ناجائز چیز کبھی بھی نہیں پی۔

(iii) جب میں مرا تو میری داڑھی میں خضاب تھا اور اللہ تعالیٰ کو خضاب والے سے حیاء آتی ہے، کہ میں اپنے اس بندے کو جہنم میں داخل کروں۔

راوی نے کہا کہ پھر قبر حسب معمول بند ہوگئی۔

پھر ابراہیم نے کہا: اے غسولی تعجب ہے کہ خدا تم کو عجائبات دکھاتا ہے۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 93۔

والدہ کے گستاخ کا مرنا اور بطور سزا زندہ ہونا

عن ابی قزعة رجل من اهل البصرة عنه او عن غيره قال مررنا في بعض المياه التي بيننا وبين البصرة فسمعنا نهيق حمار .

فقلنا لهم: ماهذا النهيق؟ .

قالوا: هذا رجل كان عندنا كانت امه تكلمه بشئ فيقول لها انهقي نهيقك .

قال غير اسحاق: فكانت امه تقول:

جعلك الله حمار .

فلمامات سمع هذا النهيق عند قبره كل ليلة .

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 19۔

۔مجابو الدعوة (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 89۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 26۔

حضرت ابوقزعہ رضی اللہ عنہ سے ایک بصری راوی نے روایت کیا ہے کہ ہم پانی کے ان چشموں پر سے گذرے جو کہ ہمارے درمیان اور بصرہ کے درمیان ہیں چنانچہ ہم نے گدھے کے ہینگنے کی آواز سنی۔

ہم نے کہا: یہ کیسی ہینگنے کی آواز ہے؟۔

لوگوں نے بتایا کہ ایک آدمی ہمارے پاس تھا اس کی ماں جب اس سے بات کرتی تو وہ اسے کہتا کہ تم اپنے گدھے کی طرح ہینگو۔

اسحاق کے علاوہ ایک اور راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں نے اس کو بددعا

دیتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے گدھا بنائے۔

چنانچہ جب وہ مر گیا تو ہر رات اس کی قبر کے پاس سے یہی آواز سنی جاتی ہے۔

مزید سند

مجاهد قال اردت حاجة فبينا انا في الطريق اذ فاجأني حمار قداخرج عنقه من الارض فنهق في وجهي ثلاثا ثم دخل .

فاتيت القوم الذين اريدهم . قالوا:

ما لنا نرى لونك قد حال فاخبرهم الخبر .

فقالوا: ما تعلم من ذاك .

قلت: لا .

قالوا: ذاك غلام من الحي وتلك امه في تلك الخباء وكانت اذا امرته بشيء شتمها وقال:

ما انت الا حمار ثم نهق في وجهها وقال ها ها ها .

فمات يوم مات فدفناه في تلك الحفيرة .

فما من يوم الا وهو يخرج رأسه في الوقت الذي دفناه فيه فينهق الى ناحية الخباء ثلاث مرات ثم يدخل .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 27۔

۔احوال القبور (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 109۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں کسی حاجت کی غرض سے جا رہا تھا

ابھی راستے میں ہی تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک گدھے نے زمین سے گردن نکالی اور میرے چہرے کے سامنے تین مرتبہ ہنگا پھر زمین میں داخل ہو گیا۔

میں ان لوگوں کے پاس گیا جن سے مجھے کام تھا۔

انہوں نے مجھے کہا: آپ کا کیا حال ہے کہ ہم آپ کی رنگت تبدیل دیکھ رہے ہیں۔

جو میرے ساتھ معاملہ بیتا تھا میں نے انہیں سارا واقعہ بتا دیا۔

انہوں نے کہا کہ آپ نے اس سے کیا سمجھا ہے؟۔

میں نے کہا کچھ بھی سمجھ نہیں آیا۔

انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے قبیلے کا ایک نوجوان تھا اس کی ماں اس مکان میں رہتی تھی۔ جب بھی وہ اس کو کوئی کام کہتی تو وہ اسے گالیاں دیتا اور کہتا کہ تو تو ایک گدھی ہے اور پھر اس کے منہ پر ہینگنا شروع کر دیتا اور کہتا ھا ھا ھا۔

ایک دن وہ مر گیا اسی دن اسے قبر میں دفن کر دیا گیا تو اس دن سے ہی وہ اسی وقت اپنا سر اسی قبر سے باہر نکال کر تین مرتبہ ہینگتا ہے جس وقت اسے دفن کر دیا گیا تھا۔

ایک اور سند

عن عبداللہ بن ابی الھذیل قال کان رجل اذا کلمته امه نهق في وجهها ثلاثا ثم قال لها انما انت حمار ۔

فمات فكان يخرج من قبره كل يوم بعد صلاة العصر يخرج من قبره راس حمار الى صدره فينهق ثلاثا ثم يعود الى قبره

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 28۔

حضرت عبداللہ بن حذیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ایک شخص تھا کہ جب بھی اس کی ماں اس سے بات کرتی تو وہ اس کے چہرہ پر تین مرتبہ ہینگتا پھر اس سے کہتا کہ تم تو گدھی ہو۔

جب سے وہ مرا ہے تب سے وہ ہر روز عصر کے بعد نکلتا ہے۔ جب وہ نکلتا ہے تو اس کا سر سینہ تک گدھے کا ہوتا ہے اور وہ تین مرتبہ وہ ہینگ کر واپس قبر میں چلا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فوت شدگان کی شرکت

ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ شام میں تھا ان کا ایک لڑکا شہید ہو چکا تھا۔ ایک دن اس شخص نے اچانک ایک سوار کو آتے دیکھا۔ اس شخص نے آکر اپنی بیوی سے کہا:

اے فلانہ وہ میرا اور تیرا بیٹا۔

تو عورت نے کہا کہ اپنے سے شیطان کو دور رکھ۔ میرا بیٹا تو ایک عرصہ ہوا ہے شہید ہوا ہے۔ تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہے چل اپنا کام کر۔

وہ شخص استغفار کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد سوار قریب آچکا تھا۔ اب جب غور سے دیکھا تو شبہ دور ہوا واقعی وہ ان کا شہید بیٹا ہی تھا۔

باپ نے کہا:

اے بیٹے! کیا تو شہید نہیں ہوا تھا؟۔

اس نے کہا کہ جی ہاں، مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے ۔شہداء نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی ہے، کہ وہ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔ اور میں نے اپنے رب سے آپ کو سلام کرنے کی اجازت حاصل کر لی ہے۔

پھر وہ ان کو دعا دے کر چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز

رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے اور عین اسی وقت ہوا تھا۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 45 صفحہ نمبر 258۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 93۔

ایک جج کا مرنے کے بعد گفتگو کرنا

عن سلیمان بن بلالؒ قال سمعت عطاءؒ الخراسانی

قال استقضی رجل من بنی اسرائیل اربعین سنة فلما حضرته الوفاة قال:

انی اری انی هالك فی مرضی هذا فان هلکت فاحبسونی عندکم اربعة ایام او خمسة ایام فان رابکم منی شیء فلینادنی رجل منکم ۔

فلما قضی جعل فی تابوت فلما کان ثلاثة ایام آذاهم ریحه فناداه رجل منهم یافلان ماهذه الریح فاذن له فتکلم ۔

فقال: قد ولیت القضاء فیکم اربعین سنة فما رابنی شئ الا رجلین اتیانی فکان لی فی احدهما هوی فکنت اسمع منه باُذُنی التی تلیه اکثر مما اسمع بالاخری فهذه الریح منها وضرب اللّٰہ علی اُذنه فمات ۔

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 35۔

۔اخبار القضاۃ (وکیع) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 28۔

سلیمان بن بلال نے روایت کیا ہے:

میں نے حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے انہوں نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص چالیس سال تک فیصلے کرتا رہا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں اس مرض میں ہی مر جاؤں گا۔ اگر میں مر جاؤں تو میرے جسم کو چار یا پانچ دن تک روک کر رکھنا اور اگر تم مجھ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو تم میں سے کوئی مجھے اونچی آواز میں پکارے۔

چنانچہ جب وہ مر گیا تو اسے ایک تابوت میں رکھ دیا گیا۔ تین دن کے بعد اس سے ایک ناگوار سی بدبو آنے لگی۔

ان میں سے ایک شخص نے اسے آواز دی:

اے فلاں یہ بو کیسی ہے؟۔ تو اسے گفتگو کرنے کا اذن دے دیا گیا اس نے کہا کہ میں تم میں چالیس سال تک فیصلے کرنے پر مامور رہا تو اس عرصہ میں مجھے کوئی بھی معاملہ ناپسندیدہ نہیں لگا سوائے دو آدمیوں کے۔

وہ میرے پاس آئے تو ان میں سے ایک شخص میرا واقف تھا تو میں نے اس کی بات دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ توجہ سے سنی تھی (اتنی سی ناانصافی کی وجہ سے) وہ بدبو آنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کان پر عذاب ڈالا تو وہ مر گیا۔

حضرت احمد بن محمد عطاء اللہ السکندری رحمۃ اللہ علیہ کا قبر سے اپنی خوش قسمتی کا تذکرہ فرمانا

حضرت احمد بن محمد عطاء اللہ السکندری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات میں سے یہ کرامت بھی ہے کہ مشہور ولی کامل حضرت کمال بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی قبر کی زیارت کی اور

قران خوانی کرتے ہوئے سورۃ ھود کی یہ آیت پڑھی:

"فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ" سورۃ ھود آیت نمبر 105۔

ترجمہ:۔"ان میں سے کچھ بد بخت اور کچھ نیک بخت ہیں"

تو حضرت احمد بن محمد عطاء اللہ السکندری رحمۃ اللہ علیہ نے قبر میں سے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی بد بخت نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت کمال بن ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ انہیں اسی قبرستان میں دفن کیا جائے۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 427۔

قہرِ خدا سے ڈر

ایک شخص جب اپنے بھائی کو قبر میں دفن کر چکا تو قبر سے "اوہ" کی آواز آئی تو بھائی کی محبت نے جوش مارا اور قبر کھول کر دیکھنے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی:

قبر مت کھولنا۔تو یہ شخص رک گیا مگر جب دوسری اور تیسری مرتبہ "اوہ" کی آواز آئی تو پھر اس شخص سے صبر نہ ہو سکا تو اس کی قبر کی مٹی ہٹا کر قبر کھولی تو یہ دیکھا کہ اس کے بھائی کی لاش آگ کا طوق پہنے ہوئے ہے اور پوری قبر میں آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔

اس شخص نے جھٹ سے طوق پر ہاتھ ڈالا کہ میت کے گلے میں سے اس کو جدا کر دے تو اس پر ہاتھ پڑتے ہی ہاتھ کی چار انگلیاں ایک دم سے اس کے ہاتھ سے غائب ہو گئیں۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس واقعہ کو محدث شام امام اوزاعی سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا:

یہودی نصرانی اور دوسرے کفار بھی مرتے ہیں مگر ان کی قبروں میں ایسا معاملہ نہیں

دیکھا گیا لیکن خداوند تعالیٰ نے ایک موحد کی قبر میں تم لوگوں کو یہ منظر دکھا دیا ہے تا کہ تم لوگ عبرت پکڑو (کفار کی سزا حشر تک کے لئے مؤخر کر دی گئی ہے)۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 413۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 74۔

ایک اور واقعہ

ایک درویش صفا کیش نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے سنپات کی بیماری میں سخت تنگی اور صعوبت ہو گئی تھی یہاں تک کہ طاقت اور اور حرکت بھی رک گئی اور صحت کی امید بالکل نہ رہی۔

اسی اثناء میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کی طرف متوجہ ہوا اور اس توجہ میں مجھے استغراق ہوا کہ خود سے غائب ہو گیا۔ حضرت تشریف لے آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

''اٹھ جاؤ''

بس آپ کے دمِ عیسیٰ کے جیسے الفاظ فرماتے ہی میرا استغراق دور ہو گیا اور مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے عالم بیداری میں ایسی عظیم المرتبت ہستی کا دیدار حاصل کیا، اور اپنے اندر قوت اور طاقت محسوس کر کے کھڑا ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: کیا تحفہ لائے ہو؟۔

میں نے عرض کیا: اخلاص۔

آپ نے فرمایا: تم سب کچھ لے آئے ہو۔ پھر آپ نظر سے غائب ہو گئے۔

میں نے خود پر غور کیا تو اس بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں تھا۔

۔حضرات القدس (بدرالدین سرہندی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 194۔

اذان کے کلماتِ شہادت کا جواب دینے کی برکت

بنو حضرمی کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ شخص بصرہ میں رہتا تھا اس کا ایک بھتیجا تھا جو فاحشہ عورتوں کی صحبت میں رہا کرتا تھا۔ بوڑھا ہمیشہ اپنے اس بھتیجے کو نصیحت کرتا تھا، اتفاقاً وہ لڑکا مر گیا۔ جب اس کو قبر میں اتار دیا گیا تو کچھ شبہ ہوا۔ چنانچہ ایک اینٹ سرکا کر اندر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی قبر بصرہ کے گھوڑ دوڑ کے میدان سے بھی زیادہ وسیع ہے اور وہ درمیان میں کھڑا ہے پھر اس کی قبر میں اینٹ لگا دی گئی۔ اس کے بعد گھر میں اس کے اعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ جب یہ مؤذن کی اذان میں کلمہ شہادت سنتا تھا تو کہتا تھا:

جس کی تو گواہی دیتا ہے اس کی میں بھی گواہی دیتا ہوں اور دوسروں سے بھی یہی کہتا تھا کہ تم بھی ایسے ہی کہا کرو۔

۔کتاب المحتضرین (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 19۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 64۔

قبرستان اور مردوں کی داستانِ غم

امام شعبی سے روایت ہے:

صفوان بن امیہ صحابی ایک قبرستان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ آیا تو انہوں نے قبر سے ایک غمگین شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

انعم اللہ بالظعنیة عینا وبمسراك یاامین الینا

جزعا ما جزعت من ظلمة ل قبرومن مسك التراب امینا

جب لوگوں کو اطلاع ہوئی تو وہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر

ہوگئیں۔ پھر پوچھا کہ یہ امینہ کون ہے؟۔

تو معلوم ہوا کہ امینہ وہی عورت ہے جس کا جنازہ آرہا ہے۔

صفوان کہتے ہیں:

میں سمجھتا تھا کہ میت بولتی نہیں مگر یہ آواز کیسے آرہی ہے؟۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 5۔

۔کتاب الھواتف (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 48۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 120۔

۔احوال القبور (ابن رجب) باب العاشر فی ذکر ضیق القبور۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 90۔

اہل قبور کی پکار

سلیمان بن یسار حضرمی سے روایت ہے کچھ لوگ قبرستان کے پاس سے گذر رہے تھے کہ انہوں نے قبرستان سے یہ اشعار سنے:

یاایھا الرکب سیروا من قبل ان لا تسیروا

فھذہ الدار حقا فیھا الینا المصیر

کم منعم فی نعیم وتسلبنہ الدھور

واخر فی عذاب لبئس ذاك المصیر

اے سوارو! چلو قبل اس کے کہ تم چل نہ سکو

یہ گھر برحق ہے اسی میں ہماری طرف ٹھکانہ ہے

دنیا میں کتنے ہی نعمتوں والے تھے

زمانے نے جن کی نعمتیں چھین لیں
آخر کار عذاب میں چلے گئے
اور بہت برائی ہے اس ٹھکانہ ہے

پس جیسے تم ہو ہم بھی ایسے ہی تھے اب ہم جیسے ہیں ایسے ہی تم بھی ہو جاؤ گے۔

۔کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 19۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 91۔

ابو یوسف الدھمانی رحمۃ اللہ علیہ کا مردہ زندہ کرنا

شیخ ابو یوسف الدھمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ساتھی انتقال کر گیا۔ اس کے اہل خانہ نے اس پر بہت زیادہ جزع فزع شروع کر دی۔

جب شیخ ابو یوسف الدھمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی جزع فزع دیکھی تو وہ اس میت کے پاس گئے اور جا کر کہا:

قم باذن اللہ

یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔

وہ اسی وقت زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کافی طویل زندگی پائی۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 41۔

۔طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 255۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 27۔

الشیخ زین الدین فارقی رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ زندہ کرنا

صاحب طبقات الشافعیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کئی لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ

بن مروان بن عبداللہ الشیخ زین الدین فارقی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ دمشق کے دارالحدیث کے شیخ الحدیث تھے اپنے ایک عقیدت مند کے ہاں تشریف لائے، ان کے ساتھ ان کی زوجہ محترمہ اور ان کی ایک چھوٹی بچی بھی تھی۔ وہ بچی اتفاقاً ایک درخت پر سے گر گئی۔ اور لوگ اس بچی کی زندگی سے محروم ہو گئے۔

جب شیخ کو اس بارے میں خبر دی گئی تو انہوں نے سجدے میں سر رکھتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم میں سجدہ سے سر نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ یہ بچی خود بخود زندہ ہو کر کھڑی نہ ہو جائے۔

چنانچہ انہوں نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور انہوں نے سجدہ فرمایا ہی تھا کہ ان کی بیٹی کے صحیح وسلامت کھڑے ہونے کی خبر آ گئی۔

۔طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 17۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 41۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 27۔

مردہ کا بعد از دفن زندہ کو اس کا دیا ہوا کفن واپس کرنا

ایک مرد صالح کا دوست جذام اور عدم بصارت کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ انہوں اسے اس مرض کے دوسرے مریضوں کے ساتھ رکھ دیا اور کبھی کبھی خبر گیری کے لئے جایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ وہ اپنے مریض دوست کے پاس کافی دیر تک نہ جا سکے۔ جب یاد آیا تو جا پہنچے۔ اور معذرت کی کہ میں غفلت میں بھول گیا تھا۔ انہوں نے کہا: میرا ایک ایسا سرپرستی فرمانے والا ہے جو کبھی نہیں بھولتا۔

مرد صالح نے کہا: بخدا مجھے ایک دم دھیان ہی نہیں رہا۔

انہوں نے کہا:

میرا ایک ایسا سرپرست ہے جو ہمہ وقت مجھے یاد رکھتا ہے۔ اب تو میرے پاس سے چلا جا، تو نے (اتنی گفتگو کر کے) مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روک دیا ہے۔

مرد صالح فرماتے ہیں: اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے ایک کفن نکالا جو کہ کچھ بڑا تھا۔ جتنا حصہ زیادہ تھا میں نے اسے کاٹ لیا اور بقیہ کے ساتھ اسے دفن کر دیا۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا ہے۔ اس کے چہرے پر ایسا حسن ہے جیسا میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا تم نے مجھے لمبا کفن دینے میں بخیلی کی، اپنا یہ کفن واپس لے لے، کیوں کہ مجھے سندس واستبرق کا کفن مل گیا ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو کفن موجود تھا۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 404۔

۔کتاب الصبر والثواب علیہ (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 131۔

۔صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 502۔

۔شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 82۔

محمد بن ابوبکر حکمی اور ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہما کا اپنی قبروں سے باہر آ کر بیعت کرنا

حضرت محمد بن ابوبکر حکمی اور حضرت ابوالغیث بن جمیل قدست اسرارھما اپنے دور میں سرزمین یمن کے ممتاز عارفین کاملین میں ہوئے ہیں۔

ان کے وصال کے بعد ایک درویش ان کی خدمت میں حصول فیض کا ارادہ لے کر

حاضر ہوا۔

چنانچہ محمد بن ابوبکر حکمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر سے باہر تشریف لائے اور درویش سے بیعت لی اور بہت کچھ عہد و شرط لیا جس کا ذکر طویل ہے۔

اسی طرح ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی قبر سے ہاتھ باہر نکال کر بیعت فرمایا۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 239۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 113۔

شیخ محمد بداوی کا احمد بدوی سے ان کی قبر میں کلام کرنا

غزی کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ عقیدت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی۔ یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے وہ قبر کے اندر سے ان کو جواب دیا کرتے تھے۔

شعراوی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے باتیں کیا کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے باتیں کیا کرتے تھے اور قبر کے اندر سے سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔

طبقات وسطیٰ میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا کہ یہ حضرت احمد بداوی سے کسی مصری کی ضرورت میں جانے کا مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 244۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 224۔

حضرت ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ کا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی قبر سے آواز دینا

حضرت شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے آپس میں دوستانہ تعلقات تھے حضرت شیخ ابوالفضل نے کئی حج کئے تھے اور جب آخری بار حج پر جانے لگے تو امام شعرانی نے عرض کی کہ:

جناب اس حالت میں سفر پر کیوں روانہ ہو رہے ہیں؟۔ جب کہ آپ کی طبیعت بے حد خراب ہے۔

یہ سن کر حضرت شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے جسم پر میدانِ بدر کی مٹی لگی ہوئی ہے اس لئے جا رہا ہوں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب آپ بدر کے میدان کے قریب ہوئے پہنچے تو آپ بیمار ہو گئے اور وہیں وصال ہو گیا اور وہیں دفن کر دیئے گئے۔ یہ 942ھ کا واقعہ ہے۔

پھر پانچ سال بعد حضرت امام شعرانی 947ھ میں حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے تو واپسی پر فرمایا:

جب میں بدر کے میدان میں پہنچا تو میں نے آواز دی:

اے خواجہ ابوالفضل خدارا مجھے اپنی قبر کے بارے میں بتایئے کہ کون سی قبر ہے؟۔

اچانک آپ کی قبر سے آواز آئی میں یہاں ہوں یہ میری قبر ہے۔

تو میں نے آپ کی قبر کو پہچان لیا۔

۔الطبقات الکبریٰ (شعرانی) صفحہ نمبر 522۔

حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ولی اللہ کا کلام کرنا

حضرت شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک ولی اللہ کے جنازہ کے ساتھ باہر نکلے جب کلمہ طیبہ کی تلقین کرنے والا قبر پر ان کو تلقین کرنے لگا تو شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد اصفہانی ہنس پڑے۔

ایک شاگرد نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے اس کو جھڑکا۔

پھر اس کے بعد بتایا کہ جب تلقین شروع کی تو صاحب قبر نے کہا:

تعجب نہیں کرتے کہ ایسے مردہ سے جو کہ زندہ کو تلقین کرتا ہے۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 600۔

۔مراۃ الجنان وعبرہ الیقظان (ابن جوزی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 241۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 167۔

۔تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ حم السجدۃ آیت نمبر 3۔

شہید کا بعد شہادت ہاتھ ہلا کر سوال کا جواب دینا

شیخ محمد وراق فرماتے ہیں:

مبارک نام کے ایک حبشی تھے۔ مباح روزی کماتے تھے۔

ہم ان سے کہا کرتے تھے: اے مبارک تم نکاح نہیں کرو گے؟۔

وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضی لگائی ہے کہ میرا نکاح کسی حور سے فرمادے

راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جہاد میں شریک ہوئے۔ دشمن پر حملہ میں مبارک شہید ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا سر جسم سے جدا پڑا ہوا ہے۔ وہ پیٹ کے بل تھے اور

دونوں ہاتھ سینے کے نیچے دبے تھے۔ہم نے پوچھا:

مبارک! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح کتنی حوروں کے ساتھ کیا۔

انہوں نے سینے سے ہاتھ نکال کر تین انگلیاں اٹھائیں۔یعنی بتایا کہ تین حوروں کے ساتھ نکاح کر دیا۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 452۔

حضرت عین القضاء ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا ابوسعید ترمذی کو زندہ کرنا

حضرت عین القضاء ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ ایک محفل میں وجد کی حالت میں ابوسعید ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے مرنے کی خواہش ہے۔

میں نے کہا مر جاؤ۔تو اسی وقت ابوسعید ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گرے اور پھر مر گئے۔

وقت کے مفتی حاضر تھے وہ کہنے لگے:

جبکہ تم زندہ کو مردہ کر سکتے ہو تو مردہ کو بھی زندہ کر سکتے ہو۔

میں نے کہا کہ مردہ کون؟۔انہوں نے کہا: فقیہ محمود۔

میں نے کہا خداوندا محمود کو زندہ کر دے۔وہ اسی وقت زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 442۔

حضرت ابوالفتح اشرفی الجیلانی کی بعد از وصال واپسی اور پھر وصال اختیاری

(خاندان اشرفیہ کی ابتداء حضرت جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تھی، جو کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تارک السلطنت تھے یعنی اپنے عروج کے زمانۂ حکومت میں اقتدار کو خیر باد کہا۔ اس خاندان کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ یہ خاندان ابتداء سے ہی علم دوست اور علم پرور خاندان چلا آرہا ہے۔ اور اس خاندان سے بڑی عظیم ہستیاں منسلک چلی آرہی ہیں جن میں قدوۃ السالکین حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں بھی شامل ہیں۔ آج بھی یہی خاندان پاک و ہند اور یورپ و افریقہ میں اسلامی خدمات پوری تندہی سے سرانجام دے رہا۔ اگر حضرت جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزید حالات کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو اخبار الاخیار از حضرت شیخ محقق شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کتب معتبرہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی خاندان کی ایک عظیم ہستی کا واقعہ درج ذیل ہے)

جب حضرت ابوالفتح اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو یہ منگل کا دن تھا۔ آپ کی میت مبارک جب کچھوچھہ شریف سے درگاہ معلیٰ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ روانہ ہوئی تو راستہ میں ایک تالاب پڑتا تھا جس کے قریب ایک ہندو پنساری کی دوکان تھی۔ اس وقت اس دوکان پر اس کی پنسارن بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے دوکان سے نکل کر پوچھا: یہ جنازہ کس کا ہے؟۔

لوگوں نے بتلایا: یہ حضرت ابوالفتح اشرفی الجیلانی کا جنازہ ہے۔

اس نے (اپنے ایک مخصوص تصور کے مطابق) حیرانگی سے کہا: کیا اللہ کے ولی بھی

اب منگل کو مرنا شروع ہو گئے ہیں؟۔

حضرت ابوالفتح اشرفی الجیلانی اپنی چارپائی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور لوگوں کو حکم دیا کہ میری چارپائی زمین پہ رکھ دو!، اور پنسارن کو بلاؤ!۔

جب پنسارن قریب آئی تو آپ نے پوچھا: بزرگوں کو کس دن مرنا چاہئے؟۔

اس نے کہا کہ میں نے تو سنا ہے کہ بزرگ تو جمعرات یا جمعہ کے دن مرتے ہیں۔ منگل تو ہمارا خاص دن ہے۔

آپ نے لوگوں سے فرمایا: چلو بھئی ہمیں واپس لے چلو اب ہم جمعہ کے دن مریں گے چنانچہ آپ کو واپس لایا گیا تو آپ اسی کفن میں رہے۔ آپ کچھ کھائے پئے بغیر نماز کے وقت نماز پڑھتے اور وظائف کے وقت اپنے اوراد میں مشغول رہتے۔

بروز جمعہ آپ نے سب لوگوں کو بلایا اور سب سے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔اور آپ کی میت اسی طرح ہو گئی جیسا کہ عام طور پر میتیں ہوا کرتی ہیں۔ آپ کو پہلے غسل اور کفن کے ساتھ اٹھا کر درگاہِ معلیٰ لے جایا گیا۔ آپ کی میت راستہ چلتے چلتے اسی پنسارن کی دوکان کے آگے سے گذری تو آپ نے فرمایا:

اے پنسارن یہ بتاؤ اب تو ہم ٹھیک مرے ہیں؟۔

پنسارن نے دیکھتے ہی کہا حضرت آپ اب جایئے گا نہیں میں نے اور تمام علاقہ کے لوگوں نے دیکھا ہے کہ اللہ کے ولی مر کر بھی زندہ ہوتے ہیں۔ میں ہندو ہوں مگر میں یہ چاہتی ہوں آپ کی زبان سے مسلمانوں والا کلمہ پڑھوں اور آپ مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو جاؤں تو وہ پنسارن اور اس کا سارا خاندان آپ کے دست حق پر مسلمان ہو گیا کلمہ پڑھا کر پھر آپ اسی طرح ہو گئے۔ آپ کو پھر اسی طرح لے جایا گیا او، درگاہ معلیٰ کے پاس پہلی سیڑھی کے قریب قبر کھود کر دفن کر دیا گیا۔

۔محبوب ربانی ہمشکل غوث سبحانی (ڈاکٹر مظاہر اشرف جیلانی دامت برکاتہ) صفحہ نمبر 29۔

حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں مردہ لڑکی (سابق ہندو) کا زندہ ہونا

حضرت شیخ موسیٰ قدس سرہ گجرات میں تھے تو وہاں پر محمود نامی ایک آہنگر (لوہار) تھا آپ اس کے گھر میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہ شخص تکلے بنایا کرتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا۔

ایک دن شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اس کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جوان خوبصورت ہندو عورت ٹوٹا ہوا تکلہ لے کر آئی کہ اس کو سیدھا کر دیجئے۔

محمود نے تکلہ لے لیا اور بھٹی میں ڈال دیا تاکہ سرخ ہو جائے اور آپ (حضرت شیخ موسیٰ) کو اس عورت سے اسلام کی خوشبو آئی اسی سبب سے آپ نے اس کی طرف دیکھا یہ عورت کب مسلمان ہوگی۔

اسی وقت اس عورت نے کہا اے لوہار یہ مرد فقیر میری طرف کیوں دیکھتا ہے؟۔

اس بات سے حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک حالت طاری ہوگئی اور وہ بے خود ہو گئے اور اس آگ سے جلتے ہوئے تکلے کو آگ سے باہر نکال کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور سرمہ کی سلائی کی مانند اپنی دونوں آنکھوں میں پھیر لیا اور فرمایا:

اگر میری آنکھوں نے تیری طرف نگاہِ حق کے سوا کسی اور غرض سے دیکھا ہے تو یہ جل جائیں اور اندھی ہو جائیں۔

اس گرم تکلے کو نکالنے کے بعد آپ کی آنکھیں بحکم خدا سلامت رہیں اور وہ تکلہ سرخ سونے کا ہو گیا۔

جب اس عورت نے حضرت شیخ موسیٰ قدس سرہ کی اس کرامت اور بزرگی کو دیکھا تو حیران رہ گئی اور اس کا باطن نور ہدایت سے صاف ہو گیا، وہ دل و جان سے اسلام کی طرف مائل ہو گئی اور کہا کہ میں مسلمان ہوتی ہوں مجھے کلمہ طیبہ پڑھایئے۔

آپ نے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا اور آپ کے حضور میں اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور شرف اسلام سے مشرف ہو گئی۔

جب اس نے حضرت شیخ موسیٰ قدس سرہ کی خدمت میں کلمہ طیبہ پڑھا تو غفلت کے تمام پردے اس سے اٹھ گئے۔ باطنی صفائی اور دائمی ذکر اس کو حاصل ہو گیا اور ظاہری و باطنی آلائشوں میں سے کچھ باقی نہ رہا اور ذکر کرتی ہوئی مستانہ وار گھر کو روانہ ہو گئی۔

اس عورت کا باپ ہندو جوہری تھا جب اس سے کلمہ طیبہ سنا تو ننگ و عار اور برادری کی شرم و خوف سے اسے بالا خانہ کی کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ جب تین دن کی مدت گذر گئی اور وہ خدائے عزوجل کے شوق میں بے ہوش پڑی تھی۔ اسی بے خودی اور مستی کی حالت میں شوق خداوندی میں بالا خانہ کی کوٹھی سے گری۔ چونکہ اس کی قضاء آ پہنچی تھی، فوت ہو گئی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے اس کا گلہ گھونٹ کر ہلاک کر ڈالا اور اپنے رشتہ داروں کو اس حالت کی خبر نہ دی اور اس کا جنازہ کفار کے طور پر بنا کر جلانے کے لئے لے گیا

خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت شیخ موسیٰ قدس سرہ کو الہام ہوا کہ اس مسلمان عورت نے دنیا سے رحلت کی ہے اور کفار اس کو جلانے کے لئے لے جا رہے ہیں، جاؤ اور اس کو جلنے کے عذاب سے بچاؤ۔

حضرت شیخ موسیٰ قدس سرہ بحکم خداوندی وہاں سے اٹھے اور فوراً اس جگہ جا پہنچے اور فرمایا کہ:

اے کافرو! اس بی بی نے کلمہ پڑھا اور شرف اسلام سے مشرف ہوئی ہے اسے چھوڑ

دو تا کہ ہم اس پر نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی تجہیز و تکفین شریعت اسلامی کے مطابق بجالائیں۔

کافروں نے کہا اے درویش تو دیوانہ ہوگیا ہے یا طمع دنیا کے لئے بہتان گھڑ رہا ہے، گجرات کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ ہندو لڑکی ہے اور اس نے اپنی تمام عمر کفار کے دین میں گذاری ہے اور تو مردے پر دعویٰ کر رہا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔ تمہارا یہ دعویٰ ٹھیک نہیں ہے۔

آخر کار بہت کچھ بحث و تکرار کے بعد قاضیٔ گجرات کے پاس دارالقضاۃ میں گئے۔ قاضی نے گواہ طلب کیا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر یہی بی بی اپنے دین اور اسلام کے بارے میں گواہی دے اور کلمہ پڑھے تو آپ تسلیم کرلیں گے؟۔

قاضی نے کہا میں قبول کرلوں گا۔ حضرت شیخ موسیٰ قدس سرہ نے اس میت کے پاس جا کر فرمایا:

اے دینی فرزند جس طرح میرے سامنے اعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھا ہے ان کے سامنے بھی پڑھ دے۔

خدائے قادر و قیوم کے حکم سے وہ بی بی زندہ ہوگئی کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ میں نے دین اسلام قبول کرلیا اور مسلمان ہوگئی ہوں اور کفر کفار سے بے زار ہوں۔ اے مسلمانوں گواہ ہو رہو کہ میں خدائے تعالیٰ کے حکم اور سید الکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے اپنے دین کی گواہی دینے کے لئے اس دنیا میں آئی ہوں اور ابھی وہاں دوبارہ جاتی ہوں کلمہ پڑھ کر لیٹ گئی اور جاں بحق ہوگئی۔

گجرات کے تمام لوگ اس واقعہ سے حیران ہوگئے اور اس زور سے اتنے آدمی شیخ

موسیٰ کی بیعت میں آئے کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اسی روز سے آپ کے لئے مشیخیت کا رتبہ مسلم ہو گیا اور شیخ موسیٰ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردہ کو زندہ کرے اس کو شیخ کہتے ہیں۔

آخر شیخ اور مسلمانوں کی جماعت نے اس کے تابوت کو اٹھایا اور نماز جنازہ ادا کر کے دین اسلام کے مطابق دفن کیا۔

۔مناقب موسوی (مترجم علامہ سید ابولبرکات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) صفحہ نمبر 32۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کا مردہ زندہ فرمانا

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا قطب الدین بختیار کا کی کے پاس ایک عورت روتی ہوئی حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

میرا ایک ہی لڑکا تھا حاکم وقت نے اسے بے گناہ سولی چڑھا دیا ہے۔

یہ سنتے ہی آپ عصا لے کر اٹھے اور اصحاب کو لے کر باہر آئے بڑھیا آگے آگے چلنے لگی۔ جب آپ لڑکے کی میت کے پاس پہنچے تو وہاں پر ہندو اور مسلمان کثرت سے موجود تھے۔

خواجہ صاحب نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

اے پروردگار اگر بادشاہ نے اس لڑکے کو ناحق ناروا سولی پر چڑھایا ہے تو تو اسے زندہ فرما دے ابھی خواجہ صاحب دعا بھی ختم نہ کرنے پائے تھے کہ لڑکا زندہ ہو گیا اور اٹھ کر چلنے لگا۔ اس روز کئی ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ انسان اس سے زیادہ درجہ حاصل کر ہی نہیں سکتا جو کہ خواجگان میں پایا

جاتا ہے۔

۔اسرار الاولیاء (ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ) صفحہ نمبر 95۔

۔افضل الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاءؒ) صفحہ نمبر 146۔

حضرت حاجی نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ترکھان زندہ کرنا

ایک روز حاجی گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد کی تعمیر کروا رہے تھے۔ مزدور لوگ کام میں مصروف تھے اور آپ بحالت استغراق پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ استا جانی نجار لکڑی چیر رہا تھا۔ لکڑی بڑی تھی اس کو آرہ کرتے وقت دونوں تختوں کو جدا کرنے کے لئے درمیان میں پھانا لگایا ہوا تھا استا جانی اڈہ سے نیچے اتر کر اس کو مضبوط کرنے لگا کہ ناگہاں وہ پھانا اڑ گیا اور اس کا سر درمیان میں آ گیا۔ اور وہ لٹکنے لگا۔ لوگوں نے اس کو لکڑی سے نکالا اور شور و غوغا ہوا کہ فلاں ترکھان فوت ہو گیا۔

آپ نے سنا تو اٹھ کر اس کے سر کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا کہ اس کا سر پاش پاش ہو گیا ہے۔ حاجی گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس کا سر درست فرمایا اور ایک باریک لکڑی لے کر اس کے کانوں اور ناک میں ڈالی اور جو مغز اس کا باہر بہہ کر نکل آیا تھا اس کو ٹھیک کیا اور فرمایا:

مرنے کو وقت بہت ہے "سانوں نہ بدنام کرائیں فیر کسے ویلے مر جائیں" اور حاضرین کو فرمایا کہ اس کے اوپر چادر ڈال دو۔

چنانچہ چادر ڈالتے پر فوراً وہ زندہ ہو گیا وراس کے بعد چھ سات سال تک زندہ رہا۔

۔کنز الرحمۃ صفحہ نمبر 61۔

۔ثواقب المناقب صفحہ نمبر 111۔

۔تذکرہ نوشاہیہ صفحہ نمبر 158۔

۔ضیاء العارفین صفحہ نمبر 122۔

۔رسالہ احمد بیگ صفحہ نمبر 189۔

۔گلزار نوشاہی (حیات نوشاہی)۔

۔شریف التواریخ (شرافت نوشاہی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 984۔

٭

سخی کا مرنے کے بعد اونٹ ذبح کر کے دعوت کھلانا

ان قوما من العرب جاءوا الی قبر بعض اسخیائهم یزورونه فباتوا عند قبره فرای رجل منهم صاحب القبر فی المنام وهو یقول:

هل لك ان تبیعنی بنجیبی وکان المیت قد خلف نجیبا وکان للراعی بعیر سمن ۔

فقال : نعم وباعه فی النوم بعیره بنجیبه فلما وقع بینهما عقد البیع عمد صاحب القبر الی البعیر فنحره فی النوم فانبته الرائی من نومه فوجد الدم یسیح من نحر بعیره فقام واتم نحره وقطع لحمه وطبخوه واکلوا ثم رحلو وساروا فلما کان الیوم الثانی وهم فی الطریق سائرون استقبلهم رکب فتقدم منهم شاب فنادی هل فیکم فلان ابن فلان ؟ ۔

فقال صاحب البعیر :نعم ها انا فلان ابن فلان

فقال : هل بعت فلان الميت شيئا ۔

قال: نعم بعته بعيری بنجيبه فی النوم فقال هذا نجيبه فخذه

وانا ولده وقد رائيته فی النوم وهو يقول:

ان كنت ولدی فادفع نجيبی الی فلان ۔

فانظر الی هذا الرجل الكريم كيف اكرم اضيافه بعد موته

۔المستطرف (شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 385۔

چند عرب ایک سخی کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور قبر کے پاس ہی رات کو سو گئے۔

ایک شخص نے رات میں یہ خواب دیکھا کہ صاحب قبر اس سے فرما رہے ہیں:

کیا تم اپنا اونٹ میری اونٹنی کے بدلے بیچو گے؟۔

اس نے کہہ دیا: جی ہاں۔

چنانچہ سودا طے ہو گیا اور بیع مکمل ہو گئی پھر صاحب قبر نے میرا اونٹ ذبح کر دیا۔ ایسا خواب دیکھ کر یہ شخص چونک کر اٹھ بیٹھا، تو کیا دیکھتا ہے واقعی اس کا اونٹ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور تازہ تازہ خون بہہ رہا ہے۔

چنانچہ اس شخص نے اٹھ کر اونٹ کی کھال اتاری اور گوشت پکایا اور سب ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

پھر دوسرے دن جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو راستے میں ایک سواروں کا قافلہ ملا اور اس نے خواب دیکھنے والے کا نام پکارا کہ تم میں فلاں بن فلاں کون شخص ہے؟۔

خواب دیکھنے والے نے کہا کہ وہ میں ہوں۔

اس نے کہا فلاں شخص کے ہاتھ تم نے اپنا اونٹ ایک اونٹنی کے بدلے بیچا ہے؟۔

یہ سن کر خواب دیکھنے والے نے اپنا سارا خواب بیان کر دیا تو شتر سوار نے کہا:

لے لیجئے صاحب قبر کی یہی وہ اونٹنی ہے جس کے بدلے اس نے تم سے تمہارا اونٹ خریدا ہے میں اسی صاحب قبر کا بیٹا ہوں۔ اس نے مجھ سے خواب میں فرمائش کی کہ میں نے فلاں بن فلاں کے ہاتھ سے اونٹنی اس کے ایک اونٹ کے بدلے فروخت کر دی ہے اور میں نے اونٹ ذبح کر کے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی دعوت کر دی ہے۔ لہٰذا اگر تم میرے بیٹے ہو تو فوراً میری یہ اونٹنی اس شخص کو دے دو۔ چنانچہ میں یہ اونٹنی لے کر تمہاری تلاش میں نکل پڑا۔ لہٰذا اب اس اونٹنی کو قبول کر لو۔

تو اس سخی ہستی کو دیکھ کہ کس طرح اس نے اپنے مرنے کے بعد اپنے مہمانوں کی مہمان نوازی کی۔

حضرت حاجی نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا چوپان (جانوروں کا چرواہا) زندہ کرنا

منقول ہے کہ ایک شخص شمیر نام کا حضرت حاجی نشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی گائے چرایا کرتا تھا اور نہایت مخلصین سے تھا ایک دن عرض کرنے لگا:

یا قبلہ کوئی شخص عالم ہے، کوئی زاہد ہے، کوئی عاشق ہے، کوئی معشوق ہے، کوئی عابد ہے۔ مجھ میں کوئی وصف نہیں جب قبر میں فرشتے مجھ سے سوال کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔

آپ نے فرمایا: اچھا جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔

چنانچہ صبح کو امرِ الٰہی سے اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے متعلقین اس کی تجہیز و تکفین کی

حضرت حاجی نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو جب خبر ہوئی تو اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا:

اے چوپان جلدی باہر آؤ۔ ہماری گائے تمہارے لئے منتظر کھڑی ہے۔

اسی وقت حکم الٰہی سے قبر شق ہوگئی اور وہ زندہ ہو کر باہر نکل کر قدم بوس ہوا۔

آپ نے پوچھا بتاؤ:

قبر میں کیا کچھ گذرا:

اس نے عرض کیا: یا حضرت جس وقت لوگ مجھے دفن کر کے چلے گئے تو فوراً منکر نکیر آ گئے اور مجھ سے خدا اور رسول و دین کے متعلق سوال کیا۔ میں نے کہا:

میں کچھ بھی نہیں جانتا صرف اپنے پیر نوشہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی جانتا ہوں وہ میرے پاس نشانی موجود ہے۔ جب انہوں نے آپ کا نام سنا تو میرے پاس سے چلے گئے۔ اسی وقت میرے لئے جنت الفردوس کا دروازہ کھل گیا۔ میں داخل ہونے کو تیار تھا کہ آپ کی آواز پہنچی۔ اور میں دوڑ کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔

۔شریف التواریخ (شرافت نوشاہی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 984۔

حضرت سرمد شہید کا بعد از شہادت کلمہ طیبہ پڑھنا اور حمد باری تعالیٰ کرنا

حضرت سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد آپ کے سر سے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دی۔ آپ کے سر نے صرف کلمہ ہی نہیں پڑھا بلکہ کچھ دیر حمد باری تعالیٰ میں بھی مصروف رہا۔

۔تذکرہ اولیائے پاک و ہند (شارب) صفحہ نمبر 314۔

حضرت میراں سید شاہ بھیکہ اور بچہ زندہ ہونا

حضرت میراں سید شاہ بھیکہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید موضع نوندھن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا جس کی عمر دس سال کی تھی۔ ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اتفاق سے اسی دن آپ اس موضع میں رونق افروز ہوئے۔ اس مرید کو جب یہ معلوم ہوا، آپ کو اپنے گھر لایا اور لڑکے کی نعش کو ایک کوٹھری میں بند کردیا۔ جب آپ کے سامنے کھانا لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کردیا۔ اور فرمایا:

جب تک اس کا لڑکا نہ آئے گا اور کھانا نہ کھائے گا ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔

مرید نے عرض کیا کہ لڑکا کہیں کھیلتا ہوگا معلوم نہیں کہ کب آئے اس کا انتظار بیکار ہے

آپ نے فرمایا کہ جب وہ آئے گا ہم تب ہی کھانا کھائیں گے۔

اب اس مرید نے مجبور ہو کر عرض کیا:

وہ لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت پہلے مرگیا۔ اس کی نعش کوٹھری میں رکھی ہے۔

آپ نے فرمایا: لڑکا مرا نہیں ہے جا کر دیکھو اگر سوتا ہو تو جگا کر لاؤ۔

وہ شخص جب کوٹھری میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لیتا ہے۔ اس کو ہلایا تو وہ اٹھ بیٹھا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ باہر آکر آپ کا قدم بوس ہوا۔

۔تذکرہ اولیائے پاک وہند (شارب) صفحہ نمبر 343۔

حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ کا زندہ ہو کر ایک شخص کو مرید فرمانا

ایک ولایتی کابل سے حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرنے کی غرض سے

بریلی آیا۔شہر سے باہر دریا کے کنارے اس ولایتی کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں اس ولایتی شخص نے اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی۔اس شخص نے یہ سن کر کہا:

جس شخص کے پاس تم جاتے ہو وہ نیاز احمد میں ہی ہوں۔

وہ شخص وہیں بیعت سے مشرف ہوا۔پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم خانقاہ چلو۔میں بھی وہیں آتا ہوں۔وہ شخص جب خانقاہ میں آیا تو دیکھا کہ آپ کے سوم کی فاتحہ ہو رہی ہے۔اب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ نے وصال کے بعد بیعت کیا ہے۔

۔کرامات نظامیہ صفحہ نمبر 62۔

۔تذکرہ اولیائے پاک و ہند (شارب) صفحہ نمبر 373۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان المعروف پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لڑکے کو زندہ فرمانا

ایک مرتبہ ایک ضعیف عورت حضرت خواجہ محمد سلمان المعروف پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چیختی چلاتی اور روتی ہوئی آئی۔

اس نے آ کر عرض کیا کہ ایک ہی بیٹا تھا وہ مر گیا۔اس کے حال پر آپ کے ایک خادم کو رحم آ گیا۔اس نے آپ کو اس بڑھیا کے گھر جانے کے لئے آمادہ کر لیا اور آپ سے عرض کیا کہ ممکن ہے کہ سکتہ ہو گیا ہو۔آپ جب اس بڑھیا کے گھر تشریف لے گئے تو اس کے لڑکے کو مردہ پایا۔اس خادم نے نبض دیکھنے کی استدعا کی۔آپ نے نبض دیکھی تو نبض کا کہیں پتہ نہیں تھا۔پھر اس خادم نے آپ سے بغور دیکھنے کی درخواست کی۔آپ نے درخواست منظور فرمائی۔آپ نے بغور دیکھنا شروع کیا۔

آپ کی توجہ قلبی سے اس کی نبض میں حرکت ہوئی۔دوبارہ دیکھنے پر نبض اچھی طرح

چلنے لگی۔ وہ لڑکا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس بڑھیا کے آنسو رنج کے آنسو نہیں تھے بلکہ خوشی کے آنسو تھے۔

بعد میں وہ اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ لڑکا آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ آپ نے پانی بھرنے کی خدمت اس کے سپرد فرمائی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد تک وہ لڑکا بقید حیات رہا۔

۔تذکرہ اولیائے پاک و ہند (شارب) صفحہ نمبر 379۔

محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور آپ کا کُرتہ

محدث اعظم ہند کچھوچھوی بانی وصدر آل انڈیا سنی کانفرنس کا جب انتقال ہوا تو اس وقت آپ نے ایک بہت ہی قیمتی کرتہ پہنا ہوا تھا۔ جب آپ کو غسل دیا جانے لگا تو وہ بغیر کاٹے اتر تا محسوس نہیں ہو رہا تھا اور لوگوں کا دل اسے قینچی سے کاٹنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔ اور کرتہ تھا کہ باوجود کوشش کے اتر نہیں رہا تھا۔ چنانچہ جب آپ کو غسل کے لئے تخت پر لٹایا گیا تو وہ پھر بھی کندھوں کے مقام پر سے نہیں اتر رہا تھا تو آپ نے بالآخر خود ہی اپنے دونوں ہاتھ اوپر کر دیئے تو وہ کرتہ اتار لیا گیا۔ کرتہ اتارنے کے بعد آپ نے اپنے بازو پھر خود ہی نیچے کر لئے۔ وہ کرتہ آج بھی خاندان اشرفیہ کے پاس موجود ہے جس کی 25 دسمبر کو سالانہ عرس مبارک کے موقع پر عامۃ الناس کو زیارت کروائی جاتی ہے۔

۔محدث اعظم ہند (ڈاکٹر مظاہر اشرف دامت برکاتہ) صفحہ نمبر 16۔

نوٹ: اس واقعہ کے عینی شاہد ڈاکٹر سید مظاہر اشرف دامت برکاتہ بقید حیات ہیں اور وہی اس واقعہ کے راوی بھی ہیں۔

حضرت میاں روشن دین رحمۃ اللہ علیہ

کا بعد از وفات زندوں جیسا تصرف

قطب عالم شفاء الملت حضرت میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہی شرقپوری قدس سرہ العزیز کے والد ماجد حضرت میاں روشن دین صاحب نور اللہ مرقدہ نہایت بلند مرتبہ صاحب بصیرت، صاحب تصرف، صاحب نظر اور سیف زبان تھے۔ منہ سے جو کچھ نکالتے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہو کے رہتا۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جن کے عینی شاہد کئی ایک آج بھی زندہ ہیں۔ آپ کی رحلت کے بعد بھی آپ کے روحانی کمالات و تصرفات کے واقعات دیکھنے میں آئے۔ اور آج بھی کبھی کبھار نظر آتے ہیں۔

حضرت میاں روشن دین رحمۃ اللہ علیہ کے زرعی رقبے پر شرقپور شریف کے کاشتکاروں میں سے دو بھائی ملک نواب دین اور ملک مہتاب دین بٹائی (پٹہ) پر آپ کی زرعی اراضی پر کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے والد ملک بابا محمد بخش درویش آدمی تھے۔ اکثر کلام الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اور حضرت میاں روشن دین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اس روحانی نسبت کے لحاظ سے بھی حضرت میاں روشن دین ان سب سے خصوصی شفقت فرماتے تھے اور یہ صاحبان بھی حضرت کی فرمانبرداری اور عقیدت گذاری میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

حضرت میاں روشن دین رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما چکے تھے کہ ایک رات جب ملک نواب دین اور مہتاب دین گہری نیند سو رہے تھے چند مویشی چور آ گئے اور نیند میں مدہوش ان بھائیوں کے مویشی رسے کھول کر ہانکنے لگے۔

حضرت میاں روشن دین رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دے کر انہیں غفلت کی نیند سے

جگایا اٹھو تمہارے مویشی چور لئے جا رہے ہیں۔ مگر نیند کا ان پر اتنا غلبہ طاری تھا کہ پھر سو گئے۔آپ نے دوسری بار جگایا تیسری دفعہ ملک صاحبان خود بیان کیا کرتے تھے ہمارے بازوؤں کو جھنجھوڑا گیا اور زوردار آواز کانوں میں پڑی:

ہوش کرو اپنے مویشیوں کی خبر لو۔ ملک صاحبان یکا یک اٹھ کھڑے ہوئے۔ دیکھا تو واقعی مویشی چرنیوں سے غائب تھے۔ تب یہ لالٹین کی روشنی کئے مویشی ڈھونڈھنے کے لئے ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ادھر چوروں نے ایک رعب دار آواز سنی:

جانے نہ پائے ہم تمہیں پکڑنے والے ہیں۔ یہ آواز کانوں میں پڑتے ہی چور مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ کچھ دیر تک تھک ہانپ کر واپس ڈیرے پر آئے تو دیکھا کہ تمام مویشی اپنے اپنے کِلّوں میں بندھے چارا کھا رہے تھے (ملک صاحبان بتاتے ہیں) اس احسانِ الٰہی پر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

۔نسخہ قلمی از حضرت میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب۔

غیر مقلد سلیمان منصور پوری کا حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر جانا اور مجدد صاحب کا قبر سے ہاتھ نکال کر انہیں بازو سے پکڑ کر اپنی قبر انور کے پاس بٹھانا

صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خاں شاہِ کابل، پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا۔

حضرت ضیاء معصوم صاحب جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان کے درمیان سے الگ ہو جانا چاہئے۔ ابھی اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا:

سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔

صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی جی نے دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں ہے بلکہ بیداری کا ہے۔

۔کرامات اہل حدیث (عبدالمجید سوہدروی) صفحہ نمبر 22۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مردوں سے ہم کلام ہونے کی جہاں تک بات ہے۔ یہ تو مردوں کے زندہ کر کے کھڑا کرنے سے زیادہ وقوع شدہ عمل ہے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت ابوالسعید الخراز رضی اللہ عنہ بہت ہی مشہور ہیں۔

۔طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 256۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 41۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 28۔

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی نظر میں مردہ کے زندہ ہونے کا بیان

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

باقی یہ کہ حق تعالیٰ اولیاء کی قبولیت کے واسطے اکثر دعا ان کی قبول کرتا ہے یہ ان کی کرامت ہے۔ مردہ زندہ کرنا خود خرقِ عادت و کرامت ہے۔ حق تعالیٰ ہی کرتا ہے مگر بظاہر کسی ولی نبی کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کرامت و معجزہ کہلاتا ہے۔

۔فتاویٰ رشیدیہ (گنگوہی) صفحہ نمبر 248۔

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کا جسمانی شکل میں آنا

دیوبندی امت کے حکیم اشرف علی تھانوی کا بیان ہے:

حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمان صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہوی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معاصرانہ چشمک تھی اور اس نے بعض حالات کی بناء پر ایک مخاصمت اور منازعت کی صورت اختیار کر لی اور مولانا محمود حسن صاحب گو اصل جھگڑے میں نہ شریک تھے نہ انہیں اس قسم کے امور سے کوئی دلچسپی تھی۔ مگر حالات ایسے پیش آئے کہ مولانا بجائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔

اسی دوران ایک دن علی الصباح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو کہ دار العلوم میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا:

واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا اور یہ فرمایا:

محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کے لئے تمہیں بلایا ہے۔

مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

۔ارواحِ ثلاثہ (تھانوی) حکایت نمبر 247۔

دیوبندی مقتولینِ بالاکوٹ کی دیوبند میں آمد

دیوبندی امت کے حکیم اشرف علی تھانوی کا بیان ہے:

مولانا اسماعیل صاحب شہید کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہو گئے تھے جن کا نام بیدار بخت تھا۔ وہ دیوبند کے رہنے والے تھے۔ ان کی شہادت کی خبر آچکی تھی۔ ان کے والد حسب معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھے تو گھر کے باہر گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی اور پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا۔ دروازہ کھولا دیکھا تو ان کے لڑکے بیدار بخت ہیں۔

یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ان کے متعلق تو معلوم ہو چکا تھا کہ شہید ہو چکے ہیں یہ کیسے آگئے؟۔

بیدار بخت نے کہا جلدی کوئی فرش وغیرہ بچھائیے۔ مولانا اسماعیل صاحب اور سید صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں۔

ان کے والد نے فوراً ایک بڑی چٹائی جو کہ نئی خریدی تھی بچھادی۔ ایک مجمع اس فرش پر آکر بیٹھا۔

بیدار بخت سے اس کے والد نے کہا کہ تجھے تلوار کہاں لگی تھی؟۔

انہوں نے اپنا ڈھاٹا کھولا اور اپنا نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی۔

ان کے باپ نے کہا باندھ لو! مجھ سے دیکھا نہیں جاتا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ سب حضرات واپس تشریف لے گئے۔

صبح کو بیدار بخت کے والد کو شبہ ہوا کہ یہ کہیں خواب تو نہیں تھا۔مگر چٹائی پر دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرتے ہوئے ان کے والد نے دیکھے تھے۔ان قطروں کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے کہ یہ واقعہ بیداری کا ہے۔

۔افاضات یومیہ (تھانوی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 410۔

باب دوم

مردہ جانوروں کا زندہ ہونا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندے زندہ کرنا

عن ابی الجوزاء

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ

قال: فقيل له

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ

اى فعلمهن حتى يجبنك قال ثم امر بذبحها حين اجبنه قال فذبحهن ثم تنفضهن وقطعهن قال فخلط دمائهن بعضها ببعض وريشهن ولحومهن خلطه كله قال ثم قيل له اجعل علٰى اربعة اجبل

عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا

قال ففعل ثم دعاهن قال فجعل الدم يذهب الى الدم والريش يذهب الى الريش واللحم الى اللحم وكل شئ الى مكانه

حتی اجنبه فقال

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌo

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 57۔

نوٹ:۔اگر چہ روایت تو امام ابن ابی الدنیا کی ہے لیکن دیگر محدثین اور مفسرین کے بیان یکجا کر کے پیش کر رہے ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایک مرتبہ ایک راستہ سے گذر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ راستہ میں ایک مردہ گدھا پڑا ہوا ہے جس سے گوشت نوچ نوچ کر درندے اور پرندے کھا رہے ہیں۔ جب درندے چلے گئے اور پرندے اڑ گئے۔ اور اس مردہ گدھے کی صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بہت حیرانی ہوئی اور کہا:

اے میرے رب مجھے یقین ہے کہ تو اس کو ان کے پیٹوں سے ضرور جمع کرے گا لیکن مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھے یقین نہیں ہے؟۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ کیوں نہیں لیکن میرا دل بھی تو مطمئن فرمادے (یعنی خبر کو مشاہدہ میں تبدیل فرمادے)

تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

چار پرندے لے لیں اور ان کو ذبح کر کے ان کے بال و پر نوچ لیں اور ان کے گوشت کو باہم ملا دیں اور پھر ان کے ملے جلے اجزاء پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھ دیں۔ اور پھر ان کو آواز دیں اور دیکھیں کہ ہم ان کو کیسے زندہ کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایسا ہی کیا اور چار پرندے مور، کوا، مرغ اور کبوتر لئے۔ ان کو ذبح کر دیا اور ان کے بال و پر نوچ ڈالے اور ان کا گوشت باہم ملا دیا

اور پھر ان کے مشترکہ اجزاء لئے اور انہیں چار مختلف مقامات پر رکھ دیا اور پھر ان کو بلایا پہلے تو وہ تمام اجزاء ایک دوسرے سے الگ الگ ہوئے پھر اپنے اپنے متعلقہ گوشت کے ساتھ مل گئے اور آخر میں ان کے ساتھ ان کے سر مل گئے اور یوں بال و پر اگنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان میں ان کی ارواح داخل کر دیں اور وہ دوڑتے ہوئے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں پہلے ہی باخبر تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی طاقت رکھتا ہے۔ (اور اب میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ بات واقعی درست ہے۔ یعنی علم الیقین کے بعد عین الیقین کے درجہ پر فائز ہو گئے)۔

۔ پارہ نمبر 3 سورۃ البقرۃ آیت نمبر رکوع نمبر 3۔

حضرت عزیر علیہ السلام کے گدھے کا زندہ ہونا

حزم بن ابی حزم قال سمعت الحسن فی هذه الاية

"اَوْ كَالَّذِی مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ"

قال ذكر لی انه اماته ضحوة ثم بعثه حين سقطت الشمس من قبل ان تغرب

" قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ "

قال ان حماره ليجنبه وطعامه وشرابه قد منع منه الطير

والسباع من طعامه وشرابه

"وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا"

لقد ذكر لي ان اول ما خلق منه عيناه فجعل ينظر الى العظام عظما عظما كيف يرجع الى مكانه فلما تبين له ۔

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌO

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 53۔

حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام ایک مرتبہ ایک بستی پر سے گذرے تو اسے دیکھا کہ وہ بستی گری پڑی ہے اور وہاں کے رہنے والے بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ انہیں یہ حالت دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور اسی تعجب کے ساتھ انہوں نے کہا:

اے اللہ تو انہیں مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟۔

انہیں حق الیقین کے درجہ تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر دیا اور یہ دورانیہ ایک سو سال تک رہا۔ آپ کی اس حالت کے شروع ہونے کے ستر سال بعد یہ بستی دوبارہ تعمیر ہو گئی۔ اور اس میں بنی اسرائیل دوبارہ لوٹ آئے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندگی عطا کر دی اور ان سے پوچھا:

آپ یہاں کتنی دیر تک اس حالت میں رہے ہیں۔ انہوں سورج کی موجودگی کا اندازہ کر کے بتایا کہ میں دن یا دن کا کچھ حصہ آرام کرتا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ یہاں پر ایک سو سال رہے ہیں۔ اب آپ کو آپ کے سوال کا جواب دکھایا جاتا ہے۔ آپ کے کھانے اور مشروب انجیر، میوے، انگور کا شیرہ وغیرہ سڑا نہیں۔ حلانکہ عام عادت جاریہ یہ ہے کہ اتنا عرصہ میں طعام اور

مشروب بدبودار اور خراب ہو جاتا ہے جب کہ ان کا گدھا مر چکا تھا۔ اس کا گوشت پوست گل گیا تھا اس کی ہڈیاں بکھر گئی تھیں۔ دیکھو کس طرح اس کی بوسیدہ اور بکھری ہوئی ہڈیاں جمع ہوتی ہیں اور جڑتی ہیں۔ اور کس طرح ہم ان ہڈیوں پر گوشت پہناتے ہیں اور اس کی رگوں میں خون رواں دواں کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے اس گدھے کے جسم میں روح پھونک دی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو کر چلنے لگا۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے مشاہدہ کر لیا جو سو سال بعد مردہ کو زندہ کر دیتا ہے وہ ہزاروں اور لاکھوں سال بعد بھی مردہ کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ گدھے میں انہوں نے حیات بعد الموت کا مشاہدہ کر لیا اور خود اپنی ذات پر حیات بعد الموت کا تجربہ حاصل ہوا۔ اور انہیں موت کے بعد حیات کا پہلے علم الیقین تھا اور اب عین الیقین اور حق الیقین بھی حاصل ہو گیا۔

۔ پارہ نمبر 3 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 259۔

حضرت موسیٰ و یوشع بن نون علیہما السلام کی مچھلی کا زندہ ہونا

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم ہوا تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جائے ملاقات کی نشانی پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تم ایک مردہ مچھلی لو جس جگہ وہ مچھلی زندہ ہو جائے گی وہیں حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس مچھلی کو ایک ٹوکری میں ڈال لیا اور اپنے شاگرد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے کہا کہ میں تمہیں صرف اس بات کا پابند کرتا ہوں

کہ جس جگہ وہ مچھلی تم سے جدا ہو تو تم مجھے بتا دینا۔

اس نے کہا کہ آپ نے مجھے کسی مشقت والے کام کا پابند نہیں کیا (یعنی آسان کام ذمہ لگایا ہے)۔

جس وقت سفر کرتے ہوئے ایک مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ٹھہر کر ایک چٹان پر آرام کرنے کے لئے سو گئے تو اچانک وہ مچھلی مضطرب ہوئی اور زندہ ہو کر سمندر میں چھلانگ لگا کر داخل ہو گئی۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے سوچا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام کر رہے ہیں جب بیدار ہوں گے تو آپ کو بتا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور وہ مچھلی پانی میں راستہ بناتے ہوئے جانے لگی (آگے مکمل واقعہ آیات قرآنیہ اور کتب تفاسیر سے دیکھیں۔ ہمارا مقصود صرف مچھلی کا زندہ ہونا ہی بیان کرنا تھا)۔

۔پارہ نمبر 15 تحت سورۃ الکھف آیت نمبر 60 تا 64۔

مچھلی زندہ کیسے ہوئی؟

حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاشفی نے لکھا ہے کہ دو دریاؤں کے مجمع میں ایک پتھر چشمہ آب حیات کے کنارے پڑا تھا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام فرمانے کے لئے سو گئے۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے وہاں سے وضوء کیا۔ آب حیات کا ایک قطرہ اسی بھونی ہوئی مچھلی پر پڑا تو وہ زندہ ہو کر دریا میں چھلانگ لگا گئی۔

۔تفسیر روح البیان تحت سورۃ الکھف آیت نمبر 61۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہرنی کا بچہ زندہ کرنا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک یہودی ہمسفر ہوا۔ چلتے چلتے وہ ایک نہر کے کنارے پر پہنچے۔ اور وہاں پر بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی تھی اور اس یہودی کے پاس دو روٹیاں تھیں چنانچہ آپ نے اسے فرمایا کہ کیا تو میرے ساتھ کھانے میں شامل ہوگا اس نے کہا: جی ہاں۔ اور مل کر کھانا کھانے لگے لیکن جب اس نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی ہے اور میری دو روٹیاں ہیں۔ اور ابھی ایک روٹی باقی تھی کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نہر کی طرف پانی پینے چلے گئے آپ کے بعد اس نے جلدی سے ایک آدھ لقمہ میں ہی روٹی کھالی۔ جب آپ واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی موجود نہیں ہے۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ وہ روٹی کس نے کھائی؟۔

اس نے کہا: میں نے وہ روٹی نہیں کھائی۔

پس وہ آپ کے ساتھ چلا۔ آپ نے راستے میں ایک ہرنی دیکھی اس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے بچے تھے۔ ان میں سے ایک بچہ آپ کے پاس آیا آپ نے اسے پکڑ کر ذبح کیا۔ اس کا گوشت بنا کر اسے پکا کر کھایا۔ اس کے بعد اس بچے سے کہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا تو وہ ہرنی کا بچہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

آپ نے اس شخص سے کہا کہ اس ذات کی وجہ سے کہ جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا، میں پوچھتا ہوں کہ بتاؤ! وہ روٹی کس نے کھائی؟۔

اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

پھر آپ اور وہ دونوں آگے چلے۔ ایک دریا تک پہنچے وہاں آپ نے اس شخص کا

ہاتھ پکڑا اور پانی کے اوپر اوپر چلتے ہوئے گذر گئے۔

آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے ہمیں دریا سے پار کیا بتاؤ کہ وہ روٹی کس نے کھائی ہے؟۔ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

پھر آپ اور وہ دونوں چلے یہاں تک کہ آپ اور وہ ایک ٹیلہ پر پہنچے۔ آپ نے خشک مٹی لے کر اسے گوندھا اور اسے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سونا بن جا!۔ وہ مٹی فوراً سونا بن گئی۔ آپ نے اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ ایک تہائی میرا اور ایک تہائی تیرا اور ایک تہائی اس کا جس نے وہ روٹی لی۔

اس نے کہا کہ وہ روٹی میں نے ہی لی تھی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمام کا تمام سونا ہی تمہارا ہے۔

اور یہ کہہ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس دو اور آدمی آئے انہوں نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ ہم لڑائی نہ کریں بلکہ اسے تین حصوں میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں ایک آدمی کو قریبی گاؤں سے کھانا لینے کے لئے بھیجا۔ اس آدمی کی نیت خراب ہو گئی کہ میں کیوں اس مال کو تقسیم کروں۔ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں اس سے یہ دونوں مر جائیں گے اور سارا مال میں لے لوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دونوں نے یہ رائے طے کر لی کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ تاکہ ہم دونوں مل کر اسے آپس میں برابر برابر بانٹ لیں۔ چنانچہ جب وہ واپس لوٹا تو دونوں نے مل کر اسے ٹھکانے لگا دیا۔ اس کے بعد دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ اور یوں زہریلہ کھانا کھانے سے وہ دونوں بھی مر گئے۔ اس کے بعد وہ مال وہیں پڑا رہ گیا اور وہ تینوں لاشیں بھی وہیں پر پڑی رہ گئیں۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 47 صفحہ نمبر 397۔

- معجم ابن اعرابی حدیث نمبر 2232۔
- حیاۃ الحیوان الکبریٰ (دمیری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 108۔ق
- ربیع الابرار (زمخشری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 31۔
- المستطرف (الابشیھی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 606۔
- سمط النجوم العوالی (العصامی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 60۔
- تفسیر ابن جریر (طبری) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 52۔
- تفسیر الدر المنثور (سیوطی) تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ذبح کی ہوئی بکری کا زندہ فرمانا

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارکہ متغیر دیکھا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ تغیر صرف اور صرف بھوک کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ میں اپنے گھر میں آیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہائے افسوس میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بلایا اور میں نے آپ کا چہرہ متغیر پایا اور میرا یہ خیال ہے کہ یہ بھوک کے اثرات ہیں۔ کیا گھر میں کچھ کھانے کو موجود ہے؟۔

زوجہ محترمہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اِس بکری کے علاوہ اور تھوڑے سے غلہ کے علاوہ جو صرف بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے، گھر میں کھانے کو کچھ بھی موجود نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا:

کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم اسے ذبح کریں اور جو آٹا ہے اس کا کھانا بنالیں اور میں

اسے اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں؟۔انہوں نے کہا میں وہی کروں گی جو آپ پسند کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور زوجہ محترمہ نے اسے بنایا اور جو کچھ تھا اسے تیار کیا۔آٹا گوندھا اور روٹیاں بنائیں۔اور سالن تیار کر کے ہم نے ایک برتن میں گوشت وغیرہ ڈال کر ثرید بنایا اور پھر اسے اٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے آپ کے سامنے رکھ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے جابر یہ کیا ہے؟۔

میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا ۔آپ کو سلام عرض کیا۔آپ کا چہرہ مبارکہ متغیر محسوس ہوا۔میں نے گمان کیا کہ آپ کے چہرہ مبارکہ کی یہ کیفیت صرف بھوک کی وجہ سے ہے۔پس میں نے اپنی بکری ذبح کی۔پھر اسے (پکوا کر) آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اے جابر جاؤ اور اپنی قوم کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عرب قبائل کے مختلف لوگوں کو بلانے لگا یہاں تک کہ میں نے بہت سے لوگوں کو جمع کر لیا پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب کو جمع کر لیا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان سب کو ایک ایک گروہ کر کے میرے پاس لاتے جاؤ۔چنانچہ میں انہیں ایک ایک گروہ کر کے لاتا رہا۔جب ایک گروہ سیر ہو جاتا تو دوسرا گروہ آجاتا یہاں تک کہ سب نے کھا لیا اور ابھی برتن میں اتنا ہی کھانا بچا ہوا تھا جتنا کہ میں لے کر آیا تھا۔اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے رہے کہ کھانا کھاؤ لیکن ہڈی نہ توڑو۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں سب ہڈیاں جمع

کروائیں اور ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ پھر آپ نے کچھ کلام پڑھا جو میں نہ سن سکا البتہ آپ کے ہونٹ ہلتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ اچانک بکری کان جھٹکتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اے جابر اپنی بکری پکڑ لو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسے لے کر چل پڑا۔ وہ بکری مجھ سے اپنے کان چھڑوا رہی تھی۔ میں اسے لے کر گھر پہنچا۔ میری بیوی نے اسے دیکھ کر کہا:

جابر یہ کیا ہے؟۔ میں نے کہا:

اللہ کی قسم یہ ہماری بکری جو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ذبح کی تھی۔ جب آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔

میری بیوی کہنے لگی میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

۔ دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد نمبر 2 حدیث نمبر 543۔

۔ سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 281۔

۔ معجزات النبی (ابن کثیر) صفحہ نمبر 75۔

۔ دلائل النبوۃ (ابن کثیر) صفحہ نمبر 121۔

۔ البدایۃ والنھایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 293۔

۔ المواھب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240۔

۔ الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 112۔

۔ شرح شفاء (ملا علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 651۔

۔ مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 200۔

۔ سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف الصالحی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 14۔

۔ السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 281۔

۔ حجۃ اللہ علی العلمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 657۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بکری کے بھنے ہوئے بچے کو زندہ فرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب جنگ بدر سے میں واپس آیا تو مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ اتنے میں ایک یہودیہ آپ کے سامنے آئی۔ اس نے اپنے سر پر ایک بڑا تھال رکھا ہوا تھا اس میں بکری کا ایک بھنا ہوا سالم بچہ تھا اور ہاتھ میں کچھ شکر بھی تھی۔ اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے آپ کو سلامتی سے مدینہ پہنچا دیا۔ میں نے منت مانی تھی کہ اگر آپ جنگ سے صحیح سلامت واپس آ گئے تو میں یہ بکری کا بچہ ذبح کروں گی اور بھون کر آپ کے کھانے کے لئے پیش کروں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بکری کے بچے کو بولنے کی طاقت عطا فرمادی اور وہ چاروں قدموں پر کھڑا ہو کر آپ سے عرض کرنے لگا:

یارسول اللہ آپ مجھے تناول نہ فرمائیں کیوں کہ میں زہر آلود ہوں۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) صفحہ نمبر 166۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (صالحی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 16۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 354۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں زہر آلود بکری کا کلام کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

خیبر والوں میں سے ایک یہودیہ عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک بکری کا گوشت بنایا اور اس میں زہر لگا دیا اور پھر اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔

آپ نے اس سے دستی لے لی۔ اور اس سے کچھ گوشت کھایا اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ نے بھی کچھ گوشت کھایا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے ہاتھ کھانے سے روک لو۔ یہ بکری کی دستی مجھ سے کچھ کہہ رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ کو بلوا بھیجا اور اس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے بکری کے اس گوشت میں زہر ملایا تھا؟۔

اس یہودیہ نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا؟۔

آپ نے اپنے ہاتھ میں موجود بکری کی دستی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس دستی نے۔

اس عورت نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟۔

اس عورت نے کہا:

میں نے یہ خیال کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہوئے تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو آپ سے ہماری خلاصی ہو جائے گی۔

چنانچہ آپ نے اس سے درگذر فرمایا اور اسے معاف فرما دیا اور سے کوئی سزا نہ دی

۔صحیح بخاری کتاب الھبۃ وفضلھا باب قبول الھدیۃ من المشرکین۔

۔صحیح مسلم کتاب السلام باب السم۔

۔سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب فی من سقی رجلا سما او اطعمہ فمات أیقاد منہ؟۔

۔سنن الدارمی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 46۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 25۔

۔الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 172۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 616۔

۔سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 46۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 225۔

۔مشکوٰۃ شریف (خطیب بغدادی) صفحہ نمبر 541۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 316۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 272۔

۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 271۔

۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 281۔

زہر آلود گوشت کا کلام اور حضور کا احسان زہر بے نشان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت بھنی ہوئی بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی۔ صحابہ نے اسے کھانا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے ہاتھ کھانے سے روک لو اس بکری کا یہ ٹکڑا مجھے بتا رہا ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔

چنانچہ آپ نے اس یہودیہ عورت کو بلا بھیجا اور ارشاد فرمایا کیا تم نے اس میں زہر ملایا تھا؟۔

وہ کہنے لگی کہ ہاں میرا خیال تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے تو میں آپ سے لوگوں کو نجات دلا دوں گی اور اگر آپ سچے ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور باخبر کر دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

اللہ کا نام لے کر کھاؤ چنانچہ صحابہ نے کھایا اور کسی کو نقصان نہ پہنچا۔

۔المستدرک (حاکم) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 122۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد نمبر صفحہ نمبر 215۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 522۔

۔البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 240۔

۔سیرۃ ابن کثیر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 400۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (صالحی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 15۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 432۔

نوٹ: یہ واقعہ خیبر والے مشہور واقعہ سے الگ واقعہ ہے خیبر والے واقعہ میں کھانا کھانے والے دو صحابہ کرام شہید ہو گئے تھے اور اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اپنے صحابہ کرام کو کھانا کھلا کر زہر کو بے اثر کر دیا۔ بھنے ہوئے بکری کے بچے کا کھڑا ہونا اور کلام کرنا اور زہر بے اثر کرنا، یہ دونوں آپ کے عظیم معجزے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چیونٹی زندہ کروادینا

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے راستہ چلتے ہوئے ایک چیونٹی پاؤں کے نیچے آگئی۔ چیونٹی کی آہ سن کر آپ ٹھہر گئے، آپ نے دایاں پاؤں اٹھا کر دیکھا تو تڑپتی ہوئی چیونٹی نظر آئی۔ آپ نے اسے اٹھایا تو وہ مر گئی۔ آپ نے اسے ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا:

اے پروردگار! اگر تیری بارگاہ میں مجھے بال بھر بھی دخل ہے تو اس کی حرمت کی وجہ سے اس چیونٹی کو زندہ کر دے۔

ابھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ٹھیک طور پر یہ الفاظ بھی نہ کہہ پائے تھے کہ چیونٹی زندہ ہو گئی۔

۔افضل الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء) صفحہ نمبر 139۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

کا مردہ چڑیوں سے کلام سننا

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس تھا لوگ آپ کے اردگرد بہت سی چڑیاں ذبح کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟۔

میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا:

یہ اپنے پروردگار کی تقدیس بیان کر رہی ہیں اور آج کی روزی طلب نہیں کرتیں۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 314۔

امام باقر رضی اللہ عنہ کا مردہ گائے زندہ کرنا

ایک راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں مکہ معظمہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی معیت میں جا رہا تھا کہ ہمیں ایک ایسی عورت کے پاس سے گذرنے کا اتفاق ہوا جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ گریہ زاری میں مصروف تھی۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیا تم چاہتی ہو کہ خدا تعالیٰ اس گائے کو زندہ کر دے؟۔

وہ بولی: آپ کیوں مذاق کرتے ہو، میں تو پہلے ہی مصیبت زدہ ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مذاق نہیں کرتا۔

بعد ازاں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی۔ آپ نے گائے کے

سر اور پاؤں کو چھوا، پھر اسے بلایا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ بعد ازاں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ لوگوں میں گھل مل گئے اور وہ عورت آپ کو پہچان نہ سکی۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 333۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا پرندے زندہ فرمانا

ایک راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں بہت سے آدمیوں کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا:

جب خداوند قدوس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا:

خُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ۔

تو کیا وہ پرندے ہم جنس تھے یا ایک دوسرے سے مختلف؟۔ پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں ویسا ہی کر کے دکھاؤں؟۔

ہم نے کہا: جی ہاں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے مور ادھر آؤ۔ فوراً ایک مور ادھر آ گیا۔

پھر فرمایا: اے کوے ادھر آؤ۔ فوراً ایک کوا ادھر آ گیا۔

پھر فرمایا: اے باز ادھر آؤ۔ فوراً ایک باز ادھر آ گیا۔

پھر فرمایا: اے کبوتر ادھر آؤ۔ فوراً ایک کبوتر ادھر آ گیا۔

چاروں پرندے ادھر آ گئے تو آپ نے فرمایا:

ان کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اور ایک کا گوشت دوسرے میں ملا دو لیکن سر کو بحفاظت رکھو۔

اس کے بعد آپ نے مور کے سر کو پکڑا اور کہا: اے مور!

ہم نے دیکھا کہ اس کی ہڈیاں پر اور گوشت اس کے سر کے ساتھ مل گئے اور وہ ایک صحیح سالم مور بن گیا۔ اسی طرح دوسرے تین پرندوں سے بھی معاملہ فرمایا اور وہ بھی زندہ ہو گئے۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 334۔

حضرت محمد بن علی ہادی رضی اللہ عنہ اور تصویر سے شیر کا وجود

ایک ہندوستانی شعبدہ باز متوکل بادشاہ کے ہاں آیا ہوا تھا جو عجیب وغریب شعبدے دکھاتا تھا۔ ایک دن متوکل نے اسے کہا:

اگر تم محمد بن علی کو شرمندہ وخجل کر دو تو تمہیں ایک ہزار دینار دوں گا۔

شعبدہ باز نے کہا: اچھا چند پتلی پتلی روٹیاں دستر خوان پر رکھ دو اور مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔

خلیفہ نے ایسا ہی کیا۔

محمد بن علی ہادی نے روٹی پکڑنے کے لئے جوں ہی ہاتھ بڑھایا۔ شعبدہ باز نے ایک ایسا عمل کیا جس سے اٹھ کر روٹی محمد بن علی ہادی سے دور چلی جاتی۔ اس نے اس طرح تین بار عمل کیا جس سے اہل مجلس ہنسنے لگے۔ اسی مجلس میں ایک قالین تھا جس پر شیر کی شکل کھینچی ہوئی تھی۔

آپ نے اس شیر کو اشارہ کیا کہ اسے پکڑلو۔ وہ سچ مچ کا شیر بن گیا۔ پھر اس شیر نے اس شعبدہ باز پر جست لگائی اور اسے زمین میں گاڑ دیا اور پھر اسی قالین میں واپس چلا گیا۔

متوکل نے عرض کیا کہ آپ اس شعبدہ باز کو زمین سے نکال دیں۔

آپ نے فرمایا ہاں مگر خدا کی قسم تم اب اس شعبدہ باز کو پھر نہ دیکھو گے۔ لہذا وہ مجلس سے باہر آ گیا۔ اور اس کے بعد کسی نے اسے نہ دیکھا۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 362۔

شیخ شبلی کا شیر کی تصویر میں جان پیدا کرنا

حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ خلیفۂ وقت نے کسی بات پر ناراض ہو کر سرزنش کے لئے بلا بھیجا۔ جب آمنا سامنا ہوا تو خلیفۂ وقت نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

حضرت شبلی چونکہ جوان تھے اور ان کے پیر کو برا بھلا کہا جا رہا تھا۔ آپ کو جوش آیا تو قالین پر بنی ہوئی شیر کی تصویر پر نظر ڈالی تو وہ مجسم شیر ہو کر خلیفہ کی طرف خون خوار آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

خلیفۂ وقت کی جب اس پر نگاہ پڑی تو مارے خوف کے تھرا گیا اور اپنی جرأت کی معافی مانگی۔ حضرت جنید نے فوراً شیر کو مثل سابق کر دیا اور خلیفۂ وقت سے فرمایا:

آپ کچھ اندیشہ نہ کیجئے آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتی۔ آپ خلیفہ وقت ہیں آپ کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ یہ لڑکا آداب شاہی سے واقف نہیں آپ کا دل جو چاہے کہیے۔

فضائل العلم وخشیۃ صفحہ نمبر 25+61۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی سواری کا زندہ ہو گیا

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک دفعہ حج کا ارادہ کیا اور اپنا سامان ایک گدھے پر لادا۔ جو کہ آپ کی ذاتی ملکیت تھا آپ اس کے ساتھ جنگل کی راہ چل پڑیں گدھا لاغر اور کمزور تھا اتفاقاً وہ راستہ میں مر گیا۔

ساتھیوں نے عرض کیا: فکر مت کیجئے ہم آپ کا سامان اٹھالیں گے۔

آپ نے جواب دیا: تم سب چلے جاؤ میں تمہارے بھروسے پر گھر سے نہیں نکلی۔

چنانچہ قافلے والے چلے گئے آپ اکیلی رہ گئیں تو سر بسجدہ ہو کر عرض کی:

ایک غریب اور عاجز عورت کے ساتھ بادشاہ ایسا ہی سلوک روا رکھتے ہیں کہ مجھے اپنے گھر کی طرف بلایا۔ اور راستے میں میرا گدھا مار ڈالا۔ اور مجھے جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا۔

آپ کی مناجات ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ گدھا زندہ ہو گیا۔ اور آپ اس پر سامان رکھ کے مکہ معظمہ کی طرف چل پڑیں۔

۔تذکرۃ الاولیاء (فریدالدین عطار) ذکر رابعہ بصریہ صفحہ نمبر 63۔

۔افضل الفواد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء) صفحہ نمبر 99۔

۔سفینۃ الاولیاء (داراشکوہ) صفحہ نمبر 259۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 59۔

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مرغی زندہ کرنا

ایک عورت حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا بیٹا لائی، اور کہنے لگی:

۔ میں اس لڑکے کا دل دیکھتی ہوں کہ آپ کی طرف بہت ہی تعلق رکھتا ہے۔ میں اللہ کے لئے اور آپ کے لئے اپنے حق سے درگزر کرتی ہوں۔ تب آپ نے اس کو قبول کرلیا۔ اور اس کو مجاہدہ و طریق سلف پر چلنے کا حکم دیا۔

ایک دن اس کی ماں بچے کو ملنے آئی تو اس کو دیکھا کہ وہ بھوک اور بیداری کے مارے دبلا زرد رنگ ہو رہا ہے اور دیکھا کہ اس کا بچہ جَو کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔

پھر وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن پایا، جس میں

مرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں جو کہ آپ ابھی کھا کر فارغ ہوئے تھے۔اس نے کہا:

اے میرے سردار آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جَو کی روٹی کھاتا ہے۔

تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا:

اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جو بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔اسی وقت وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی پھر چلائی۔

تب شیخ نے فرمایا:

جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچے گا تو جو چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے کھلائے گا۔

۔بہجۃ الاسرار (شطنوفی) صفحہ نمبر 184+185+186۔

۔فتاویٰ حدیثیہ (ابن حجر مکی) صفحہ نمبر 271+398۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذفی) صفحہ نمبر 27۔

۔طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جزء نمبر 2 صفحہ نمبر 255۔

۔حیوۃ الحیوان الکبریٰ (دمیری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 519۔(باب الدجاج)

۔سفینۃ الاولیاء (دارا شکوہ قادری) صفحہ نمبر 74۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 544۔

۔تفریح الخاطر (عبدالقادر اربلی) صفحہ نمبر 49۔

۔التذکیر (تھانوی) صفحہ نمبر 118۔

۔افاضات یومیہ (تھانوی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 223۔

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا چیل زندہ کرنے کا واقعہ

ایک دن سخت ہوا چل رہی تھی تو ایک چیل حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس سے شور کرتے ہوئے اڑ کر گذری جس سے حاضرین کی طبیعت پریشان ہوئی

آپ نے ارشاد فرمایا: اے ہوا اس کا سر پکڑ لے!۔

تب اس وقت چیل زمین پر گری۔ اور اس کا سر ایک طرف گرا۔

مجلس کے اختتام پر آپ نے اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوگئی اور اڑ گئی۔

اس وقت تمام لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا۔

۔بہجۃ الاسرار (شطنوفی) صفحہ نمبر 186۔

۔حیوۃ الحیوان الکبریٰ (دمیری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 140۔ (الحدأة)

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذفی) صفحہ نمبر 203۔

۔تحفۂ قادریہ (ابو المعالی) صفحہ نمبر 33۔

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا بیل زندہ کرنے کا واقعہ

شیخ ایک وقت میں بیلوں کی جوڑی سے کھیتی کیا کرتے تھے۔ اور دونوں کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوتے تھے جب ان سے کہتے تھے ٹھہر جاؤ۔ تو وہ ٹھہر جاتے۔ جب ان سے کہتے چلو تو وہ چلتے تھے۔

بسا اوقات گیہوں کا بیج بوتے۔ تو فوراً گندم اُگ آتی۔ ایک مرتبہ آپ کا ایک بیل مر گیا آپ آئے اور اس کے دونوں کانوں کو پکڑ کر کہا:

خداوندا اس کو میرے لئے زندہ کر دے تو وہ کھڑا ہو گیا۔ اور کان جھاڑنے لگا۔

۔بہجۃ الاسرار (شطنوفی) صفحہ نمبر 680۔

شیخ وہب الربیعی کا بیل زندہ ہونا

شیخ وہب الربیعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو بیل تھے اسی سے آپ کاشتکاری کیا کرتے تھے۔اور آپ انہیں ہاتھ نہیں لگایا کرتے تھے بلکہ جب آپ ان سے کہتے کہ کھڑے ہو جاؤ تو وہ کھڑے ہو جاتے جب آپ ان سے کہتے کہ چلو تو وہ چلنے لگتے تھے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ گندم وغیرہ بویا کرتے تو وہ فوراً ہی اُگ آتی۔

ایک مرتبہ آپ کا ایک بیل مر گیا تو آپ نے اس کا سینگ پکڑ کر کہا:

اے پروردگار عالم تو میرے اس بیل کو زندہ کر دے۔تو وہ باذنہ تعالیٰ زندہ ہو گیا۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیی تاذنی) صفحہ نمبر 270۔

سید احمد کبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مرغابی کا زندہ کرنا

شیخ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی الرفاعی نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیٹھا ہوا تھا اور سید احمد کبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ رہا اور آپ کا کلام سن رہا تھا اور آپ اس وقت تنہا تشریف رکھتے تھے۔اسی اثناء میں میں نے دیکھا ایک شخص فضا سے اتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اسے فرمایا:

مرحبا بالوفد المشرق

اے مشرقی وفد تمہارا آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد اس شخص نے بیان کیا کہ میں نے بیس روز نہ تو کھانا کھایا اور نہ ہی پانی پیا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اب میری خواہش کے موافق مجھے کھانا کھلائیں۔

آپ نے فرمایا کہ اب تیری کیا خواہش ہے؟۔

اس شخص نے نظر اوپر اٹھا کر کہا:

یہ پانچ مرغابیاں اڑی جا رہی ہیں ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی اور دو روٹیاں اور ایک پیالہ بھر ٹھنڈا پانی۔

آپ نے فرمایا: اچھا اور اوپر نظر اٹھا کر مرغابی سے فرمایا:

اس شخص کی خواہش جلد پوری کر!۔

آپ کا فرمانا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی حالت میں آپ کے سامنے گر پڑی۔ اس کے بعد آپ نے دو پتھر اس کے سامنے رکھ دیئے تو وہ دونوں پتھر روٹیاں ہو گئی پھر آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو آپ کے دست مبارک میں ایک سرخ رنگ کا پیالہ ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا اتر آیا۔

غرض اس شخص نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ کھانا کھا کر فارغ ہوا تو وہ جہاں سے آیا تھا اسی طرف ہوا میں اڑتا ہوا واپس چلا گیا۔ بعد ازاں آپ اٹھے اور اٹھ کر آپ نے اس مرغابی کی ہڈیاں ہاتھ میں لیں اور ان پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باذنہ تعالیٰ تو اڑ جا تو وہ مرغابی آپ کے فرمانے سے باذنہ تعالیٰ زندہ ہو گئی اور ہوا میں اڑ کر چلی گئی۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذفی) صفحہ نمبر 243۔

ایک سو سے زائد پرندوں کا زندہ ہونا

شیخ محمد الشنبکی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے علاقہ کے اطراف و جوانب میں شہرت ہو گئی اور آثارِ قربِ الٰہی اور کرامات و خرق عادات بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے آپ کی دعا

سے مبروص و مجنون و نابینا تندرست ہو جاتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ جنگل میں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ قریباً سو سے زائد پرندے آپ کے گرد آ بیٹھے اور مختلف آوازوں میں چہچانے لگے آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر عرض کیا:

پروردگار! یہ میرے دل میں تشویش پیدا کرتے ہیں۔ یہ تمام پرندے مر گئے پھر آپ نے عرض کی:

اے پروردگار! تجھے خوب معلوم ہے کہ میں نے ان کے مر جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا اس وقت یہ سب پرندے زندہ گئے اور اڑ کر چلے گئے۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیی تاذنی) صفحہ نمبر 233۔

شیخ ابو عمرو بن عثمان بن مزروۃ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ کا پرندوں کو زندہ کرنا

شیخ عبد اللطیف بن احمد القرشی رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے:

ایک مرتبہ جنگل میں سات شکاری جمع ہو گئے اور بندوقوں سے پرندوں کا شکار کرنے لگے یہ لوگ جس پرندے پر بندوق چلاتے تھے وہ زمین پر مردہ ہو کر گرتا تھا۔ اسی طرح سے انہوں نے بہت سے پرندے مار ڈالے۔

آپ نے ان سے فرمایا:

نہ تو تمہیں خود ان مردار پرندوں سے کھانا جائز ہے اور نہ ہی تمہیں یہ جائز ہے کہ انہیں تم اور کسی کو مار کر کھلاؤ۔

یہ لوگ مذاق کے طور پر آپ سے کہنے لگے:

اچھا تو آپ انہیں زندہ کر دیجئے۔

آپ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللّٰهم احيها يا محي الموتىٰ

ويا محي العظام وهي رميم○

ترجمہ:۔اے اللہ ان پرندوں کو زندہ کر دے اے مردوں کو زندہ کرنے والے،اے ہڈیوں کو زندہ کرنے والے جب کہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔

اس دعا کے فوراً بعد وہ تمام پرندے باذنہ تعالیٰ زندہ ہو کر اڑ کر چلے گئے۔اور یہ لوگ آپ سے معذرت کرتے ہوئے آئندہ پرندوں پر فضول میں بندوق چلانے سے تائب ہو گئے۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحیی تاذنی) صفحہ نمبر 316۔

ایک بزرگ کا مرغ زندہ ہونا

بعضے اکمل اولیاء را کہ مظہر قادریت الٰہی تعالیٰ شانہ بود بشرف متابعت با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرتو ازیں خارق افتادہ کہ مرغی خوردند و دستی بر استخوانہائے آں نہادہ نام خدا و رسول خدا را گرفتند مرغ برخاست و رواں شد اایں نیز از معجزات آنحضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 200۔

شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: بعض ایسے کامل ترین اولیاء ہیں جو حضرت حق جل شانہ کی قدرت کے مظہر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے شرف سے آپ کے پرتو ہیں ان سے خارق عادات ظاہر ہوتے ہیں۔

جیسا کہ لوگوں نے ایک مرغا کھایا ایک بزرگ نے اس کی ہڈیوں کو جمع فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا مرغا زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور چلا یا۔

یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

مردہ بلی کا زندہ ہونا

شیخ ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بلی تھی جس کو وہ کھانا کھلایا کرتے تھے ان کے ایک خادم نے ایک مرتبہ اس بلی کو مارا جس سے وہ بلی مرگئی۔ اس نے اسے ایک ویران جگہ میں پھینک دیا۔

شیخ ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ نے دو یا تین راتوں کے بعد اس کے بارے میں دریافت کیا تو اس خادم نے اس بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔

چنانچہ آپ نے اسے آواز دی تو وہ ان کی آواز سن کر (زندہ ہو کر) دوڑتی ہوئی آئی اور ان کے پاس بیٹھ کر حسب عادت کھانا کھانے لگی۔

۔فتاویٰ حدیثیہ (ابن حجر مکی) صفحہ نمبر 397۔

شیخ اھدل رحمۃ اللہ علیہ کی بلی کا زندہ ہونا

حضرت شیخ اھدل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بلی تھی جس کا نام لؤلؤ ۃ تھا۔ حضرت اھدل انہیں اپنے رات کے کھانے میں سے کھلایا کرتے تھے۔ ایک رات آپ کے خادم نے اس بلی کو مارا جس سے وہ مرگئی۔ اس خادم نے اسے اٹھا کر دور کسی مقام پر پھینک دیا۔ جب شیخ اھدل نے اسے غائب دیکھا تو دو یا تین رات تو خاموش رہے پھر اس خادم سے پوچھا کہ لؤلؤ ۃ کہاں ہے؟۔

اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

شیخ اھدل نے کہا: تو نہیں جانتا:

پھر شیخ اھدل نے اس بلی کو آواز دی: اے لؤلؤۃ۔ تو وہ بلی اپنی عادت کے مطابق دوڑتی ہوئی آپ کے پاس آ گئی۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 269 + جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 41۔

۔طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 255۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 27۔

گدھا کا زندہ ہونا

عن الشبعي ان قوما اقبلو من اليمن متطو عين في سبيل الله فنفق حمار رجل منهم فأرادوه ان ينطلق معهم فأبى فقام فتوضأ وصلى ثم قال:

اللّٰهم انى جئت من الدفينة مجاهدا في سبيلك وابتغاء مرضاتك واني اشهد انك تحيي الموتى وتبعث من في القبور فلا تجعل لاَحد عليّ مَنّة واني اطلب اليك اتبعت لي حماري

ثم قام الى الحمار فضربه فقام الحمار ينفض اذنيه فاسرجه و ألجمه ثم ركبه وأجراه فلحق باصحابه فقالوا:

ما شانك؟ قال شاني ان الله بعث لي حماري

قال الشبعي فانا راى ذلك الحمار بيع او يباع بالكناسة .

۔من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 29۔

۔مجابوالدعوۃ (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 90۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 49۔

۔البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 170۔

۔سلاح الیقظان لطرد الشیطن (عبدالعزیز بن محمد بن سلمان) صفحہ نمبر 115۔

حضرت سیدنا امام شعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں رضا کارانہ جہاد کرنے والے آئے۔ ان میں سے ایک آدمی کا گدھا مر گیا انہوں نے چاہا کہ وہ ان کے ساتھ ہی چلے لیکن اس نے ان کے ساتھ بوجھ بن کر جانے سے انکار کر دیا پھر اس نے دعا کی:

اے اللہ میں تیرے راستے میں تیری رضا کی خاطر جہاد کرنے کی غرض سے دفینہ (یمن کا علاقہ) سے آیا ہوں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور جو قبروں میں دفن ہیں انہیں بھی تو اٹھائے گا، مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ اور میں تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں کہ میرا گدھا میرے لئے زندہ فرما دے۔

یہ کہہ کر وہ گدھے کی طرف گئے اور اسے ٹھوکر ماری تو گدھا کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے اس پر زین کسی اور لگام ڈالی اور اس پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا اور اپنے دوستوں سے جا ملے۔

انہوں نے کہا کہ تمہارا معاملہ کیا ہوا؟۔

انہوں نے کہا کہ میرا معاملہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میرا گدھا زندہ فرما دیا۔

امام شعبی کہتے ہیں کہ میں نے وہ گدھا دیگر سامان تجارت کے ساتھ بکتا بکاتا دیکھا ہے۔

گدھا کا زندہ ہونا مزید واقعہ

عن مسلم بن عبداللّٰہ بن شریك النخعي ان صاحب الحمار رجل من النخع يقال له نباتة خرج في زمن عمر رضي اللّٰه عنه غازيا حتى كان اذا بسر عميرة نفق حماره

فذكر القصة غير انه قال فباعه بعد بالكنساة فقيل حمارا احياه اللّٰه لك ـ

قال فكيف اصنع فقال رجل من رهطه ثلاثة ابيات فحفظت هذا البيت:

ومنا الذي احياء الاله حماره

وقد مات منه كل عضو ومفصل

- من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 31۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 49۔
- الاسماء المبہمۃ فی الانباء المحکمۃ (خطیب بغدادی) ترجمہ نباتۃ بن یزید النخعی ۔
- اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطن (ابن تیمیہ) باب کرامات الصحابۃ والتابعین۔
- البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 170۔

حضرت مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی روایت کرتے ہیں کہ نخع سے ایک آدمی گدھے کا مالک تھا اس شخص کا نام نباتہ بن یزید تھا وہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ کے لئے نکلا یہاں تک کہ وہ عمیرہ کی چراگاہ تک پہنچا تو اس کا گدھا مر گیا حضرت مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی نے واقعہ بیان کیا سوائے اس بات کے کہ

پھر ایک عرصہ کے بعد اسے کچھ قیمت میں بیچ دیا۔ اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو نے اسے بیچ دیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زندہ کر دیا تھا؟۔ اس نے کہا کہ میں اور کیا کرتا ؟۔ اس کے قافلے میں سے ایک شخص نے تین بیت بھی کہے ہیں جو کہ میں نے یاد کر لئے ان میں سے ایک بیت یہ ہے:

ہمیں میں سے ہی وہ شخص ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیا
جب کہ اس گدھے کا ایک ایک عضو اور ایک ایک جوڑ مر چکا تھا

حضرت عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا گدھا زندہ ہونا

حضرت عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں ایک دفعہ وہ ایک جہاد سے کامیاب ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ وہ لشکر میں ہی تھے کہ ان کی سواری والا پچھیرا مر گیا۔ انہوں نے عرض کی:

یا اللہ اس کو زندہ کر دے جب تک کہ میں اپنی بستی تُستر میں نہ پہنچ جاؤں۔

تب فوراً ہی وہ پچھیرا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

چنانچہ وہ اس پر اپنے ساز و سامان سمیت واپس پلٹے۔ جب وہ اپنی بستی میں پہنچ گئے تو اپنے بیٹے سے کہنے لگے اے بیٹے اس کی زین اتارو۔

بیٹے نے کہا کہ اس گدھے کو بہت زیادہ پسینہ آیا ہوا ہے اور ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے اسے تکلیف ہو رہی ہے۔

حضرت عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے:

اے میرے بیٹے یہ ادھار لی گئی زندگی والا پچھیرا ہے۔

چنانچہ جیسے ہی اس نے اس کی زین پکڑی تو وہ پچھیرا فوراً ہی گرا اور گر کر مر گیا۔

۔الرسالۃ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 52 صفحہ نمبر 286۔

۔صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 242۔

۔معجزات النبی (ابن کثیر) صفحہ نمبر 328۔

۔فتاوی حدیثیہ (ابن حجر مکی) صفحہ نمبر 397۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 239۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 147۔

گدھا زندہ ہونا

اَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْيَمَنِ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ طَرِيْقٍ نَفَقَ حِمَارُهُ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ:

اَللّٰهم اِنِّي جِئْتُ مِنَ الدَّثِنِيَةِ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ، وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ تُحْيِي الْمَوْتٰى وَتَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ لَاتَجْعَلْ لِاَحَدٍ عَلَيَّ الْيَوْمَ مِنَّةً اَطْلُبُ اِلَيْكَ اَنْ تَبْعَثَ لِي الْحِمَارَ۔

فَقَامَ الْحِمَارُ يَنْفُضُ اُذُنَيْهِ۔

ابوسبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہا ایک شخص (واصلہ بن اشیم) یمن سے آئے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ ان کا گدھا مر گیا۔ وہ شخص کھڑے ہوئے انہوں نے وضوء کیا اور دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھم اِنّی جئتُ مِنَ الدّثِنیۃِ مُجاھِدًا فِیْ سَبِیْلِکَ وَابْتِغآءَ مَرْضَاتِکَ ،وَاَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ تُحْیِی الْمَوْتٰی وَتَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ لَاتَجْعَلْ لَاحَدٍ عَلَیَّ الْیَوْمَ مِنَّۃً اَطْلُبُ اِلَیْکَ اَنْ تَبْعَثَ لِی الْحِمَارَ ۔

اس نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ اس کا گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔
امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ دراصل یہ تمام تکریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ آپ کے امتی ہیں

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 48۔
۔مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 280۔
۔اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطن (ابن تیمیہ) باب کرامات الصحابۃ والتابعین۔
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 114۔
۔جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین (نعمان آلوسی) صفحہ نمبر 121۔

ابو عبید کی سواری کا زندہ ہونا

ابو عبید البسری کی ایک جگہ جہاد کرتے ہوئے سواری مر گئی۔انہوں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہ دوبارہ زندہ کر دی۔

۔الطبقات الکبریٰ (تاج الدین سبکی) کما ذکر نبہانی۔
۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 41۔
۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 27۔

ہاتھی کا زندہ ہونا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت سیدی احمد جام زندہ پیل رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے تھے۔ راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا۔ لوگوں کا مجمع تھا۔

آپ تشریف لے گئے فرمایا: کیا ہوا ہے؟۔

عرض کیا گیا: ہاتھی مر گیا ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اس کی سونڈ ویسی ہی ہے، آنکھیں بھی ویسی ہیں، ہاتھ بھی ویسے ہیں، پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر گیا؟۔

یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا۔ جب سے آپ کا لقب زندہ پیل (ہاتھی زندہ کرنے والا) ہو گیا۔

۔ ''ملفوظات اعلیٰ حضرت'' حصہ چہارم صفحہ نمبر 16 (نوری کتب خانہ لاہور)۔

شیر کو مارنا پھر زندہ کرنا

شیخ الاسلام ابواسمٰعیل عبداللہ الانصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن بن محمد مزین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شیر سے آمنا سامنا ہوا آپ نے شیر سے کہا:

''ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ'' ''یعنی پھر مارا اس کو اور قبر میں داخل کر دیا''

آپ نے اتنا کہا تو شیر وہیں پر ہلاک ہو گیا۔ جب آپ پہاڑ کے سر پر پہنچے تو کہا:

''ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ'' ''یعنی پھر جب چاہا اس کو زندہ کر دیا''

تو فوراً ہی شیر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔

۔ نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 198۔

مفرج الدمامینی کا پرندہ زندہ ہونا

حضرت شیخ مفرج الدمامینی کے سکر کو جب جنونی سمجھ کر قید کرلیا گیا اور ساتھ میں تکلیفوں کی شدت کی گئی اور اپنے زعم میں وہ آپ کا علاج کررہے تھے۔

اسی دوران عرصہ دراز گذر گیا کہ ایک مرتبہ آپ کے سامنے ایک بھنا ہو پرندہ لایا گیا آپ نے اسے کہا کہ اڑ جا تو وہ پرندہ زندہ ہو کر فوراً اڑ گیا۔

۔نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 605۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 41+ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 403۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 487۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 27۔

حضرت میاں روشن دین رحمۃ اللہ علیہ کا کوّا زندہ کرنا

ایک مرتبہ دربار حضرت شاہ محمد مراد نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے صحن میں شیشم کے تن آور قدیم درخت کی شاخیں پھیلی ہوئیں تھیں۔ دوپہر کے وقت کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ٹہنی پر بیٹھے ایک کوے کی بیٹ آپ کے کھانے پر گر پڑی۔ آپ نے غضب ناک ہو کر کوے کی طرف دیکھا اور فرمایا "تو مرا کیوں نہیں" تو کوا پھڑ پھڑاتا ہوا نیچے گرا اور مر گیا۔

آپ نے فرمایا:

جا اللہ تعالیٰ تجھے زندہ کرے میں نے تجھے کیا کہہ دیا ہے۔

تب وہ کوا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اڑ کر شاخ پر جا بیٹھا۔

۔نسخہ قلمی از حضرت میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب۔

باب سوم

جمادات میں زندگی

ہر شجر و حجر سے آواز آتی تھی السلام علیک یارسول اللہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

میں مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا ایک بار ہم مکہ مکرمہ کے ایک جانب پہاڑوں اور درختوں میں سے گزر رہے تھے۔

فلم یمر بشجر ولا جبل الا قال:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

تو جس بھی پہاڑ یا درخت کے قریب سے آپ گزرتے اس سے آواز آتی تھی:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

۔سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی آیات اثبات النبوۃ النبی قد خصہ اللہ۔

۔سنن الدارمی المقدمۃ باب ما اکرم اللہ بہ نبیہ من ایمان الشجر بہ والبہائم والجن۔

۔المستدرک (حاکم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 620۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 279۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 153۔

۔مشکوٰۃ (خطیب بغدادی) صفحہ نمبر 540۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 263+265۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 99۔

۔اعلام النبوۃ (الماوردی) صفحہ نمبر 163۔

۔تفسیر معالم التنزیل (بغوی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 112۔

۔مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین۔

بوقت وحی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر شجر و حجر کا سلام عرض کرنا

عن عائشة رضى الله عنها قالت:

قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لما استعلن لى جبريل جعلت لا امر بحجر ولا شجر الا قال لى السلام عليك يارسول الله۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میرے لئے جبریل علیہ السلام نے اعلان (نبوت) کیا تو میں کسی بھی شجر و حجر کے پاس سے گذرا تو مجھ پر السلام علیک یارسول اللہ عرض کرتا ہے۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 362۔

۔کنز العمال (علی متقی) حدیث نمبر 32136۔

در حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں وحی فرستادہ شد بسی من نمیگذیشتم ہیچ سنگ و درخت مگر آں کہ می گوید السلام علیک یارسول اللہ۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 193۔

اعلان نبوت سے قبل ایک عاشق پتھر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام محبت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً میں اس پتھر کو بھی اچھی طرح پہچانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھ پر ہدیہ سلام عرض کیا کرتا تھا۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ وہ کون سا پتھر تھا؟۔ بعض کہتے ہیں کہ حجر اسود تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور پتھر تھا جو اس کے قریب ہی تھا۔ جسے زقاق الحجر کہتے ہیں اور وہ پتھر خانہ کعبہ سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے گھر جاتے ہوئے راستے میں ایک دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا اور لوگ اسے چھو کر اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی وہ پتھر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گذرتا ہوئے سلام عرض کیا کرتا تھا)۔

- صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی وتسلیم الحجر علیہ۔
- سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی آیات اثبات النبوۃ قد خصہ اللہ۔
- مسند احمد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 95۔
- مسند ابی داؤد طیالسی صفحہ نمبر 106۔
- سنن الدارمی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 24۔
- المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 231۔
- دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 27+155۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 153۔
- تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 468۔

۔مدارج النبوۃ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 265۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور درخت کا کلام

قيل لابي بكر اخبرنا عن نفسك هل رأيت شيئا قط قبل الاسلام من دلائل النبوة محمدصلى الله عليه وسلم .

فقال ابوبكر : نعم وهل بقي احد من قريش او غير قريش لم يجعل الله لمحمد في نبوته حجة وفي غيرها .

قال: الله هدىٰ به من شاء واضل به من شاء . بينما انا قاعد في فيئ شجرة في الجاهلية اذ تدله على غصن من اغصانها حتى صار على رأسي فجعلت انظر اليه واقول :ما هذا ؟ .

فسمعت صوتا من الشجرة :

هذا النبي صلى الله عليه وسلم يخرج في وقت كذا و كذا فكن انت من اسعد الناس به .

قلت: بينه ما اسم النبي صلى الله عليه وسلم؟ .

قال: محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب الهاشمي .

فقال ابو بكر فقلت صاحبي واليفي وحبيبي فتعاهدت الشجرة مني تبشرني بخروج النبي صلى الله عليه وسلم .

فلما اتاه الوحي سمعت صوتا من الشجرة جد و شمر يا ابن

ابی قحافة فقد جاء الوحی ورب موسٰی لایسبقك الی الاسلام احد !۔

قال ابو بکر: فلما اصبحت غدوت الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فلما رآنی قال لی یا ابا بکر انی ادعوك الی اللّٰه ورسوله ۔

قلت: اشهد انك رسول اللّٰه بعثك بالحق سراجا منیرا فآمنت به وصدقته ۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 30۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 51۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 258۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا:

کیا آپ نے قبول اسلام سے پہلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معجزہ دیکھا تھا؟ آپ اس کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمائیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ اور کیا قرش اور غیر قریش میں کوئی ایک بھی ایسا ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کوئی معجزہ یا کسی اور چیز میں کوئی دلیل نہ ظاہر فرمائی ہو؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی ہے جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے اس کو (اس کی شامت اعمال کی بناء پر) بھکا دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں ایک درخت کے سائے

میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی میری طرف جھکی، یہاں تک کہ وہ میرے سر پر آ گئی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟۔

تو میں نے درخت سے یہ آواز سنی:

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فلاں فلاں وقت تشریف لائیں گے تو تو بھی ان لوگوں میں سے ہو جانا جو ان کی برکت سے خوش بخت ہو جائیں گے۔

میں نے کہا کہ واضح کرو کہ اس نبی کا نام کیا ہے؟۔

اس درخت نے کہا کہ اس نبی کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الھاشمی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا:

میرے دوست، میرے محبوب اور میرے حبیب؟۔

تو اس وقت اس درخت نے مجھ سے وعدہ کیا کہ جب وہ اعلان نبوت فرمائیں گے تو وہ مجھے بتائے گا۔

چنانچہ جب آپ پر وحی آئی تو میں نے اس درخت سے آواز سنی:

اے ابن ابی قحافہ کوشش کرو اور جلدی کرو، وحی آ گئی ہے اور رب موسیٰ کی قسم کوئی ایک بھی اسلام لانے میں تجھ سے سبقت نہ لے جائے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا گیا۔

آپ نے مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو مجھے فرمایا:

اے ابوبکر میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں۔

میں نے عرض کیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ ۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ سِرَاجاً مُّنِيْرًا ۔

میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور اس نے آپ کو حق کے ساتھ چمکتا ہوا آفتاب بنا کر بھیجا ہے میں اس کے ساتھ ایمان بھی لاتا ہوں اور تصدیق بھی کرتا ہوں۔

درخت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی سامنے سے آیا۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟۔

اس نے کہا: اپنے اہل وعیال کی طرف۔

آپ نے فرمایا: کیا تجھے بھلائی کی طرف رغبت ہے؟۔ یعنی کیا تو چاہتا ہے کہ نیکی وسعادت اپنے لئے حاصل کرے۔

اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا گواہی دینا اس بات کی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں۔

بدوی نے کہا: کیا آپ اس بات پر کوئی شہادت رکھتے ہیں؟۔ یعنی جو کچھ فرمایا کوئی اس چیز کا گواہ بھی موجود ہے؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ درخت میرا گواہ ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا جو وادی کے کنارے پر موجود تھا وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا۔ پھر آپ نے اس سے تین مرتبہ شہادت لی اور اس درخت نے گواہی دی۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ واپس پلٹ گیا۔

- صحیح ابن حبان کتاب التاریخ باب المعجزات۔
- سنن الدارمی کتاب المقدمہ باب ما اکرم اللہ بہ نبیہ۔
- المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 431+ جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 263۔
- شرح معانی الآثار (طحاوی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 21۔
- المستدرک (حاکم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 676۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 14۔
- کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 298۔
- مشکوۃ شریف (خطیب بغدادی) صفحہ نمبر 541۔
- اتحاف الخیرۃ المہرۃ (بوصیری) کتاب علامات النبوۃ باب فی معجزاتہ۔
- مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 295۔
- موارد الظمآن (ہیثمی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 520۔
- الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 59۔
- مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 263۔
- سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 499۔
- حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 25۔
- جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 99۔

درخت چلتا ہوا آیا اور تسکین قلب رسول بن گیا

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں مقام حجون پر بڑے پریشان وغمزدہ بیٹھے تھے آپ نے وہاں دعا کی:

اے اللہ! مجھے ایسی نشانی دکھا جس کے بعد میں اپنی قوم کی تکذیب سے پریشان نہ ہوں

چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم سے اپنے پیچھے کھڑے ایک درخت کو آواز دی تو وہ زمین کا سینہ چاک کرتے ہوئے آپ کے حضور حاضر ہو گیا اور سلام کا نذرانہ پیش کرنے لگا

آپ نے اسے واپس جانے کو کہا تو وہ اپنی جگہ واپس جا کر کھڑا ہو گیا۔

تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اب مجھے کوئی پروانہیں کہ قوم میں سے کون مجھے جھٹلاتا ہے۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 280۔

۔مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر 215۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 364۔

۔اتحاف الخیرۃ المھرۃ (البوصیری) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 43۔

۔المطالب العالیہ (عسقلانی) حدیث نمبر 3910۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 199۔

۔کنز العمال حدیث نمبر 35260۔

حضور علیہ السلام کی خدمت میں جبریل کا درخت پیش کروانا

غزوہ احد کی لڑائی میں بدنہاد کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رخسار مبارک کو گزند پہنچایا اور آپ کے دندان مبارک کو کچھ ضرر پہنچا اور جسم اطہر خون آلود ہو گیا۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک گوشہ میں تشریف فرما ہو گئے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر مزاج پرسی کی۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کو غمگین پا کر عرض کی:

کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں آپ کو ایک ایسی نشانی دکھاؤں جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تسلی خاطر ہو؟۔

اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اس درخت پر نظر ڈالی جو وادی کے پیچھے تھا، اور عرض کی کہ حضور! اس درخت کو بلائیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس درخت کو بلایا تو وہ چلتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب اسے لوٹ جانے کا حکم فرمائیں۔

آپ نے حکم دیا تو وہ لوٹ گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسبی حسبی: مجھے کافی ہے مجھے کافی ہے۔

۔سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الصبر علی البلاء۔

۔مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 113۔

۔مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 317۔

۔سنن الداری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 26۔

۔سنن کبریٰ (نسائی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 521۔

۔مسند ابی یعلی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 358۔ نمبر 3685

حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 107۔

۔معرفۃ الصحابۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 3434۔

۔مشکوۃ شریف باب فضائل سید المرسلین۔

۔الاحادیث المختارۃ (ضیاء مقدسی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 486۔

۔اخبار مکہ (فاکہی) حدیث نمبر 2275۔

۔اتحاف الخیرۃ المھرۃ (بوصیری) کتاب علامات النبوۃ باب معجزاتہ۔

۔اتحاف السادۃ المتقین (مرتضٰی زبیدی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 182۔

۔المواہب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 216۔

۔البدایہ والنھایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 135۔

۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 496۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 500۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 99۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 263۔

۔صحیح السیرۃ النبویہ (البانی) صفحہ نمبر 138۔

درخت نے حکم نبی پاکر خود کو زمین سے اکھیڑا اور اپنی جڑوں سے چلتا ہوا پیش خدمت ہو گیا

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! میں اسلام لا چکا ہوں مجھے کوئی نشانی دکھائیں تاکہ میرا یقین بڑھ جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کون سی نشانی دیکھنا چاہتا ہے؟۔

اس نے کہا: اس درخت کو حکم فرمائیں کہ وہ آپ کے پاس آجائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اسے بلا لاؤ۔

وہ اعرابی اس درخت کے پاس گیا اور اس سے کہا: اے درخت! رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آؤ۔

قال فمالت علی جانب من جوانبها فقطعت عروقها ثم مالت علی الاخر فقطعت عروقها حتی اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

اس نے کہا: درخت پہلے ایک طرف گرا، پھر دوسری طرف گرا۔ اس نے اپنی جڑیں اکھیڑ یں اور چلتا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور اس سے آواز آئی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"

اعرابی نے کہا: بس بس۔ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین آ گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا:

واپس اپنی جگہ پر چلا جا تو وہ واپس ہو گیا اور اپنی جگہ پر اسی حالت میں کھڑا ہو گیا۔

اعرابی نے عرض کی:

یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے سرانور اور قدم ہائے مبارک کو بوسہ دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اس نے اپنا ارمان پورا کر لیا۔

پھر اس نے عرض کیا: آپ اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کر لوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس کی اجازت دیتا تو (سب سے پہلے) عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

پھر اس نے آپ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت مانگی تو آپ نے عطا فرمادی۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 281۔

۔الاعلام بمافی دین النصاریٰ (قرطبی) صفحہ نمبر 357۔

۔اعلام النبوۃ (الماوردی) صفحہ نمبر 163۔

۔مشکوٰۃ شریف (خطیب بغدادی) صفحہ نمبر 541۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 299۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 263۔

درخت آپ کے اشاروں پر اکٹھے ہوتے ہیں

وکیع بن مرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہیں جا رہا تھا، ہم ایک جگہ ٹھہرے جہاں بہت سے درخت تھے۔آپ نے مجھے حکم دیا کہ (دور کھڑے) درختوں سے کہو!۔

"تمہیں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتا ہے کہ اکٹھے ہو جاؤ"

میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا: میں رسول خدا کا فرستادہ ہوں وہ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جاؤ۔

میری بات سنتے ہی وہ اکٹھے ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی اور واپس آ کر مجھے فرمایا ان درختوں سے کہو کہ اپنی اپنی جگہ واپس ہو جائیں میں نے انہیں یہ پیغام دیا تو وہ جدا ہو گئے۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 282۔

لوگوں کی خواہش پر درخت سے کلمہ پڑھوانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے سوال کیا کہ:

کون سی چیز ہے جو آپ کی رسالت کی گواہی دے گی؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے گا۔

پھر فرمایا: اے درخت قریب آ۔ وہ درخت قریب آ گیا اور اس نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 301۔

۔اخبار مکۃ (فاکھی) حدیث نمبر 2251۔

۔مسند رویانی حدیث نمبر 38۔

۔تفسیر کبیر (رازی) تحت سورۃ الجن آیت نمبر 2۔

۔تفسیر اللباب (ابن عادل) تحت سورۃ الجن آیت نمبر 2۔

۔تفسیر السراج المنیر (محمد الشربینی خطیب) تحت سورۃ الجن آیت نمبر 2۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 264۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دو درختوں کو چلا کر دکھانا

عن جابر بن عبداللہ قال:

سرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی نزلنا وادیا افیح فذھب رسول اللہ یقضی حاجتہ واتبعہ بادواۃ من ماء فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلم یر شیئا یستتر بہ،

واذا بشجرتان بشاطئ الوادی ۔فانطلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم الی احداھما فاخذ بغصن من اغصانھا فقال:

انقادی علی باذن اللّٰہ تعالٰی ۔

فانقادت معہ کالبعیر المخشوش الذی یصانع قائدہ حتی اتی الشجرۃ الاخریٰ فاخذ بغصن من اغصانھا فقال :

انقادی علی باذن اللّٰہ تعالٰی ۔

فانقادت معہ کذلك حتی اذا کان بالمنصف فیما بینھما لام بینھما یعنی جمعھما ۔ فقال:

التئما علی باذن اللّٰہ فَالْتَأَمَتَا ۔

قال جابر:

فخرجت احضر مخافۃ ان یحس رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم بقربی یعنی فیبتعد فجلست احدث نفسی ، فحانت منی لفتہ فاذا انا برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقبل، واذا الشجرتان قد افترقتا فقامت کل واحد منھما علی ساق فرأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقف وقفۃ ۔

فقال: برأسہ ھکذا ۔

۔صحیح مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر وقصہ ابی الیسر۔

۔صحیح ابن حبان جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 455۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 285۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 7۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 299۔

۔البدایۃ والنھایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 104۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 371۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 496۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ایک کشادہ وادی میں اترے اور قضائے حاجت فرمانے کے لئے ایک طرف چلے۔ میں آپ کے پیچھے پانی کا برتن لے کر آیا۔ آپ نے چاروں طرف دیکھا مگر وہاں آڑ لینے کے لئے کوئی چیز (درخت وغیرہ) نظر نہ آئی۔ البتہ وادی کے کنارے پر دو درخت کھڑے نظر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اسے ایک ٹہنی سے پکڑ کر آپ نے ارشاد فرمایا:

میرے ساتھ چلو! تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ یوں چل پڑا جیسے نکیل ڈالا ہوا اونٹ شتربان کے پیچھے چلتا ہے۔ پھر آپ اس درخت کے پاس گئے اور اسے بھی یوں ہی کھینچ لائے اور دونوں کو درمیان میں لا کر اکٹھا کر دیا اور انہیں فرمایا کہ آپس میں مل جاؤ تو وہ مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دور جا کر ایک جگہ بیٹھ گیا (کچھ دیر کے بعد) مجھے آپ کی آہٹ محسوس ہوئی میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ میری طرف تشریف لا رہے تھے اور دونوں درخت ایک دوسرے سے الگ ہو کر سیدھے کھڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد اپنے سر سے دائیں بائیں اشارہ سے فرمایا:

اپنی اپنی جگہ پر جا کر ویسے ہی گڑ جاؤ۔

درخت کا سلام کے لئے حاضر ہونا

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے۔ایک جگہ پر ہم نے پڑاؤ کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پر محو استراحت ہوگئے۔اتنے میں ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور آپ پر سایہ فگن ہوگیا کچھ دیر وہاں پر ٹھہر کر واپس چلا گیا۔

جب آپ بیدار ہوئے تو ہم نے اس کا ماجرا عرض کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اس درخت نے اپنے رب عزوجل سے اجازت مانگی تھی کہ مجھ پر سلام عرض کرے۔چنانچہ اسے اجازت دے دی گئی۔

- مسند احمد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 173۔
- دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 283۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 23۔
- تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 369۔
- شرح السنۃ (بغوی) کتاب الرؤیا باب تأویل الثیاب والفرش۔
- مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 559۔
- البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 153۔
- المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 217۔
- سبل الھدیٰ والرشاد (یاسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 501۔
- جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 100۔
- شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 210۔

مذکورہ واقعہ کی تصدیق

حکیمہ زوجہ یعلیٰ بن مرہ کی روایت کے مطابق بھی یعلیٰ سے ایسی ہی خبر مروی ہے۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 283۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیحکم پر دو درختوں کا مل کر آڑ کرنا

حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں ایک بار ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب تھے۔ ہم نے اس موقع پر آپ سے نہایت تعجب خیز امر (معجزہ) دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک جگہ ہمارا گزر ہوا جہاں درخت تو تھے مگر دُور دُور۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے غیلان! ان دو درختوں کے پاس جاؤ۔ اور انہیں کہو کہ آپس میں مل جائیں میں ان کی آڑ میں استنجا کرنا چاہتا ہوں۔

تو میں ان کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم فرمار ہے ہیں کہ آپس میں مل جاؤ!

فمادت احداھماثم انقلعت تخدالارض حتی انضمت الیٰ صاحبتھا،فنزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتوضأ خلفھا ورکب ثم عادت تخدالارض الی موضعھا .

چنانچہ ان میں سے ایک درخت اوپر کی طرف لمبا ہوا اور زمین سے اکھڑ گیا۔ پھر وہ چلتا ہوا دوسرے درخت کے ساتھ جاملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اترے ان کی آڑ میں (استنجا کر کے) وضو فرمایا اور پھر سوار ہوگئے۔ پھر وہ درخت زمین پر چلتا ہوا اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہوگیا۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 284۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفع حاجت میں پردہ کے لئے دو پودوں کا جمع ہونا

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا آپ نے مجھے کھجور کے دو چھوٹے پودوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ان دونوں پودوں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ دونوں اکٹھے ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق دونوں اکٹھے ہو گئے آپ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

ان دونوں سے کہو کہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ!۔

میں نے ان سے کہا تو وہ دونوں واپس اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

۔سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ وسننھا باب الارتیاد للغائط والبول۔

۔مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 172۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 264۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 282۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 560۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 366۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 12۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 99

معالج خود مریض عشق مصطفیٰ بن گیا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بنی عامر بن صعصمہ سے ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا وہ معالج تھا لوگوں کا علاج معالجہ کرتا۔ آپ سے کہنے لگا:

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کچھ (عقل سے ماورئی) باتیں کرتے ہو۔ کیا میں تمہارا علاج نہ کروں؟۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھجور کے ایک درخت کو آواز دی۔ تو وہ درخت سجدہ کرتا اور سجدے سے اپنا سر اٹھاتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

آپ نے اسے ارشاد فرمایا: واپس چلے جاؤ۔

وہ واپس چلا گیا۔

اس عامری حکیم نے یہ دیکھ کر کہا:

خدا کی قسم! آئندہ میں آپ کی کسی بات کو بھی نہیں جھٹلایا کروں گا۔

پھر اس نے بنی قبیلہ صعصمہ سے بھی کہہ دیا:

میں آئندہ آپ کی بات کو کبھی نہیں جھٹلاؤں گا

۔ دلائل النبوۃ (ابو نعیم) حدیث نمبر 286۔

۔ تاریخ الامم والملوک (طبری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 530۔

۔ تاریخ الاسلام (ذہبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 345۔

حضور کے گذرنے پر بیری کا درخت دو حصوں میں منقسم (سدرۃ النبی)

انہ مر فی غزوۃ الطائف فی کثیف من طلح فمشٰی و ھو وسن من النوم فاعترضتہ سدرۃ فانفرجت السدرۃ لہ بنصفین فمر بین نصفیھا وبقیت السدرۃ منفرجۃ علی ساقین الی قریب من اعصارنا ھذہ ۔

و کانت معروفۃ بذلک فی مکانھا یتبرک بھا کل مار و یسمونھا سدرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۔اعلام النبوۃ (الماوردی) صفحہ نمبر 163۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 263۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوۂ طائف کے ایک سفر میں اونٹ پر سوار تاریک رات میں محوخواب تشریف لئے جا رہے تھے کہ سواری کے آگے بیری کا درخت آ گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں پہنچے تو وہ آپ کے لئے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ چنانچہ آپ اس درخت کے درمیان سے گذر گئے اور درخت دو ٹانگوں پر کھلا رہا ہمارے اس قافلے کے قریب ہے۔

یہ بات صحابہ میں کرام میں بہت مشہور تھی وہاں سے گذرنے والا ہر شخص اس درخت سے برکت حاصل کرتا تھا۔

اسی واقعہ کی بناء پر اس بیری کے درخت کا نام سدرۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشہور ہو گیا۔

ایک ٹہنی کا ٹوٹ کر گرنا آپ کی گواہی دے کر واپس جڑنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

ایک بدوی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس طرح جانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح میں کھجور کی ٹہنی کو بلاتا ہوں، وہ گواہی دے گی کہ میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں۔

چنانچہ وہ ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر گر پڑی۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس ٹہنی سے ارشاد فرمایا:

جاؤ اپنی جگہ پر قائم ہو جاؤ۔

تو وہ ٹہنی اٹھ کر دوبارہ اپنی جگہ پر نصب ہو گئی پھر وہ بدوی اسلام لے آیا۔

۔سنن الترمذی ابواب المناقب باب نمبر 6۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 110۔

۔التاریخ الکبیر (بخاری) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 3۔

۔اتحاف السادۃ المتقین (مرتضیٰ حسن زبیدی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 182۔

۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 217۔

۔شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 208۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 264۔

استن حنانہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف کی چھت کھجوروں کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ منبر شریف کی تعمیر سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک تنہ سے ٹیک لگا کر

خطبہ دیا کرتے تھے پھر جب منبر شریف بنایا گیا تو اسے علیحدہ کر دیا گیا۔

اس کے بعد اس تنہ سے رونے کی آواز سنی گئی جیسے وہ اونٹنی روتی ہے جس کا بچہ اس سے جدا کر دیا گیا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے رونے کی آواز سے مسجد لرزنے لگی اور اس کی بے قراری اور بے چینی دیکھ کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تنہ پھٹ کر ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک رکھا اور اسے چپٹا لیا وہ خاموش ہو گیا۔ اور فرمایا یہ تنہ اس وجہ سے روتا ہے کہ وہ ذکر خدا سے محروم ہو گیا ہے۔ اگر میں اسے نہ چپٹاتا تو وہ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کے غم وحزن میں یوں ہی روتا رہتا پھر فرمایا:

اسے منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا جائے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چپٹا لیا یہاں تک کہ وہ اس کے مقام تک پہنچا دیا گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھے اس باغ میں بو دیا جائے جہاں تو پہلے تھا اور تیرے رگ وریشے کو مکمل کر دیا جائے اور تیری شاخوں کو تروتازہ کر دیا جائے اور تجھ سے پھل نمودار ہوں۔ اور اگر تو چاہے تو تجھے جنت میں جما دیا جائے تاکہ محبوبانِ خدا تیرے پھل کھائیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کان مبا، ـ اس کی جانب کیے کہ

وہ کیا کہتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جنت میں قائم کردیں تاکہ میں محبوبان خدا کو اپنا پھل کھلاؤں۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں نہ میں پرانا ہوں گا اور نہ ہی مجھے فنا ہوگی۔ ان باتوں کو ہر اس آدمی نے بھی سنا جو اس کے قریب تھا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں یہی کرتا ہوں اور فرمایا تو نے دار فنا پر دار بقا کو پسند کیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان فرمایا کرتے تھے تو ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے:

اے خدا کے بندو! ایک لکڑی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق میں اتنا روتی ہے تو تم اس سے کہیں زیادہ مستحق ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق بنو۔ (مذکورہ واقعہ کو مختلف محدثین نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

(نوٹ: تمام حوالہ جات اکٹھے دیئے جا رہے ہیں جب کہ مذکورہ الفاظ مدارج النبوۃ کے ہیں)

- صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔
- سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ باب ماجاء فی بدء شان المنبر۔
- سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی آیات اثبات نبوۃ النبی ﷺ۔
- مسند احمد بن ضبل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 266۔
- مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 319۔
- صحیح ابن حبان کتاب التاریخ باب المعجزات۔
- مسند ابی یعلی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 266۔
- مشکل الآثار (طحاوی) حدیث نمبر 3534۔

۔المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 367۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر صفحہ نمبر 66۔

۔سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 195۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 127۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 266۔

جبریل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انار اور انگور لانا ان کا تسبیح پڑھنا

حضرت امام جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین سلام اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ بیمار ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی بیمار پرسی کے لئے ایک طباق انگور وانار کا لائے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو تناول فرمانے لگے تو وہ آپ کے دست مبارک میں تسبیح کرنے لگے۔

(نوٹ: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری کے مطابق اس تھال میں انگور اور تازہ کھجوریں تھیں: برکاتی غفرلہ)۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 307۔

۔کتاب المواقف (عضد الدین الایجی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 385۔

۔نہایۃ الارب (النویری) کتاب التاریخ باب معجزاتہ۔

۔فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 592۔

۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 256۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 268۔

۔ حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 27۔

آپ کے حکم سے درخت اکٹھے ہوئے اور پتھر از خود دیوار بن گئے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج پر روانہ ہوئے، جب آپ وادی روحا (جو مدینہ منورہ سے تقریبا تین میل دور ہے) پہنچے تو آپ نے مجھے فرمایا اے ''اُسَیم'' (زھری کہتے ہیں کہ آپ حضرت اسامہ کو پیار سے تصغیر کے ساتھ اُسَیم کہتے تھے) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قضائے حاجت کے لئے تمہیں کوئی آڑ نظر آتی ہے؟۔

اسامہ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور کافی تلاش کیا تا آنکہ میں تھک گیا۔ مگر نہ کوئی ایسی جگہ مل سکی جہاں لوگ موجود نہ ہوں۔ اور نہ ہی کوئی آڑ نظر آئی جس کے پیچھے آدمی چھپ کر قضاء حاجت کر سکے۔ میں واپس آ گیا اور عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو حق دے کر بھیجنے والے رب کی قسم میں نے بہت تلاش کی مگر کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی، جہاں چھپ کر آدمی قضاء حاجت کر لے اور لوگوں سے وادی کے دونوں کنارے بھرے پڑے ہیں۔

آپ نے فرمایا کوئی درخت یا کوئی پتھر کہیں پڑے ہیں؟۔

میں نے کہاں ہاں یارسول اللہ چند چھوٹے چھوٹے کھجور کے درخت ہیں اور ان کے قریب ہی پتھر کی کچھ سلیں ہیں۔

آپ نے فرمایا تو تم ان درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ اللہ کا رسول تمہیں حکم دے رہا ہے کہ آپس میں مل جاؤ۔ تا کہ ان کے لئے پردے کی جگہ بن جائے۔ اور پتھروں

سے جا کر بھی یہی الفاظ کہہ دو!

تو حضرت اسامہ کہتے ہیں میں ان درختوں کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں فرما رہے ہیں کہ باہم مل جاؤ تا کہ ان کے پردے کی جگہ بن جائے۔

فوالذی بعثه بالحق لقد رایتهن یتقافرون بعروقهن وترابهن حتی لصق بعضهن ببعض فکانهن نخلة واحدة وقلت:

ذالك للحجارة فوالذی بعثه بالحق لقد رایتهن یتقافرون حجرا حجرا حتی صرن کانهن جدار۔

تو اس خدا کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں نے دیکھا کہ درخت اپنی جڑوں اور مٹی کے ساتھ زمین سے اچھل اچھل کر باہر نکل رہے ہیں پھر یوں آپس میں مل کر کھڑے ہو گئے جیسے ایک ہی درخت ہو۔ پھر میں نے پتھروں کو بھی آپ کا حکم سنایا، تو اللہ عزوجل کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے دیکھا کہ وہ بھی کود کود کر ایک دوسرے پر بیٹھ رہے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی دیوار بن گی۔

میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔

آپ نے فرمایا اے ''اُسیم'' یہ پانی کا برتن اٹھالو۔ میں نے اٹھالیا اور آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم ان درختوں والی جگہ پر پہنچے تو آپ نے برتن مجھ سے لے لیا اور چل دیئے۔ آپ نے وہاں قضائے حاجت فرمائی اور برتن اٹھائے میرے پاس واپس تشریف لے آئے۔ ہم واپس اپنے خیمے میں آ گئے۔

آپ نے مجھے فرمایا:

اے ''اُسیم''! ان درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ واپس ہو جاؤ اور پتھروں کو بھی یہی پیغام دے دو۔

فاتيت النخلات عقلت لهن ما امرني ، فوالذى بعثه بالحق لقد رايتهن يتقافزن بعروقهن وترابهن حتى رجعت كل نخلة الىٰ مكانها، و قلت:

ذلك للحجارة فوالذى بعثه بالحق لقد رايتهن يتقافزن حجراً حجراً حتى رجع كل حجر الى مكانه فاتيته فاخبرته صلى اللّٰه عليه وسلم .

چنانچہ میں ان درختوں کے پاس آیا اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا، تو اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے وہ اپنی جڑوں اور مٹی کے ساتھ اچھلتے ہوئے اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ پھر میں نے پتھروں کو بھی واپس اپنی جگہ جانے کا حکم پہنچایا۔ تو اس اللہ عزوجل کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اور میں نے دیکھا وہ بھی ایک ایک کر کے اچھلے اور اپنی اپنی جگہ جا گرے۔ اور میں نے واپس آ کر آپ کو سارا ماجرا سنایا۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 287۔

۔شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 184۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر صفحہ نمبر 264۔

کنکریوں کا کلام اور اصحابِ ثلاثہ

عن سويد بن زيد قال رأيت اباذر جالسا وحده فى

المسجد، فاغتنمت ذلك . فجلست اليه فذكرت له عثمان .

فقال: لااقول لعثمان ابدا الا خيرا، رأيته عند رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت اتبع خلوات رسول الله صلى الله عليه وسلم واتعلم منه .

فذهبت يوما فاذاهو قد خرج فاتبعه،فجلس فی موضع فجلست عنده . فقال:يا اباذرما جآء بك .

قال:قلت :الله ورسوله .

قال:فجآء ابوبكر فسلم وجلس عن يمين النبی صلى الله عليه وسلم .

فقال له ماجآء بك يا ابا بكر ؟ .

قال:الله ورسوله .قال :فجآء عمر فجلس عن يمين ابی بكر .

فقال يا عمر ما جآء بك؟ .

قال :الله ورسوله .

ثم جآء عثمان فجلس عن يمين عمر .

فقال:ياعثمان ماجآء بك؟ .

قال: الله ورسوله .

قال: فتناول النبی صلى الله عليه وسلم سبع حصيات

او تسع حصیات، فسبحن فی یدہ حتّٰی سمعت لھن حنینا کحنین النحل،ثم وضعھن فخرسن .ثم وضعھن فی یدابی بکر حتّٰی سمعت لھن کحنین النحل،ثم وضعھن فخرسن .ثم تناولھن فوضعھن فی ید عثمان فسبحن فی یدہ حتّٰی سمعت لھن حنینا کحنین النحل،ثم وضعھن فخرسن .

۔مسند شامیین (طبرانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 246۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 117۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 299۔

۔تاریخ اسلام (ذہبی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 473۔

۔مسند البزار: مسند ابی ذر غفاری حدیث نمبر 4040۔

۔کتاب السنۃ (ابوبکر بن خلال) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 288۔

۔فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 592۔

۔حدیث خیثمہ صفحہ نمبر 105 (باب ماجاء فی تسبیح الحصی فی ایدی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۔البحر الذخار شرح مسند البزار حدیث سوید بن یزید۔

۔الریاض النضرۃ (محب طبری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 55۔باب الخامس ذکر تسبیح الحصی فی اکفھم

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 277۔

ترجمہ:۔ حضرت سوید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا میں نے اسے غنیمت جانا۔چنانچہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر سوائے اچھائی کے نہیں کرسکتا۔کیوں کہ میں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کے پاس خلوت میں دین سیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔

چنانچہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے گیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہیں باہر تشریف لے گئے۔ چنانچہ میں بھی آپ کے پیچھے گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے پس میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا:

صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے آیا ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے سلام عرض کیا کہ اور آپ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟۔

انہوں نے عرض کیا کہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے آیا ہوں۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

انہوں نے سلام عرض کیا کہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟۔

انہوں نے عرض کیا کہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے آیا ہوں۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

انہوں نے سلام عرض کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟

انہوں نے عرض کیا کہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے آیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اٹھائیں تو وہ کنکریاں آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی آواز سنی۔ آپ نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔

پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں۔ تو میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح سنی۔ انہوں نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔

(پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں۔ تو میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح سنی۔ انہوں نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں)۔

پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں۔ تو میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح سنی۔ انہوں نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ (اب بتاؤ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کیسے کر سکتا ہوں؟)

کنکریوں کا کلام اصحابِ ثلاثہ
کسی اور کے ہاتھوں نہیں

ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں سات کنکریاں لیں تو ان

کنکریوں نے تسبیح پڑھنا شروع کر دی حتیٰ کہ ہم نے ان کنکریوں کی حمد کو سنا۔

پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ انہوں نے ان کے ہاتھوں میں بھی حمد پڑھنی شروع کر دی۔ ہم نے ان کی تسبیح کو سنا۔

پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ انہوں نے ان کے ہاتھوں میں بھی تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔ ہم نے ان کی تسبیح پھر سنی۔

اس کے بعد آپ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان غنی کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ انہوں نے ان کے ہاتھوں میں بھی حمد تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔ ہم نے ان کی تسبیح کو سنا۔

پھر آپ نے وہ کنکریاں ہم میں سے ایک شخص کو دے دیں لیکن انہوں نے تسبیح نہ کہی۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 121۔

۔اسد الغابہ (ابن اثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 645۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 306۔

۔الریاض النضرہ (محب طبری) صفحہ نمبر 25۔ باب ذکر تسبیح الحصیٰ فی اکفھم

۔اعلام النبوۃ (ماوردی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 163۔

۔جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 36049۔

۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 406۔35441

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 503۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 26۔

یمن کے کفار کے قبول اسلام کے لئے کنکریوں سے تسبیح پڑھوانا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال:

لما قدم الوفد الیمن علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقالوا: ابيت اللعن ۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سبحن الله انما يقال هذا للملك ولست ملكا انا محمد بن عبدالله ۔

فقالوا: انا لا ندعوك باسمك ۔

قال: فانا ابو القاسم ۔

فقالوا يا ابا القاسم انا قد خبأنا لك خبيئا ۔

فقال: سبحن الله انما يفعل هذا بالكاهن والكاهن والمتكهن والكهانة في النار ۔

فقال له احدهم: فمن يشهد لك انك رسول الله؟ ۔

قال: فضرب بيده الى حفنة حصا فاخذها ۔فقال:

هذا يشهد انى رسول الله ۔

قال: فسبحن في يده ۔

وقلن نشهد انك رسول الله ۔

۔نوادر الاصول (حکیم ترمذی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 421۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 185۔

۔الطیوریات (السلفی) جزءنمبر 16 صفحہ نمبر 21۔

۔تفسیر درمنثور (سیوطی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 334۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 26۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یمن کا ایک وفد حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمانہ جاہلیت کا سلام بلایا۔

ابیت اللعن (تو نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس پر ملامت کی جائے)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے فرمایا اللہ کے لئے پاکیزگی ہے یہ سلام تو بادشاہوں کو کہا جاتا ہے اور میں بادشاہ نہیں ہوں۔

انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو (ازراہ ادب) نام لے کر نہیں پکار سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے فرمایا: میں ابوالقاسم بھی ہوں۔

انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم ہم نے آپ سے ایک چیز چھپا رکھی ہے۔ آپ فرمائیں کہ وہ کیا ہے؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے ارشاد فرمایا کہ اس طرح تو کاہنوں سے کہا جاتا ہے بلاشبہ کاہن اور کہانت کرانے والا جہنم میں جائیں گے۔

انہوں نے عرض کیا کہ پھر ہمیں کس طرح معلوم ہوگا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کنکریوں کی ڈھیری میں ڈالا اور کچھ کنکریاں لیں اور فرمایا کہ یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

چنانچہ ان کنکریوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی اور کہا کہ ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا دیگر اسناد سے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنے دست مبارک میں چند سنگریزے لئے تو وہ تسبیح کہنے لگے پھر آپ نے انہیں زمین میں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر انہیں اٹھایا وہ تسبیح بولنے لگے۔(مختصراً)

- دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 327۔
- التاریخ الکبیر (بخاری) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 443۔
- السنہ (ابن ابی عاصم) حدیث نمبر 950۔
- مسند البزار حدیث نمبر 4044۔
- المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 59 + جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 245۔
- تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 117۔
- دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 63۔
- التمہید (ابو الشکور السالمی) صفحہ نمبر 164۔
- مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 327۔
- فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 592۔
- الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 124۔
- جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 41664۔
- کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 387۔
- مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 268۔
- الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 232۔
- حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر صفحہ نمبر 25۔
- السیرۃ النبویہ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 255۔

غسان بن مالک العامری کا بت اور مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شتر سوار آیا۔ اس کے چہرے سے شب خوابی اور تھکاوٹ کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے آتے ہی پوچھا:

تم میں سے محمد رسول اللہ کون ہیں؟۔

لوگوں نے آپ کے بارے میں بتایا تو کہنے لگا:

یا رسول اللہ آپ مجھے وہ بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا ہے۔ یا میں بتاتا ہوں جو مجھے میرے بت نے بتایا ہے۔

آپ نے اسے اسلام پیش کیا تو وہ کہنے لگا:

میرا نام غسان بن مالک العامری ہے۔ ہمارے ہاں ایک بت ہے جس کو ہر قسم کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک عصام نامی شخص قربانی دے رہا تھا کہ بت سے آواز آئی:

یا عصام یا عصام بلغ الانام

جاء الاسلام بطلت الاصنام

وختنت الدماء ووصلت الارحام

وظهرت الحنفية والسلام

عصام ڈر گیا اور ہمیں خبر کی۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ آپ کی خبر ہمیں پہنچی۔ انہیں دنوں ایک طارق نامی آدمی قربانی کرنے بت کے پاس گیا۔ بت سے آواز آئی:

یاطارق یاطارق بعث نبی الصادق

جاء یوحی الناطق من عزیز الخالق

اس نے بھی باہر آ کر ہمیں مطلع کیا۔ آپ کی مزید خبریں ہمیں پہنچ رہی تھیں۔ کچھ روز کے بعد میں بھی قربانی کرنے کے لئے اس بت کے پاس گیا۔ جب فارغ ہوا، بت سے آواز آئی:

یاغسان بنی هامة الحق نبیا تیهامة

لنا هدیة السلامة ونجاز الیه الندامة

بداد واعیاء الی یوم القیمة

یہ بت اپنی جگہ سے اٹھا اور منہ کے بل گر گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے یہ بات سنی تو تکبیر خداوندی کہنے لگے۔ اس کے بعد غسان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ضمن میں میں نے تین بیت کہے ہیں اجازت ہو تو پڑھوں۔ پھر اس نے اسی مجلس میں پڑھ کر سنائے۔

۔شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 197۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 258۔

۔الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (عسقلانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 501۔

راشد بن عبدربہ کے بت

اور مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

راشد بن عبدربہ کا بیان ہے کہ عرب کے ایک قبیلے کے بت کا نام سواع تھا۔ لوگوں نے مجھے کچھ تحائف دیئے تاکہ سواع کے ہاں چڑھا آؤں۔ میں سواع کے پاس جاتے

ہوئے ایک اور بڑے بت کے پاس پہنچا تو وہاں سے آواز آئی:

العجب کل العجب من خروج نبی من بنی عبدالمطلب
یحرم الزناء والربا والذبح للاصنام و حرست السماء .

اس کے بعد ایک اور بت سے آواز آئی:

ترک الضمار وکان یعبد خرج احمد نبی یصلی الصلوٰۃ
یأمر بالزکوٰۃ والصیام والبر والصلات للارحام .

پھر ایک اور بت سے آواز آئی:

ان الذی ورثه النبوة والهدی
بعد ابن مریم من قریش مهتدی
نبی یخبر بما سبق وما یکون فی غد

راشد کہتے ہیں کہ میں یہاں سے فارغ ہو کر سواع کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ وہاں پر دو لومڑیاں اس کے ارد گرد گھوم رہی ہیں اور لوگوں نے جو نذریں پیش کی ہیں ان سے لطف اندوز ہو رہی ہیں۔ سیر ہونے کے بعد ان لومڑیوں نے ٹانگ اٹھا کر بت پر پیشاب کیا اور چلتی بنیں۔ میں نے یہ نظارہ دیکھ کر کہا:

ارب یبول الثعلبان براسه
لقد ذل من بالت علیه الثعالب

یہ وہ وقت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت فرما چکے تھے۔ میں مدینہ پہنچا۔ ان دنوں میرا نام ظالم تھا۔ میرے پاس ایک کتا تھا جسے راشد کہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر پوچھا کہ:

تمہارا نام کیا ہے؟۔ میں نے بتایا کہ ظالم۔ آپ نے دریافت فرمایا:
اس کتے کا نام کیا ہے؟۔ میں نے کہا: راشد۔
آپ نے فرمایا کہ آج سے تمہارا نام راشد ہوگا اور تمہارے کتے کا نام ظالم ہوگا۔
میں نے اسلام قبول کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد عرض کیا کہ مجھے میرے علاقہ میں ایک جاگیر عطا کی جائے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جہاں تک تمہارا گھوڑا دوڑ سکے اور تم تین پتھر پھینکتے چلے جاؤ اتنی جاگیر تمہاری ہوگی۔
ایک لوٹا پانی کا لے کر مجھے دے کر اس میں اس میں کلی کر کے تھوڑا سا پانی ڈال دیا اور فرمایا اسے اپنی زمین میں گرا دینا اور اپنی ضرورت سے زائد پانی کے استعمال سے لوگوں کو نہ روکنا۔
راشد نے جیسے ہی یہ کیا تو وہاں سے فوراً پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ کھجوروں کے درخت لگائے گئے۔ گردونواح کے لوگ شفاء حاصل کرنے کے لئے اس چشمہ سے غسل کرتے تھے ۔اور اس چشمے کا نام ماء الرسول رکھا گیا۔
راشد فرماتے ہیں کہ میں نے جہاں جہاں پتھر پھینکا تھا ابھی تک تمام خراج و معاملات سے باہر ہے۔

۔السیرۃ النبویہ (ابن کثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 374۔
۔البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 427۔
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 54۔
۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 458۔
۔شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 196۔

حضرت عباس بن مرداس کا بت اور مدحتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عن العباس بن مرداس قال: كان اول اسلامي ان ابي لما حضرته الوفاة اوصاني بصنم يقال له ضمار . فجعلته في بيت وجعلت آتيه كل يوم فلما ظهر النبي صلى الله عليه وسلم سمعت صوتا من جوف الصنم بالليل وهو يقول :

قل للقبائل من سليم كلها

هلك الانيس وعاش اهل المسجد

اودى ضمار وكان يعبد مرة

قبل الكتاب الى النبي محمد

ان الذى ورث النبوة والهدى

بعد ابن مريم من قريش مهتدى

قال: فكتمت الناس فلم احدث به احدا ، فلما رجع الناس من غزوة الاحزاب فبينا انا فى ابلى بطرف العقيق من ذات عرق سمعت صوتا شديدا فرفعت رأسي فاذا برجل على جناح نعامة وهو يقول:

النور الذى وقع يوم الاثنين وليلة الثلاثاء مع صاحب الناقة

العصباء. في ديار بني اخي العنقاء فاجابه هاتف عن شماله :

لا ابصره فقال:

بشر الجن و أبلاسها

ان وضعت المطى احلاسها

وبنيت السماء احراسها

قال: فوثبت مذعورا وعلمت ان محمدا مرسل .

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 26 صفحہ نمبر 410۔

۔البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 417۔

۔السیرۃ النبویہ (ابن کثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 359۔

۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 79۔

۔شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 198۔

۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 215۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ اپنے قبول اسلام کی ابتداء کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

جب میرے والد کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے ضمار نامی بت کے بارے میں وصیت کی۔ میں نے اسے اپنے مکان میں رکھ لیا اور روزانہ اس کے پاس آتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو رات کے وقت میں ایک آواز میں نے اس بت کے اندر سے سنی وہ کہتا ہے:

سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ انیس ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد آباد ہو گئے

ضمار بت برباد ہو گیا اس کی ایک مرتبہ عبادت کی جاتی تھی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل ہونے سے قبل

جو ہستی قریش میں سے ہے اس نے عیسیٰ بن مریم کے بعد بنوت وہدایت وراثت میں پائی ہے۔ اور وہ خود ہدایت یافتہ ہیں

حضرت عباس بن مرداس نے فرمایا:

میں نے اس واقعہ کا لوگوں سے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ جب لوگ غزوہ احزاب سے واپس آئے تو میں اپنے اونٹوں کو مقام عقیق کو جو کہ ذات عرق میں ہے، چرا رہا تھا۔ ایک گونجدار آواز سنی۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص شتر مرغ کے دونوں بازوؤں پر سوار ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ نور وہی ہے جو پیر کے دن اور منگل کی شب میں غضباء اونٹنی والے کے ساتھ بنی اخی العنقاء کے مکانات میں ظاہر ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ پھر اس کی بائیں جانب سے ایک ہاتف نے اسے جواب دیا جسے میں نہیں دیکھتا تھا کہ جنت اور اس کے نا امیدوں کو بشارت دے دو کہ سواری نے اپنے کجاوے رکھ دیئے اور آسمان نے اپنے محافظوں کو ظاہر کر دیا۔

حضرت عباس بن مرداس کہتے ہیں کہ میں خوف زدہ ہو کر اچھل پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضرت ماذن بن العضیہ اور بت کا کلام

حضرت ماذن بن العضیہ روایت فرماتے ہیں کہ ہماری قوم کا ایک بت تھا جسے ہم پوجتے تھے۔ ایک دن ہم نے اس کے قریب قربانی کی تو اس میں سے آواز آئی:

یاماذن اسمع تسر ظهر خير وبطن شر بعث النبي ومن مضر به بدين الله الاكبر فدع نجيا من حجر تسلم من حريقه

میں یہ الفاظ سن کر خائف ہو گیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا:

کوئی نہایت اہم واقعہ ہونے والا ہے۔ چند دن بعد ہم نے پھر قربانی دی تو پھر اس میں سے آواز آئی۔

اقبل الی و اقبل یسمع مالا یحیل هذا نبی مرسل بوحی منزل فامن به کی تعدل عن جسر شعلها وقودها بالجندل۔

میں نے اندازہ کیا کہ اس خبر میں میرے لئے بہتری ہے۔ چند دنوں کے بعد میرے پاس ایک شخص آیا میں نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا مکہ میں احمد نامی ہستی قریش میں ظاہر ہوئی ہے جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ یہی کہتے ہیں

اجیبوا داعی اللّٰہ

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کو قبول کرو۔

حضرت ماذون کہتے ہیں کہ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ بخدا یہ وہی کچھ ہے جو میں نے بت سے سنا تھا۔ میں نے اٹھ کر بت پاش پاش کر دیا اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ میں اپنی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑ کر اسلام لے آؤں۔

- شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 112۔
- المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 337۔
- الاحادیث الطوال (طبرانی) صفحہ نمبر 322۔
- اسد الغابہ (ابن اثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 952۔
- عیون الاثر (ابن سید الناس) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 104۔
- البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 411۔

۔السیرۃ النبویہ (ابن کثیر) جزء نمبر 1 صفحہ نمبر 350۔

حضور علیہ سلام کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا، درو دیوار نے آمین کہا

حضرت ابو سعید ساعدی بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا کل آپ اور آپ کے بچے گھر سے باہر نہ نکلیں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اے عباس کل آپ اور آپ کے بچے گھر میں رہیں۔ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سب بچوں کو ایک کمرے میں جمع کر دیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم۔ تم نے کیسے صبح کی؟۔

سب نے کہا اچھی حالت میں صبح کی اور ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کہتے ہیں۔ یارسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان۔

آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ قریب ہو جاؤ!

تو سب افراد ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ گئے۔ جب سارے افرادِ خانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تر ہو گئے تو آپ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی اور فرمایا:

''اے اللہ! یہ عباس میرا چچا ہے۔ اور میرے اہل بیت ہیں انہیں آگ سے یوں چھپا دے (دور کر دے) جیسے انہیں میری چادر نے چھپا رکھا ہے۔ تو دروازے کی دہلیز اور کمرے کی دیواروں سے تین بار آواز آئی۔ آمین، آمین، آمین!

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 263۔

۔شرح مذاہب اہل السنۃ (ابن شاہین) حدیث نمبر 187۔

۔عمل الیوم واللیلۃ (ابن سنی) حدیث نمبر 184۔

۔دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 330۔

۔فضائل خلفاء الراشدین (ابونعیم) حدیث نمبر 146۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 71۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 26 صفحہ نمبر 311۔

۔مختصر ابن عساکر جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 106۔

۔تھذیب ابن عساکر جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 293۔

۔کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 229، جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 39۔

۔الفوائد الشھیر بالغیلانیات (ابوبکر شافعی) حدیث نمبر 290۔

۔اتحافات السادۃ المتقین (مرتضیٰ حسن زبیدی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 193۔

۔البدایہ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 140۔

۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 214۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 265۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 31۔

خلفائے اربعہ کا تعین اور دعائے مصطفیٰ منکرین کے لئے درو دیوار کی بددعا

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال:

كنا جلوسا مع النبی صلی الله عليه واله وسلم اذ اقبل ابوبكر رضی الله عنه قال النبی صلی الله عليه واله وسلم مرحبا

بمؤثری بماله مرحبا بمؤثری بنفسه .

ثم اقبل عمر فقال مرحبا بوزیری مرحبا بالمفرق بیب الحق والباطل ومرحبا بمن اکمل اللّٰه به الدین وسماکم به المؤمنین .

ثم اقبل عثمان فقال مرحبا بختنی وزوج ابنتی الذی جمع اللّٰه له النورین السعید الشهید ویل لقاتله من النار .

ثم اقبل علی فقال مرحبا باخی وابن عمی واب ولدی والذی خلقت انا وهو من نور واحد .

ثم قال یامعشر الناس هؤلاء الاربعة لایتفق حبهم الا فی قلب مؤمن ولایتفرق فی قلب احد الا من کان منافقا .فمن احبهم فبحبی احبهم ومن اغضبهم فبغضبی ابغضهم وهم سادات المؤمنین فی الدنیا والاخرة لاینغضهم الاشقی ولایحبهم الامؤمن تقی اللّٰهم انی قد بلغت .

فقالت جوانب الحیطان وعتبة باب المسجد:

اللّٰهم العن مبغضیهم فقال الجدران امین فآمن فی ذلک الیوم ثلثون یهودیا وخمسون منافقا .

۔التمہید (ابوالشکور سالمی) صفحہ نمبر 165۔

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے حضور صلی اللہ علیہ والہ

وسلم نے فرمایا:

مرحبا اس کو جس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ پر نثار کی۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میرے وزیر کو مرحبا حق و باطل میں فرق کرنے والے کو مرحبا اس کو جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو کامل کیا اور جس کے وسیلے تمہارا نام مومنین رکھا۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مرحبا میرے داماد کو، میری بیٹی کے شوہر کو، وہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو نور جمع فرما دیئے، وہ جو سعید ہے جو شہید ہے۔ ویل (جہنم کی ایک وادی) ہے اس کے لئے جو انہیں شہید کرے گا۔

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آگئے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مرحبا میرے بھائی اور چچا کے بیٹے کو اور میرے نواسوں کے باپ کو، میں اور وہ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے۔

پھر فرمایا اے لوگو! ان چاروں کی محبت جمع نہ ہوگی مگر مومن کے دل میں اور جس کے دل میں ان کی محبت نہ ہوگی وہ منافق ہے۔ جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا۔ یہ چاروں دنیا و آخرت میں مومنوں کے سردار ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والا شقی ہے اور ان سے محبت رکھنے والا مومن تقی ہے۔ الٰہی میں نے تبلیغ کر دی تو دیواروں کی جانب سے اور مسجد کے دروازہ کی چوکھٹ سے آواز آئی:

الٰہی جو ان سے بغض رکھے تو اس پر لعنت فرما تو دیواروں نے کہا: آمین۔

اس معجزہ کو دیکھ کر تین یہودی اور پچاس منافق ایمان لے آئے۔

حضور کا حضرت عقیل کو پانی لینے کے لئے پہاڑ پر بھیجنا

یک باری عقیل بن ابی طالب در سفری در خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود تشنہ شد پس آں حضرت اورا بر کوہی کہ آنجا بود بفرستاد فرمود بگو بآن کوہ کہ ترا آب دہد آن۔

کوہ متکلم شد وگفت با پیغمبر خدا بگو کہ از اں روزی کہ ایں آیت نازل شد:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ۔

چنداں گریستم از ترس خدا کہ آب در اجزائے من نماند۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 265۔

۔تفسیر روح البیان تحت سورۃ ابراہیم آیت نمبر 20، سورۃ الفاطر آیت نمبر 17، سورۃ الملک آیت نمبر 8

ایک مرتبہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں پیاس محسوس ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پہاڑ کی طرف بھیجا جس کے قریب آپ تشریف فرما تھے۔ فرمایا کہ اسے کہو کہ پانی دے دو۔ جب انہوں نے کہا تو پہاڑ نے جواباً کہا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا جس دن سے یہ آیۂ کریمہ :

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ۔

(ترجمہ: اور ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں)

نازل ہوئی میں خوفِ خدا سے اتنا رویا کہ میرے اجزاء سے پانی ختم ہو گیا ہے۔

حضور کی کہنی کا نشان پتھر پر اس کا سلام عرض کرنا

ابن حجر مکی ہاشمی فرماتے ہیں کہ اہل مکہ سے بتواتر منقول ہے وہ پتھر زقاق الحجر ہے اور یہی پتھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گذرتے وقت سلام عرض کیا کرتا تھا۔

اس کے مقابل دوسری دیوار میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کہنیوں کا نشان موجود ہے جو کہ پتھر میں اب تک بنا ہوا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے لوہا اور پتھر زم کر دیا گیا ہے اور مکہ مکرمہ کے اس پہاڑ میں جہاں آپ بکریاں چراتے تھے آپ کے قدم ہائے مبارک کے نشان ہیں۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 265۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو جہل کے پتھر سے زندہ مور نکالنا

قال ابو جهل :یامحمد ان اخرجت لنا طاؤسا من صخرة في داري آمنت بك .

فدعا ربه عز وجل فصارت الصخرة تئن انين المرأة الحبلى ثم انشقت عن طاؤس صدره من ذهب و رأسه من زبرجد وجناحاه من ياقوت ورجلاه من جوهر .

فلما رأه ابو جهل اعرض عن الايمان .

۔الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 38۔

۔نزہۃ المجالس (عبدالرحمٰن صفوری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 156۔

ایک مرتبہ ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ میرے گھر میں موجود بڑی چٹان میں سے ایک مور نکال کر دکھادیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔

چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

اس پتھر نے پھولنا شروع کر دیا۔ایسا پھولا جیسے حاملہ عورت کا پیٹ پھول جاتا ہے۔پھر وہ پھٹ گیا اور اس سے ایک مور نکلا۔جس کا سینہ سونے کا بنا ہوا تھا،اس کا سر زبرجد کا اور اس کے دونوں پر یاقوت کے اور اس کے دونوں پاؤں ہیروں کے بنے ہوئے تھے۔

جب ابو جہل نے یہ دیکھا تو اس (بدبخت) نے پھر بھی ایمان قبول کرنے سے منہ موڑ لیا۔

آمد مصطفیٰ اور اُحد پہاڑ میں زندگی

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،حضرت سیدنا ابوبکر صدیق،حضرت عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین احد پہاڑ پر تشریف لے گئے جب یہ ہستیاں اس پہاڑ پر تشریف فرما ہوئیں تو پہاڑ لرزنے لگا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا:

اپنی جگہ پر قائم رہو تجھ پر ایک نبی،ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

۔صحیح بخاری کتاب کتاب فضائل الصحابۃ باب قول النبی لو کنت متخذ خلیلا الخ۔

۔جامع ترمذی ابواب المناقب باب فی مناقب عثمان بن عفان۔

۔مسند احمد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 112۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267۔

آمد مصطفیٰ اور حراء پہاڑ میں زندگی

عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل قال:

اشهد ان عليا رضي الله عنه من اهل الجنة .

قلت وما ذاك ؟ .

قال: هو في التسعة ولوشئت ان اسمي العاشر سميته .

قال: اهتز حراء .

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

اثبت حراء فانه ليس عليك الا نبي او صديق او شهيد .

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر وعلي وعثمان وطلحة وزبير وعبدالرحمن بن عوف وسعد وانا يعني سعيدا نفسه .

- مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 189۔
- سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب سعید بن زید۔
- سنن نسائی کبریٰ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 58۔
- مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 351۔
- السنہ ابن ابی عاصم حدیث نمبر 1220۔
- سنن الدارقطنی کتاب الاحباس باب وقف المساجد والسقایات۔
- الطبقات الکبریٰ (محمد بن سعد) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 383۔
- اخبار مکہ (فاکہی) حدیث نمبر 2357۔

۔المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 147۔

۔مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 44۔

۔اسد الغابہ (ابن اثیر) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 449۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

آپ نے کہا کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا وہ کیسے؟۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ان نو میں سے ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی قرار دیا ہے اور اگر تم چاہو تو میں تجھے دسواں جنتی بھی بتا دوں تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لیا ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا جب حراء پہاڑ حرکت میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حراء ثابت قدم ہو جا تجھ پر ایک نبی، صدیق شہید تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ جنتی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنھم اور میں خود (یعنی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ)

حضور کی آمد اور کوہ ثبیر میں زندگی

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ ثبیر (بروزن کبیر) پر جو کہ منیٰ کا پہاڑ ہے تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور میں بھی تھا۔

پہاڑ لرزنے لگا یہاں تک کہ اس کے سنگ ریزے گڑھوں میں لڑھکنے لگے اس وقت اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا:

اپنی جگہ پر قائم رہو تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

۔جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقب عثمان بن عفان۔

۔سنن نسائی کتاب الاحباس باب وقف المساجد۔

۔سنن کبریٰ (نسائی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 97۔

۔مشکل الاثار (طحاوی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 183۔

۔صحیح ابن خزیمہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 121۔

۔سنن الدار قطنی جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 196۔

۔السنہ ابن ابی عاصم جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 594۔

۔تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 335۔

۔سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 168۔

۔المختارۃ (ضیاء مقدسی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 466۔

۔جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 6474۔

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267۔

کوہ ثبیر کا کہنا کہ مجھ سے اتر جایئے حراء کا کہنا کہ تشریف لایئے

جب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کی تو آپ اس وقت کوہِ ثبیر پر تشریف فرما تھے اس نے عرض کیا:

آپ مجھ سے اتر جایئے اس لئے کہ اگر دشمنوں نے آپ کو کوئی نقصان پہنچایا تو میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے عذاب نہ دے دے۔

اس پر کوہ حرا نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھ پر تشریف لے آئیں۔ میں خدمت گذار ہوں۔(واضح رہے کہ ثبیر اور حرا دونوں پہاڑ مکہ مکرمہ میں آمنے سامنے تھے)

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 69۔

۔البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 128۔

۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 215

۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267۔

آمد مصطفیٰ اور رکن غربی کا کلام کرنا

حضرت ابو عبداللہ الصادق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکن غربی کے پاس آئے اور اس کے پاس سے گذرے تو رکن نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے رب کے گھر کی بنیادوں میں سے نہیں ہوں؟۔ پھر مجھے بوسہ کیوں نہیں دیا جاتا؟۔

آپ اس رکن کے قریب ہوئے اور ارشاد فرمایا:

اے رکن! خاموش ہو جاؤ۔ تجھ پر سلامتی ہو اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔

۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 25۔

عکرمہ کے کہنے پر آپ کا ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر پتھر تیرانا اور آپ کی رسالت کی گواہی دینا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے (تالاب کے) کنارے پر موجود تھے اور آپ

کے ساتھ اس وقت عکرمہ بن ابو جہل بھی تھا اس نے آپ سے کہا:

اگر آپ سچے ہیں تو دوسری طرف موجود پتھر کو بلائیں کہ وہ تسبیح پڑھتا ہوا پانی کے اوپر آئے اور ڈوبے بھی نہ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو وہ اپنی جگہ سے اکھڑا اور تسبیح پڑھتا ہوا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا۔ اور آ کر آپ کی رسالت کی گواہی پیش کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا یہ تجھے کافی ہے؟۔

اس نے کہا کہ اب یہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہو کر صحابیٔ رسول کے درجہ پر فائز ہو گئے۔

۔تفسیر کبیر (فخر الدین رازی) تحت سورۃ الکوثر۔

۔المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 245۔

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی دیواروں سے آوازیں

عن عبد المطلب قال:

كنت في الكعبة فرأيت في الاصنام سقطت من اماكنها وخرت سجدا وسمعت صوتا من جدار الكعبة يقول:

ولد المصطفىٰ المختار

الذى تهلك بيده الكفار

ویطهر من عبادة الاصنام

ویأمر بعبادة الملك العلام

۔السیرۃ الحلبیۃ (نورالدین حلبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 103۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خانہ کعبہ میں تھا، میں نے دیکھا کہ بت اپنی جگہوں سے گر کر سجدوں میں گرنے لگے۔ اور خانہ کعبہ کی دیواروں سے آواز آنے لگی:

مصطفیٰ مختار پیدا ہو گئے

جن کے ہاتھوں سے کفار ہلاک ہوں گے

وہ لوگوں کو بتوں کی عبادت سے پاک کریں گے

کائنات کے مالک اور بہت زیادہ علم والے کی عبادت کا حکم دیں گے

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، چاند کا کلام کرنا اور درود شریف کی برکت

حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

ایک دفعہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گہری نظر سے دیکھ رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟۔

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

جب آپ کی عمر مبارک چالیس دن تھی اس وقت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو لینے کے لئے آئیں تھیں، میں نے آپ کو اس وقت دیکھا تھا کہ آپ چاند سے گفتگو کر رہے تھے اور چاند آپ سے ایسی زبان میں گفتگو کر رہا تھا کہ جس کی مجھے کوئی سمجھ

نہیں آئی تھی۔ کیا آپ وہ بتانا پسند فرمائیں گے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اے چچا جان جب سرکش نے میرے دائیں طرف سے حملہ کرنے کی کوشش کی تو میں نے رونا چاہا تو چاند نے مجھے کہا:

نہ روئیں۔ اگر آپ روئے اور ایک آنسو بھی زمین پر گر گیا تو اللہ تعالیٰ سرسبز زمین کو بنجر بنا دے گا۔

حضرت عباس نے حیرت سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چچا کیا آپ کو میں اس سے زیادہ اور بھی کچھ نہ بتاؤں؟۔

انہوں نے عرض کیا کہ آپ ضرور بتائیں۔

آپ نے فرمایا: جب سرکش نے میرے بائیں طرف سے حملہ کی کوشش کی تو میں نے دوبارہ رونے کا ارادہ کیا تو چاند نے پھر عرض کیا:

یا حبیب اللہ آپ نہ روئیں اگر آپ کے آنسو کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر گیا تو زمین کبھی بھی ہریالی نہ نکال سکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اپنی امت پر شفقت کی وجہ سے نہ رویا بلکہ خاموش ہو گیا۔

حضرت عباس نے حیرت سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور عرض کیا:

کیا آپ یہ سب کچھ جانتے تھے جب کہ آپ کی عمر مبارک صرف چالیس دن تھی۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اے چچا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں جب اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں تھا تب بھی میں لوح محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز بھی سنتا تھا۔ اے چچا جان کیا میں آپ کو اس سے زیادہ کچھ اور بھی نہ بتاؤں؟۔

انہوں نے عرض کیا: ضرور بتائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام بھیجے ہیں ان میں سے ہر ایک نبی کی نبوت کا تعارف ہوا جب کہ وہ پختہ عمر یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ جب وہ اپنی والدہ محترمہ کے شکم سے تشریف لائے تو انہوں نے اعلان کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے کتاب بھی عطا فرمائی ہے۔ اور آپ کے چچا کے بیٹے کے (یعنی خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے)۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: چچا کیا میں آپ کو اس کے علاوہ بھی کچھ نہ بتاؤں؟۔

انہوں نے عرض کیا: ضرور بتائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: جب میں پیروار کو پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں میں سات پہاڑ پیدا کئے۔ اور اتنے فرشتے پیدا کئے کہ جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی قیامت تک تسبیح پڑھتے رہیں گے۔ اور اس کی تقدیس کرتے رہیں گے۔ وہ اپنی تسبیحوں اور تقدیسوں کا ثواب اس بندہ کے لئے پیش کرتے ہیں جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور اس کے اعضاء مجھ پر درود شریف پڑھنے کے لئے فوراً حرکت میں آجائیں۔

۔الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 39۔

کھانے کا تسبیح پڑھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں آپ کے معجزات کی برکتیں شمار کرتے تھے (یعنی لوگوں کو بتایا کرتے

تھے) اور تم لوگ اس میں لوگوں کو (الٹی سیدھی باتیں کر کے) خوف زدہ کرتے ہو۔

ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محو سفر تھے کہ پانی کم ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہیں سے تھوڑا سا بچا ہوا پانی لاؤ۔

چنانچہ صحابہ کرام ایک برتن جس میں تھوڑا سا پانی تھا وہ لے آئے۔ آپ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا اور ارشاد فرمایا:

پاک کرنے والے بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی ابل رہا ہے۔ اور ہم ان کے کھانے کی تسبیح بھی سنا کرتے تھے وہ کھانا جو کھایا جاتا تھا۔

۔صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔

۔ترمذی ابواب المناقب باب آیات اثبات نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۔مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۔مسند احمد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 460۔

۔سنن الدارمی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 28۔

۔صحیح ابن خزیمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 102۔

۔المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 73۔

۔المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 384۔

۔مسند ابی یعلیٰ جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 253۔

۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 62۔

۔شرح السنۃ (بغوی) کتاب الفضائل باب علامات النبوۃ۔

۔اتحاف الخیرۃ المھرۃ (بوصیری) کتاب علامات النبوۃ باب معجزات۔
۔جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 11 حدیث نمبر 8906۔
۔تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 235۔
۔میزان الاعتدال (ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 212۔
۔سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 244۔
۔فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 592۔
۔لسان المیزان (عسقلانی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 124۔
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 70۔
۔کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 431۔
۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (علامہ علی قاری) باب المعجزات۔
۔مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 268۔
۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 27۔
۔تحفۃ الاحوذی (مبارکپوری) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 77۔

ایک اور کھانے کا حمد وثناء کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا۔آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

کیا آپ کھانے کی حمد سمجھ رہے ہیں؟۔

آپ نے فرمایا کہ سالن کا یہ پیالہ اس شخص کے قریب کرو۔ پیالہ اس شخص کے قریب کیا گیا تو اس نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم یہ کھانا تو واقعی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہے۔
پھر یکے بعد دیگرے وہ کھانا تمام افراد کو پیش کیا گیا۔ تمام افراد نے تصدیق کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کر رہا ہے۔

۔العظمۃ (ابوالشیخ) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 1726۔
۔تفسیر الدرالمنثور (سیوطی) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 85۔
۔الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 125۔
۔سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 493۔
۔حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر صفحہ نمبر 27۔
۔السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 256۔
۔تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ الاسراء آیت نمبر 44۔

حجر اسود میں زندگی

سیدالشھداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا:
میں تمہارا چچا ہوں اور تم سے عمر میں بھی بڑا ہوں اس لئے امامت کا زیادہ حقدار میں ہوں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلاح مجھے دے دیں۔
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
خدا سے ڈرو اور جس چیز کے تم حقدار نہیں ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔
دوسری مرتبہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے مبالغہ سے کام لیا تو آپ نے فرمایا
اے چچا آؤ حاکم کے پاس چلیں جو ہمارے مابین فیصلہ صادر کرے۔
حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کون سا حاکم ہے؟۔

آپ نے فرمایا: وہ حجر اسود ہے۔

چنانچہ وہ دونوں وہاں پہنچے تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے چچا بات کرو! انہوں نے بات کی تو کوئی جواب نہ ملا۔ بعدازاں آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی ناموں سے پکارا جس سے حجر اسود آپ سے باتیں کرنے لگا۔ پھر آپ نے اپنا چہرہ حجرالاسود کی طرف کر کے کہا:

تجھے اس پروردگار کی قسم ہے جس نے اپنے بندوں کے وعدے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں، ہمیں اطلاع دو کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد امامت وصایت کا کسے حق ہے؟۔

حجر اسود کانپ اٹھا قریب تھا کہ اپنی جگہ سے گر پڑے۔ لیکن پھر فصیح و بلیغ زبان میں کہا:

محمد بن حنفیہ! یہ چیز مسلمہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد امامت و وصایت کا حق علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 315۔

امام باقر رضی اللہ عنہ اور درختوں میں جان

ایک راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:

اللہ تعالیٰ پر بندے کا کیا حق ہے؟۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرا پھیر لیا۔ میں نے تین بار یہ سوال دہرایا۔

تیسری مرتبہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر میرا حق یہ ہے کہ اگر میں اس کھجوروں کے جھنڈ کو کہوں کہ ادھر آؤ تو وہ آجائے

آپ نے جوں ہی اس جھنڈ کی طرف اشارہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ جھنڈ حرکت میں آ گیا تاکہ آپ کی طرف آ جائے۔ لیکن آپ نے اشارہ فرمایا کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہے کیوں کہ آپ نے اسے اس طرح آنے کے لئے نہیں کہا۔

۔شواھد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 331۔

جبل منیٰ میں جان

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ منیٰ پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی اگر اس پہاڑ کو یہ کہے کہ تو حرکت کر تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگے۔

آپ کے اتنا کہنے پر منیٰ پہاڑ فوراً حرکت میں آ گیا۔

آپ نے پہاڑی سے فرمایا: رک جا!۔

میں نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا میں تو مثال دے رہا تھا۔ یہ سن کر وہ پہاڑی ٹھہر گئی۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 351۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور درخت کا کلام

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک مرتبہ عہد کیا کہ حلال کے علاوہ نہیں کھاؤں گا۔ میں صحرا میں گھوم رہا تھا وہاں مجھے انجیر کا درخت نظر آیا۔

میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کا پھل توڑ کر کھاؤں ۔ اتنے میں درخت سے آواز آئی:

اپنے عہد پر قائم رہو اور مجھ سے پھل نہ کھاؤ۔ کیوں کہ میں یہودی کی ملکیت ہوں۔

۔الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 347۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کرسی میں جان پیدا کرنا

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں ملتان گیا وہاں اپنے بھائی بہاؤالدین زکریا ملتانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کی۔ مصافحہ کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کام میں کہاں تک ترقی کی ہے؟۔

میں نے کہا: یہاں تک کہ اگر اس کرسی کو جس پر آپ بیٹھے ہیں، کہوں کہ ہوا میں معلق ہو جا۔ تو وہ معلق ہو جائے۔

ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ کرسی ہوا میں معلق ہو گئی۔ حضرت بہاؤالدین زکریا نے کرسی کو ہاتھ مارا تو وہ نیچے آ گئی۔

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خوب ترقی کی ہے۔

(واضح رہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آپ کے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے سے پہلے کی ہے۔ آج کل کے نام نہاد پیروں کیلئے سبق ہے کہ اپنا برتن خالی ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے فیض رساں بننے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں)

۔راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر") صفحہ نمبر 13۔

استنجاء کے پتھروں کا کلام

حضرت ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیر و سیاحت کے بعض مراحل

میں مجھے پتھروں سے استنجاء کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز ایک پتھر اٹھایا تو اس پتھر میں سے آواز آئی: خدا کے لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے استنجاء نہ کریں۔

میں نے وہ پتھر رکھ دیا اور دوسرا پتھر اٹھا لیا تو اس میں سے بھی ویسی ہی آواز آرہی تھی۔ اس وقت مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان یاد آگیا۔ پھر میں نے ایک پتھر کو اٹھا کر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تجھی سے پاکی حاصل کروں اور یہ تیرے لئے بھی بہتر ہے۔

۔الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 467۔

حضرت محمد الشربینی رحمۃ اللہ علیہ کا غلام ڈنڈا

حضرت محمد الشربینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں آپ اپنی لاٹھی کو فرماتے کہ ایک بہادر انسان کی صورت ہو جاؤ!۔

وہ فوراً اسی صورت میں ہو جاتی اور آپ اس کو کاموں میں بھیج دیتے تھے اور وہ پھر لاٹھی کی لاٹھی بن جاتی۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 241۔

۔جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 218۔

جماعت صوفیاء کا بغرضِ امتحان حاضرِ خدمت ہونا

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ امیر ابراہیم المہر انی صاحب القاحۃ الجراحیۃ صوفیائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے امیر موصوف صوفیائے کرام سے عموماً اور خصوصاً آپ سے نہایت محبت رکھتے تھے امیر موصوف کے ساتھ جو فقراء و مشائخ آئے ہوئے تھے ان میں سے آپ جیسے مقام والا کوئی نہ تھا ان کے سامنے

کئی دفعہ امیر موصوف نے آپ کے بہت فضائل ومناقب بیان کیے تھے تو فقرائے موصوف نے کہا:

آپ سے ضرور ہمیں نیاز حاصل کروائیے۔ ہم لوگ امتحاناً آپ سے کچھ سوال بھی کریں گے۔ غرض جب فقرائے موصوف آپ کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک بزرگ نے آپ سے گفتگو کی اور آپ خاموش رہے۔

اس بزرگ نے آپ کے اس سکوت کو آپ کی عاجزی خیال کیا اور آپ کو بھی ان کے اس خیال کا علم ہوگیا اس کے بعد آپ نے ان کی طرف التفات کر کے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ان دونوں پہاڑوں کو کہہ دے کہ تم مل کر ایک ہو جاؤ تو یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو جائیں۔ یہ لوگ ان دونوں پہاڑوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور انہوں نے دیکھا کہ دونوں پہاڑ مل کے ایک ہو گئے

چنانچہ یہ سب کے سب آپ کے قدموں میں آ کے گر پڑے اور آپ اپنے حال میں مستغرق تھے پھر آپ نے اُن دونوں پہاڑوں کو فرمایا:

تم اپنی اپنی جگہ ہٹ جاؤ تو یہ دونوں الگ الگ ہو گئے پھر ان سب نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور آپ کے تلامذہ میں شامل ہو کر واپس ہوئے۔

۔قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذفی) صفحہ نمبر 249۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور درخت کا کلام

حضرت محمد بن مبارک الصوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیت المقدس کے راستے پر تھا۔ دوران سفر قیلولہ کی غرض سے ہم نے ایک جگہ پر انار کے ایک درخت کے نیچے قیام کیا۔ آرام سے قبل

ہم نے کچھ نوافل ادا کیے۔ پھر میں نے اس درخت کی جڑوں سے ایک آواز سنی:

اے ابواسحاق مجھ سے کچھ پھل تناول فرما کر ہماری عزت افزائی کردو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ یہ آواز تین مرتبہ آئی۔ پھر مجھے آواز آئی:

اے محمد بن مبارک تم ہی سفارش کردو۔ تاکہ ابراہیم بن ادھم ہم سے کچھ پھل تناول کرلیں۔

میں نے کہا: اے ابواسحاق آپ نے کچھ سنا؟۔

چنانچہ میرے عرض کرنے پر انہوں نے اس سے دو پھل لئے۔ ایک خود کھایا اور دوسرا مجھے دے دیا۔ میں نے بھی وہ پھل کھالیا، وہ پھل کچھ ترش تھا۔

وہ درخت بھی ابھی چھوٹا تھا۔ چنانچہ ہم بیت المقدس گئے وہاں سے واپس آئے تو وہ درخت بہت بڑا ہو چکا تھا اور اس کا پھل بھی بہت ہی میٹھا ہو چکا تھا۔

اس کے بعد وہ درخت سال میں دو مرتبہ پھل دینے لگا۔ اس درخت کا نام ہی دو ولیوں کا انار پڑ گیا۔ اور اس کے بعد لوگ خصوصاً اولیائے کرام اس درخت کے سائے کے نیچے حصول برکت کے لئے آرام ضرور کرتے تھے۔

۔الرسالۃ (قشیری) الجزء الثانی باب الولی۔

۔الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 467۔

۔جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 313۔

۔الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جزء نمبر 2 صفحہ نمبر 256۔

آخر میں بصد عجز و نیاز خالق لم یزل کی عظیم بارگاہ میں التجا ہے کہ فقیر محمد احمد برکاتی کی اس حقیر کوشش کو اپنی رحمت اور فضل و کرم کی وسعت کے مطابق شرف قبولیت نصیب فرما کر عزِّ دنیوی اور نجات اخروی کا ذریعہ بنائے آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلمائے ملتہ وسلم